THE SECRET TO ACADEMIC EXCELLENCE

اردو ترجمہ مع اضافات

أسرار التفوق الدراسيّ

پڑھائی میں آگے بڑھنے کا راز

تقاریظ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ مولانا شمس الرحمن عباسی مدظلہ

تالیف

محمد راشد دیماس

بیچلرز فن تعلیم و نفسیات جامعۃ الامارات یو۔اے۔ای

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن











ترجمہ و اضافات

محمد سعد رفیق گاڈت

فاضل و متخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

پڑھائی میں آگے بڑھنے کا راز

محمد سعد رفیق گاڈت

پڑھائی میں

آگے بڑھنے کا راز

اردو ترجمہ:

أَسْرَارُ التَّفَوُّقِ الدِّرَاسِيِّ

تالیف:
محمد راشد دیماس

ترجمہ و اضافات
محمد سعد رفیق گاڈت
طالبِ علم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی



نام کتاب	پڑھائی میں آگے بڑھنے کا راز
ترجمہ و اضافات	محمد سعد رفیق گاڈت
باہتمام	محمد سعد
طباعت چہارم	اکتوبر ۲۰۲۲ء، ربیع الاول ۱۴۴۴ھ
تعداد	۲۰۰۰

ناشر

مکتبۃ العلیاء / SKYRISE PUBLICATIONS



ملنے کے پتے:

گھر بیٹھے کتاب حاصل کرنے کے لیے یا بڑی تعداد میں کتاب حاصل کرنے کے لیے مکتبۃ العلیاء کے آفیشل نمبر پر فون یا واٹس ایپ کے ذریعے رابطہ کریں:

+92 331 687 4401

اس کے علاوہ یہ کتاب مذکورہ کتب خانوں پہ بھی دست یاب ہے:

- زمزم پبلشرز کراچی رابطہ نمبر: +92 335 1111329
- مکتبہ فہم دین، ڈیفینس فیز ۴، کراچی
- اسلامی کتب خانہ جمشید روڈ کراچی

بسم الله الرحمن الرحيم

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

«تَهَادُوْا تَحَابُّوْا»

(الادب المفرد للبخاري)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تم ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، آپس میں محبت بڑھے گی۔"

علم خدا کی روشنی ہے، ہم اس روشنی کو آپ تک پہنچانے کے لیے کوشاں ہیں، آیئے اس روشنی کو دوسروں تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ تعاون کیجیے، کیونکہ روشنی ہے سب کا حق، شکریہ۔

انتساب

میں اپنی اس ادنی کاوش کی نسبت سب سے پہلے اپنے آقا ومولی، مخزنِ علم وعرفان **جناب رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کرتا ہوں، پھر اپنے شیخ و مرشد، مربی ومحسن **حضرت مولانا شمس الرحمن العباسی** اور اپنے **محترم والدین** کی طرف کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ تین عظیم الشان جامعاتِ دینیہ، جن کے دامن سے علومِ نبوت کے بکھرے موتی چُنتا رہا ہوں: **جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، جامعہ عربیہ مسجد شہزادہ اور مدرسہ ابنِ عباس**، اور ان سے وابستہ ہر ہر **شخص**، بالخصوص اپنے قابل **احترام اساتذۂ کرام** کی طرف نسبت کرتا ہوں۔

اور آخر کار ان تمام لوگوں کی طرف نسبت کروں گا، جنھوں نے اس کتاب کے لکھنے میں اور اس کی تصحیح وطباعت میں میری معاونت کی، جن کے نام لکھنے کی اگرچہ یہاں گنجائش نہیں، مگر ان کے نام دل پر مرقوم ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔



Prof. Dr. Ubaid Ahmed Khan
Department of Usooluddin, Faculty of Islamic Studies,
University of Karachi, Pakistan.
Email: drobaidahmedkhan@uok.edu.pk,
drubaidahmedkhan@gmail.com

Date: 11 AUG 2022

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

محترم سعد رفیق صاحب نے تعلیمی اصولوں سے متعلق **The secrets of Academic Excellence** کے موضوع پر عمدہ کاوش کی ہے۔ آپ نے پہلے باب میں اپنے آپ کو کس طرح پڑھائی کے لیے تیار کریں بیان کیا ہے۔ پھر دوسرے باب میں کس طرح سبق کو یاد کیا جائے اس کے اصول بیان کیے ہیں۔ پھر تیسرے باب میں امتحان کی تیاری سے متعلق اصولوں کو بیان کیا ہے۔

آپ کی یہ کاوش عصر حاضر کے طالب علموں کے لیے نہایت فائدہ مند ہے۔ جدید دور میں جدید طریقوں اور جدید اصولوں کو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ میری دلی دعا ہے کے اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور طالب علموں کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پروفیسر ڈاکٹر عبید احمد خان

شعبہ اصول الدین، کلیہ معارف اسلامی، جامعہ کراچی۔

Address: House No: A-138 Sector T-1, Gulshan e Maymar, Karachi, Pakistan.

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست


بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی - ۷۴۸۰ - پاکستان

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

Ref. No. ____________

Date. ۳۰/۱۱/۱۴۳۷ھ
۳/۸/۲۰۱۶ء

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين

اچھے طالبِ علم کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے تعلیمی مراحل کو تعمیری بنائے اور اپنے تعلیمی سفر میں کمال ومہارت سے منزلِ علم تک راہ یاب ہو، اس مقصد کے حصول کے لیے طالب علم کے سامنے ایک راستہ یہ ہے کہ جذبہ صادقہ، شوق و شغف اور ہمت وحوصلہ کے ساتھ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صَرف کرتا رہے اور خود کو مختلف تجربات سے گزارتا رہے، اگر ایک تجربہ کارگر نہ ہو تو نیا تجربہ کرے، یوں حصولِ مقصد تک تجربات سے گزرتا رہے، یہ خوب محنت ولگن کا راستہ ہے، مگر اس میں یہ خدشہ بھی موجود رہتا ہے کہ طالب علم کی علمی زندگی کا کافی عرصہ انہی تجربات میں صرف ہو جائے گا۔

محنتی طالب علم کے سامنے دوسرا راستہ (جو بظاہر پہلے کی بنسبت آسان اور کم وقت میں زیادہ نفع بخش ثابت ہوسکتا ہے) یہ ہے کہ ایسا طالب علم اپنے بیشتر وکامیاب طلبائے علم کے ان تجربات سے استفادہ کرے جو انھوں نے حصولِ علم کے عرصے میں اختیار کیے ہوں اور وہ کامیاب طالب علم ہو کر بہترین صاحبِ علم شمار ہوئے ہوں اور ان کی بنا پر ان کے تعلیمی، پھر تدریسی تجربات میں بعد کے طلبا کے لیے پڑھنے کے انداز، سبق کی تیاری کا طریقہ اور امتحانات میں بہترین کارکردگی کے رہنما خطوط ملتے ہوں، ایسے ہی لوگوں میں سے ایک عرب عالم شیخ محمد راشد دیماس نے ''أسرار التفوق الدراسي'' کے نام سے عربی زبان میں باقاعدہ ایک تحلیلی مقالہ تحریر فرمایا ہے، جسے ہماری جامعہ کے درجہ سادسہ کے طالب علم سعد رفیق ایدہ اللہ نے اپنے اور اپنے ہم مشرب ساتھیوں کے استفادہ کے لیے اردو زبان میں منتقل کیا ہے اور اس میں کچھ اضافات کیے ہیں، بظاہر ہماری نظر میں یہ کام مفید ہے اور امید ہے کہ نو آموز طلبا کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف گرامی اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور اس کاوش کے ذریعہ طلبائے علم کو تعلیمی ترقی اور بہتری کے اسرار و رموز سے آشنا فرمائے، آمین!


وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

(مولانا ڈاکٹر) عبد الرزاق اسکندر
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

P.O. Box: 3465 Karachi Code No. 74800, Phone: (0092-21) - 34913570 - 34912683 - 34915966 - 34123366 - 34121152
Fax: (0092-21) - 34919531, Karachi Pakistan. URL: www.banuri.edu.pk , E-mail: info@banuri.edu.pk



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندے نے بیٹے محمد سعد رفیق کی کتاب ''پڑھائی میں آگے بڑھنے کا راز'' مختلف جگہوں سے پڑھی، ان شاء اللہ یہ کتاب طالب علموں اور علما، دونوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرما کر صدقۂ جاریہ بنائے، آمین۔

بندہ شمس الرحمٰن العباسی
خطیب مسجد غفوری سولجر بازار
کراچی
۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

ابتدائیہ
(محمد سعد رفیق)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلي على رسوله الكريم، أما بعد

علم حاصل کرنا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، یہی وہ نعمت ہے جس کے سبب انسان کو تمام مخلوقات پر امتیاز بخشا گیا ہے، حتی کہ فرشتوں پر فوقیت اور روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کا شرف بھی اسے اسی علم کی وجہ سے ملا ہے۔

اور علمِ دین تو دنیا میں عزت کی بلندیوں پر پہنچانے اور آخرت میں نجات کا ضامن ہے ہی، دنیاوی علم بھی اگر محنت اور لگن سے حاصل کیا جائے، تو یہ بھی بے فائدہ نہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی صبح سے لے کر شام تک خوب محنت ومزدوری کرتا ہے اور اسے اس پورے دن کے پانچ سو روپے ملتے ہیں اور ایک دوسرا تعلیم یافتہ آدمی ہے جو صرف اسے کام کرتا دیکھ کر اپنے ائیر کنڈیشنڈ (Air Conditioned) کمرے میں جا کر چند گھنٹے بیٹھ جاتا ہے اور اسے مہینے کے لاکھوں روپے ملتے ہیں، ان دونوں کے درمیان اتنے وسیع امتیاز کی وجہ دوسرے شخص کا علم ہی ہے۔

دنیا کا دستور ہے کہ اس میں ہر کام کے کرنے کا ایک ڈھنگ اور سلیقہ ہوتا ہے جسے اختیار کر کے اس کام کو کیا جاتا ہے، اور اس کام کو درست انداز میں کرنے کے لیے اس طریقے کو سیکھنا ضروری ہوتا ہے، اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے دورِ جدید میں مختلف کاموں کے کرنے کے طریقوں پر لکھا جا رہا ہے کہ ''یہ کس طرح ہو''؟ اور ''وہ کس طرح ہو''؟ (How to do this How to do that) اور انٹرنیٹ (internet) پر ویکی پیڈیا (Wikipedia) کا ویکی ہاؤ (Wiki How) بھی اسی وجہ سے آباد ہے، جس کا کام بھی یہی ہے کہ وہ لوگوں کو مختلف کاموں کے کرنے کے طریقے بتلاتا ہے، چناں چہ جب دنیا کے ہر معمولی سے معمولی کام کے کرنے کا کوئی طریقہ موجود ہے، تو علم جیسی عظیم الشان چیز کے حصول کا کوئی طریقہ کیوں نہ ہو جو کہ قرآن، حدیث اور مختلف تجربات سے معلوم کیا گیا ہو اور جس پر چل کر علم حاصل کیا جائے؟ یقیناً ایسا طریقہ موجود

ہے اور عقل مند آدمی وہی ہے جو اس طریقے کو معلوم کر لے اور اس سے فائدہ اٹھالے۔ اس طرح وہ کم وقت میں بہت آگے نکل سکتا ہے، محنت کے ضیاع سے بھی بچ سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ٹھوکریں کھانے سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص اپنی دھن میں چلے گا اور کسی کے تجربے سے فائدہ نہ اٹھائے گا، اس آدمی کی کام یابی کا کوئی یقین نہیں، بل کہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی منزل تک بھی نہ پہنچ سکے۔

اس کتاب کی ضرورت

مدرسے کا طالب علم ہو یا اسکول، کالج کا اسٹوڈنٹ (student)، ناکامی کو کوئی پسند نہیں کرتا، ہر ایک کام یابی، بل کہ امتیازی نمبرات سے کام یابی کا خواہش مند ہوتا ہے اور اس کے لیے وہ خوب محنت بھی کرتا ہے، لیکن کبھی کبھار وہ محنت کے صحیح سمت میں نہ ہونے کی وجہ سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی مسئلہ کے حل کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے اور خصوصاً ہمارے تعلیمی ماحول میں تو اس کتاب کی انتہائی سخت ضرورت ہے، اس لیے کہ بسا اوقات علم حاصل کرنے سے متعلق طالب علم کو اپنی غلطی کا احساس ہی نہیں ہو پاتا اور وہ یہ بھی نہیں جان پاتا کہ آخر کیوں وہ تعلیمی میدان میں پیچھے ہوتا جارہا ہے اور نہ ہی وہ علم حاصل کرنے کا صحیح طریقہ جان پاتا ہے۔ اس قسم کا مسئلہ ہر طبقے کے طالب علم کو پیش آتا ہے، چاہے وہ مدرسے کا ہو یا اسکول، کالج، یونیورسٹی کا ہو۔ مثلاً مدرسے کے بعض طلبہ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف سبق کو سننے پر زور دیتے ہیں کہ پہلے استاد سے سن لیتے ہیں، پھر سبق کی جماعتوں میں اپنے کسی ساتھی سے سن لیتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اس لیے درست نہیں ہے کہ اس سے بات تو اس وقت سمجھ آجاتی ہے، لیکن صرف سمجھنا کافی نہیں ہوتا، بل کہ سمجھی ہوئی بات کو یاد کرنا اور پھر یاد رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے! اور بعض جگہوں پر اس کی مشق کرنا بھی ضروری ہوتا ہے!! اور مزید کمزوری کی بات یہ ہے کہ وہ حواس خمسہ ظاہرہ (The Five Senses) میں سے صحیح معنوں میں صرف سننے کی حس ہی کو استعمال کر رہے ہوتے ہیں، حال آں کہ علم حاصل کرنے کے ذرائع سارے حواس ظاہرہ و باطنہ ہیں۔ اسی طرح کا مسئلہ ہمارے پاکستان میں اسکول کے میدان میں اولیول (O-Level) والوں کو ہوتا ہے کہ جن میں سمجھنے پر خوب زور دیا جاتا ہے اور وہ مشق

(practice) بھی خوب کرتے ہیں، لیکن بنیادی اور اہم باتوں کو بھی کبھی کبھار یاد نہیں کر پاتے۔ اور میٹرک سسٹم (Matric System) والوں میں معاملہ اس کے بالکل برعکس دیکھا گیا ہے۔ ان کے یہاں سبق کو صرف رٹ لینے پر زور دیا جاتا ہے اور وہ اسے سمجھنے پر زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ دونوں طبقے آگے چل کر مشکلات کا شکار ہوتے ہیں، ایک صرف سمجھنے میں ماہر ہوتا ہے، اور دوسرا صرف یاد کرنے میں۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ بہتر اور مناسب طریقہ تو یہی ہے کہ دونوں باتوں کو جمع بھی کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ سبق یاد کرنے کے لیے تمام حواس کا استعمال بھی کیا جائے، مثلاً کان کا استعمال اس طرح ہو کہ اس کے ذریعے سبق سنا جائے، زبان کے ذریعے اسے بولا جائے، ہاتھوں کے ذریعے اسے لکھا جائے اور آنکھ کے ذریعے اسے پڑھا جائے، پھر اسے مزید مضبوط کرنے کے لیے حواس باطنہ (inner senses) کو استعمال کیا جائے۔ قُوّتِ مُتَخَیِّلَہ (Imagination Power) کے ذریعے چیزوں کی حقیقتوں تک پہنچا جائے، قوتِ حافظہ (Memorizing Power) کے استعمال سے سبق یاد کیا جائے اور قوتِ مُفکِّرَہ (Thinking Power) سے نئے نئے نتائج سامنے لائے جائیں۔ اس طرح سے دماغ کی ان تمام صلاحیتوں کو استعمال کرلیا جائے، اس طرح آپ کی ذہنی صلاحیت نہ صرف استعمال ہوگی، بل کہ اس میں اضافہ بھی ہوگا۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ اس میں صلاحیتیں، جسمانی ہوں یا ذہنی، انھیں جتنا استعمال کیا جائے گا، وہ اتنی ہی کارآمد ہوتی چلی جائیں گی۔

میری گمشدہ میراث

بعض طلبہ سبق میں پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، لیکن انھیں اکثر ان کا کافی شافی جواب نہیں مل پاتا اور یہ بات آپ کو بتاتا چلوں کہ میں خود بھی اسکول کے زمانے سے ہی ان مسائل کے حل کا متلاشی تھا، لیکن کسی اطمینان بخش جواب تک میری رسائی نہ ہو سکی تھی اور مدرسے میں داخلے کے بعد بھی میری یہ کھوج جاری ہی تھی، پھر اچانک ایک دن مکتبۃ الحمد نامی کتب خانے (book store) میں اس کتاب (أَسْرَارُ التَّفَوُّقِ الدِّرَاسِيِّ) پر میری نظر پڑی، اور میں نے اسے فوراً خرید لیا۔ اس وقت تو اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اتنا نہیں تھا لیکن جوں جوں میں اسے پڑھتا گیا توں توں حیران بھی ہوتا گیا اور خوش بھی،

کیوں کہ مجھے میری گمشدہ میراث اور میرے برسوں کی تلاش مل چکی تھی۔ اس کے بعد اس کتاب میں مذکورہ باتوں پر میں نے خود عمل کیا اور اس سے خوب استفادہ کیا اور ساتھیوں کو بھی بتایا، انھیں بھی بہت فائدہ ہوا، پھر میری نظر مدرسے کے ابتدائی درجات کے طلبہ اور اُن تمام طلبہ کی طرف گئی جن کی عربی کمزور ہے اور ساتھ ہی ساتھ مجھے اپنے وہ دوست و احباب بھی یاد آئے جو اسکول اور کالج سے وابستہ ہیں، لہذا میں نے عزم کیا کہ اس عربی کتاب کا ضرور اردو اور انگریزی میں ترجمہ کروں گا اور اس میں کچھ ضروری اضافات بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اردو کا ترجمہ مع اضافات کے پیشِ خدمت ہے۔ اور اسی عربی کتاب کو بنیاد بنا کر اب الحمد للہ انگریزی میں بھی ایک کتاب لکھ چکا ہوں۔

کتاب کا انداز

یہ کتاب چوں کہ مدرسہ کے طلبہ کے ساتھ ساتھ اسکول و کالج کے اسٹوڈنٹس (Students) کے لیے بھی تیار کی گئی ہے اور چوں کہ میں خود بھی پاکستان کے ایک نامو اسکول بیکن ہاؤس (BSS) سے او۔ لیول (O-Level) نظام کا پڑھا ہوا ہوں، اس لیے مجھے اندازہ ہے کہ ایسے طلبہ کے لیے بعض مرتبہ اردو کا سمجھنا کافی مشکل ہوجاتا ہے، اسی لیے میں نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ اردو اتنی آسان ہو کہ او۔ لیول (O-Level) کا طالبِ علم بھی اسے سمجھ سکے۔ نیز ایسے طلبہ کو مزید مانوس کرنے کے لیے اردو کے ساتھ انگریزی تعبیرات کا بھی بھرپور استعمال کیا گیا ہے، البتہ یہ تعبیرات زائد ہیں، اگر کوئی انھیں نہ بھی پڑھے اور صرف اردو ہی پڑھے، تو بھی بات سمجھ آجائے گی۔

اس تمام تر کوشش کے باوجود اگر مدارس یا عصری تعلیمی اداروں سے وابستہ طلبہ کتاب کو پڑھنے میں کہیں دشواری محسوس کریں تو میں ان سے پیشگی (in advance) معذرت خواہ ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ جو بھی اس کتاب سے فائدہ اٹھائے، وہ بندۂ عاجز کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھے۔ چوں کہ یہ کتاب بے انتہا درد اور جذبے کے تحت لکھی گئی ہے اور اس کا مقصد صرف اس کے قارئین کو فائدہ پہنچانا ہے، لہذا اپنی قیمتی آرا اور اس کتاب سے پیدا ہونے والے احساسات ہماری طرف لکھ کر ضرور ارسال کریں، جزاکم اللہ خیراً۔

اللہ تعالی ہماری اس کاوش کو قبول فرما کر طلبۂ کرام کے لیے نفع بخش اور ہمارے والدین، ہمارے مشائخ، ہمارے اساتذۂ کرام اور جن لوگوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح کا تعاون کیا ہے، سب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے اور ہمیں اخلاص کی دولت نصیب فرمائے، آمین۔

محمد سعد رفیق گاڈت
فاضل و متخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ٹاؤن، کراچی

اپنی آرا اور تجاویز پیش کرنے اور کسی غلطی پر مطلع کرنے کے لیے رابطہ کریں:

saadrafiqgadit@gmail.com

عاجزانہ گزارش ہے کہ ہمارے ان پیجز کو لائک اور شیئر کریں اور ہماری ویب سائٹ بھی وزٹ کریں، جزاکم اللہ خیرًا۔ محمد سعد رفیق

fb.com/parhaimeage
fb.me/skyrisepublications
fb.me/ilmoamal786
Website: www.ilmoamal.org.pk

پیش لفظ
(محمد راشد دیماسی)

عزیز طلبہ! آپ کا اپنے ہر خواب کی حقیقت کو دیکھنا، اور آپ کی ہر خواہش کا اور ہر چاہت کا پورا ہونا بغیر محنت اور لگن کے اور بغیر پسینا بہائے مشکل ہی نہیں، بل کہ ناممکن ہے، شاعر کہتا ہے:

وَمَا نَيْلُ الْمَطَالِبِ بِالتَّمَنِّي　　وَلٰكِنْ تُؤْخَذُ الدُّنْيَا غِلَابًا
وَمَا اسْتَعْصىٰ عَلىٰ قَوْمٍ مَنَالٌ　　إِذَا الإِقْدَامُ كَانَ لَهُمْ رِكَابًا

ترجمہ: ”اپنے مقاصد کا حاصل کرنا صرف امیدوں سے ممکن نہیں، بل کہ دنیا چھین کر حاصل کی جاتی ہے، جس قوم کا طرزِ عمل مقصد کے لیے مسلسل کوشش کرنا ہو، اس کے لیے کوئی کام بھی مشکل نہیں ہے“۔

مشہور موجد (inventor) تھامس ایڈیسن (Thomas Edison) سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ سو چیزوں کے ایجاد کرنے پر کیسے قادر ہوئے؟ وہ بھی بلب جیسی قیمتی چیز سے لے کر گراموفون جیسی انوکھی چیز تک! تو انھوں نے ایک بہت ہی معمولی سا جواب دیا اور کہا: ”نئے نئے خیالات (imaginations) سے محبت اور خوب محنت کے ذریعے“۔ قابلِ رشک بات یہ ہے کہ انھوں نے اس کی وجہ اپنی ذہانت بتانا پسند نہ کیا، بل کہ وہ تو اپنے ساتھ مسٹر جینیس (Mister genius) اور ذہین وغیرہ جیسے القابات بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

چاہے ذہانت ہو یا کسی چیز کی مہارت یا کسی کام میں فوقیت و برتری، اس کے لیے دراصل محنت ہی درکار ہے، بل کہ سو میں سے ننانوے فیصد کام محنت ہی کا ہے اور صرف ایک فیصد کام اس کے خیال اور ارادے کا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ کوئی انسان پیدا ہی بڑے دماغ کا ہوا ہو، پیدائشی ذہین بھی ہو اور ہر چیز کا ماہر بھی ہو اور دوسرا شخص اس کے برعکس کمزور دماغ کا پیدا ہوا ہو، نہ اس میں ذہانت ہو اور نہ ہی کوئی مہارت۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی محنت ہی کے ذریعے باصلاحیت بنتا ہے اور اسی محنت کے ذریعے وہ بلندی کی چوٹیوں کو چھونا شروع کر دیتا ہے۔

جدید علم نفسیات (Psychology) سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ہر طالب علم آگے بڑھنے پر قادر ہے، کیوں کہ اس کے پاس ایسی صلاحیتیں موجود ہیں جو اس کے لیے ترقی اور کام یابی کی ضامن بنتی ہیں، البتہ شرط یہ ہے کہ وہ ان صلاحیتوں کو صحیح طور پر استعمال کرے۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أَخِيْ لَنْ تَنَالَ الْعِلْمَ إِلَّا بِسِتَّةٍ سَأُ نْبِيْکَ عَنْ تَفَاصِيْلِهَا بِبَيَانٖ

ذَکَاءٌ وَّحِرْصٌ وَّاجْتِهَادٌ وَّبُلْغَةٌ وَإِرْشَادُ أُسْتَاذٍ وَّطُوْلُ زَمَانٖ

ترجمہ: "میرے بھائی! تم ان چھ چیزوں کے بغیر ہرگز علم حاصل نہیں کر سکتے، میں تمھیں واضح انداز میں ان کی تفصیل بتاتا ہوں۔ وہ ہیں: سمجھداری، مسلسل کوشش، محنت، بقدرِ ضرورت مال، استاد کی رہنمائی اور ایک طویل زمانہ"۔

موجودہ دور میں یہ بات اب بالکل ظاہر ہو چکی ہے کہ علم حاصل کرنے اور اسے دہرانے کے چند ایسے اصول اور ذرائع موجود ہیں جن کے ذریعے طالب علم کے کسی چیز کو سمجھنے اور کسی فن و مضمون کا صحیح احاطہ کرنے میں اس کی صلاحیت کو نکھارا جا سکتا ہے۔

دورانِ طالب علمی اور بزمانہ تدریس "وزارتِ تعلیم و تربیت برائے نوجوان" میں کام کرتے ہوئے یہ بات میرے لیے قابلِ توجہ ہوئی کہ اکثر طلبہ ان اصول اور ذرائع سے ناواقف ہیں اور بعض طلبہ ان کے استعمال سے سستی برتتے ہیں۔ بس یہی بات میرے لیے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ بنی، تاکہ یہ ہر کامیابی اور ترقی چاہنے والے طالبِ علم کے لیے ایک رہنما اور مربی کا کام دے سکے۔

یہ کتاب ایک پیشِ لفظ (Foreword) اور تین ابواب (Chapters) پر مشتمل ہے۔ پہلا باب سبق یاد کرنے سے پہلے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے ۲۳ نکات (23Points) پر مشتمل ہے،

دوسرے باب میں سبق کو پختہ یاد کرنے کے 6 بنیادی اصولوں کا ذکر ہے

اور تیسرے باب میں امتحان کی تیاری سے متعلق 10 اہم باتوں کا ذکر ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ میری یہ کاوش ایک بہترین رہنما اور ہر طالب علم کے لیے مختلف تعلیمی مراحل میں مددگار ثابت ہو، تاکہ وہ کامیابی اور ترقی کی اعلیٰ منزلوں تک پہنچ سکے۔

مؤلف محمد راشد دیماس

(Bachelors in Education and Psychology

from UAE University

and Higher Diploma in System Analysis)

پہلا باب

سبق یاد کرنے سے پہلے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے تیئیس مفید نکات

(23 Points)

آپ سبق کو اچھی طرح یاد کرنے کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار کیسے کریں؟



سبق یاد کرنے سے پہلے خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے تیئیس (23) نکات

کام یابی اور علمی برتری کے پیچھے کئی عوامل وعناصر کارگر ہیں۔ان میں سے سب سے اہم عنصر علم حاصل کرنے اور اس کا احاطہ کرنے کا صحیح طریقہ ہے، یہی وجہ ہے کہ چند گھڑی کی کوشش جو صحیح تعلیمی بنیادوں پر کی گئی ہو، وہ کئی گھنٹوں کی غلط بنیادوں پر کی گئی کوششوں سے بہتر اور زیادہ فائدہ مند ہے۔

چلیں ہم ان نکات کو جاننا شروع کرتے ہیں اور یہ عزم کر لیتے ہیں کہ ان ہی کو بنیاد بنا کر علم حاصل کرنے کی کوشش کریں گے:

پہلا نکتہ (Point 1): زاویہ فکر درست کیجیے۔

کوئی بھی کام کریں، بالکل مخلص اور بے غرض ہو کر کریں۔کسی بھی کام میں اگر آپ کی کوئی ذاتی غرض شامل ہوگی تو آپ کی توجّہ کا مرکز اسی کا حصول بن جائے گا، جس کے نتیجے میں نہ وہ کام اس معیار کا ہوگا جو اس کا حق تھا اور نہ ہی اس کے ثمرات دیر پا ہوں گے۔

اور اس بات کا خیال رکھیں کہ علم حاصل کرنے میں آپ کا مقصد خالص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو، تا کہ آپ کی یہ محنت عبادت بن جائے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوَىٰ»

ترجمہ: ”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کے لیے وہی ہے جو وہ نیت کرے“۔

علمِ نافع کیا ہے؟

علم کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ہم اپنے پروردگار اللہ کو پہچانیں اور اس کے ساتھ تعلق مضبوط کریں۔اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے سے متعلق یہ پہچانیں کہ میرا رب مجھ سے کیا چاہ رہا ہے؟ اس وقت اس کا کیا حکم ہے اور اس کے بھیجے ہوئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا عمل کر کے دکھایا ہے؟ جب ہمیں کسی بھی علم سے یہ صفات حاصل ہو جائیں، اسے علمِ نافع کہتے ہیں یعنی فائدہ پہنچانے والا علم۔احادیث مبارکہ میں بھی کئی جگہ اس علم کو مانگا گیا ہے۔چناں چہ ایک حدیث شریف میں دعا آتی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مانگی:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ»

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والا علم، وسعت والا رزق، قبولیت والا عمل اور ہر بیماری

سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

اگر کوئی شخص اسکول میں عصری تعلیم حاصل کر کے اور علم طب پڑھ کر یا مدرسے میں علم دین پڑھ کر ان خوبیوں کو حاصل کرے، تو وہ علم نافع حاصل کرنے والا ہوگا، لیکن اگر کوئی شخص مدرسے میں کسی بھی علم کو پڑھ کر تکبر کا شکار ہو جائے اور اپنی معلومات ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے تو وہ علم نافع حاصل کرنے والا نہ ہوگا۔ لیکن چوں کہ دینی مدارس میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی خوب اہتمام ہوتا ہے اور ان میں پڑھائے جانے والے اکثر علوم کا تعلق قرآن و حدیث ہی سے ہوتا ہے، اسی لیے یہ زیادہ تر علم نافع ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو علمِ نافع نصیب فرمائے، آمین۔

حدیث کی کتاب موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی قبولیت

ایک حدیث کی کتاب ہے ’’موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ‘‘۔ آج کل آپ کو موطا کے نام سے مارکیٹوں میں اور کتب خانوں میں صرف یہی ایک کتاب ملے گی، حال آں کہ جس وقت اس کتاب کو لکھا گیا تھا اسی زمانے میں اور بھی کئی لوگوں نے موطا کے نام سے حدیث کی کتابیں لکھی تھیں۔ اس دور میں کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تھا:

’’موطا کے نام سے تو بہت سی حدیث کی کتابیں موجود ہیں۔ آپ کی اور ان کی کتاب میں کیا فرق ہے؟‘‘

تو انھوں نے ایک ایسا جواب دیا تھا جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ انھوں نے فرمایا تھا:

«مَا کَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَبْقَیٰ»

ترجمہ: ’’جو کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا جاتا ہے، وہ باقی رہتا ہے۔‘‘

ان کی اس کہی ہوئی بات کا مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں سے کر سکتے ہیں۔ وہ دسیوں کتابیں آج اپنا نام ونشان نہیں رکھتیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی گئی موطا آج تک دنیا بھر میں پڑھی جا رہی ہے اور شائع ہو رہی ہے۔

یاد رکھیں کہ ویسے تو اخلاص اور نیت کو درست کرنے کا تعلق انسان کے ہر عمل کے ساتھ ہے، لیکن علم کے ساتھ اس کا تعلق بہت ہی گہرا ہے، اسی کی بنا پر انسان کے علم میں برکت ہوتی ہے اور اس علم کا فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچتا ہے۔ کا ہو یا دنیا کا، دونوں صورتوں میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے، لہٰذا اگر کوئی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والا بھی اپنی نیت درست کر لے تو وہ

بھی ان برکات کو ضرور دیکھے گا۔مثلاً کوئی ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے والا بجائے یہ نیت کرنے کے کہ اس ڈاکٹری سے معاشرے میں میرا مرتبہ (status) بلند ہوگا اور میں خوب پیسے بھی کماؤں گا، یہ نیت کرلے کہ اس سے میں بھلائی کے کام کروں گا اور اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گا، تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوجائیں، تو یاد رکھیں کہ عزت و دولت تو بہر صورت اتنی ہی ملنی ہے جتنی مقدر میں لکھی جا چکی ہے، لیکن اس نیک نیتی کی وجہ سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے والے کا رتبہ بھی بہت بلند ہوگا، اس کے علم میں بھی برکت ہوگی اور امید ہے کہ اس کے ہاتھوں سے شفا پانے والے بھی زیادہ ہی ہوں گے اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے کم از کم یہ نیت تو کریں ہی کہ یہ روزی کمانے کا ایک ذریعہ ہے اور میں اس ذریعہ کو اس لیے اپنا رہا ہوں، تا کہ اپنے حقوق ادا کرسکوں اور کسی کے سامنے مجھے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

نیت سے متعلق میں یہ بات کئی تجربات اور مشاہدات کو سامنے رکھتے ہوئے کہہ رہا ہوں اور قارئین سے عرض کرتا ہوں کہ آپ خود بھی تحقیق کریں، تا کہ آپ کا میری بات پر اعتماد بڑھ جائے۔ہم میں سے ہر ایک کے لیے، چاہے جس شعبے سے بھی ہمارا تعلق ہو یہ بات ضروری ہے کہ ہم بہتر سے بہتر نیت کریں اور اپنی تعلیم اخلاص کے ساتھ حاصل کریں۔یہی ہمارے روشن مستقبل اور کام یابی کا پہلا قدم ہے۔

دوسرا نکتہ(Point 2): اسباب اختیار کریں۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ توفیق تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، لیکن اسباب کا اختیار کرنا انسان ہی کے ذمے ہے۔

تیسرا نکتہ(Point 3): سنتوں کو اپنائیے۔

جہاں پر بھی بات اصلاح کی آئے، سرفہرست نام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے۔ایک مکمل اور قابل اقتدا شخصیت انسانوں میں کوئی ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے فرد کے لیے نمونہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں نہ صرف اخروی فائدے بل کہ دنیاوی کام یابی کی بھی ضامن ہیں۔یوں تو معاشرے کے ہر فرد کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اسوہ ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود جو اپنا تعارف کرایا وہ معلّم ہونے کی حیثیت سے کروایا۔اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تعلیم و تعلم سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنا کس قدر ضروری ہے۔

چوتھا نکتہ (Point 4): ہر اچھے کام کو، خصوصاً تعلیمی عمل کو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے شروع کریں۔

جو کام اللہ کے نام کے بغیر شروع کیا جائے وہ ادھورا اور بے برکت رہ جاتا ہے۔

پانچواں نکتہ (Point 5): "کل کروں گا"، "کرلوں گا" وغیرہ جیسے کلمات چھوڑ دیں، کہ ان کا کہنا ناکامی کو دعوت دیتا ہے اور تمام ایسے خیالات کا مقابلہ کیجیے جو آپ کو اپنے سبق سے دور کردیں۔

چھٹا نکتہ (Point 6): منفی خیالات سے بچیے۔

بہت سے ناکام اور کمزور طلبہ میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ وہ پڑھائی کی طرف ایک اندھی دوربین سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں ہر چیز کالی ہی نظر آرہی ہوتی ہے؛ وہ اپنی تعلیمی زندگی ان مذکورہ منفی خیالات کو دہراتے ہوئے گزار دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی ناکامی مزید بڑھ جاتی ہے:

- o میں پڑھائی میں کمزور ہوں۔
- o اس مضمون میں کام یاب ہونا میرے لیے ممکن نہیں۔
- o میں اس مضمون کو دہرا نہیں سکتا۔
- o اس مضمون میں میری بنیاد مضبوط نہیں ہے، اس لیے میں اس میں کام یاب نہیں ہوسکتا۔
- o میں تو صرف مقبول آسکتا ہوں اور پاسنگ مارکس (Passing Marks) لے سکتا ہوں۔
- o اس کتاب کو دہراتے وقت میرا ذہن بند ہوجاتا ہے۔
- o یہ مضمون بہت مشکل ہے۔

اس طرح کی تمام باتیں درسی وساوس کہلاتی ہیں۔ ان کے بارے میں سوچنا بھی نقصان دہ ہوتا ہے اور خصوصاً آرام کے اوقات میں، مثلاً نیند سے کچھ قبل یا دوستوں کی مجلسوں میں ان کے تذکرے سے طالب علم محض اپنی ناکامی ہی کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

''میں اپنے اندر خود اعتمادی کیسے پیدا کروں اور میری صلاحیتوں میں کیسے اضافہ ہو؟''

خود اعتمادی پیدا کرنے کے بہت سے وسائل اور طریقے ہیں۔ ان میں سے چند طریقے ذکر کیے جاتے ہیں:

خود اعتمادی پیدا کرنے کے طریقے:

۱۔ اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ آپ کی مدد کررہا ہے، بشرطیکہ آپ اللہ کے ساتھ ہوں

اور اس کے حکم کے مطابق چل رہے ہوں۔

۲۔ اپنا کوئی پسندیدہ کام کیجیے اور جب اس میں آپ کسی خاطر خواہ نتیجے پر پہنچ جائیں تو غور کیجیے کہ آپ خود ہی اس نتیجے تک پہنچے ہیں۔ اس طرح آپ کی خود اعتمادی بڑھے گی۔ ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس کام کی روشنی میں آپ اپنے آپ سے ہم کلام ہوں کہ آپ نے ہی اس کام کو بخوبی سرانجام دیا ہے، تاکہ آپ کا حوصلہ بڑھے اور اپنے آپ سے یہ بھی کہیں کہ جس طرح میں اس کام میں اچھا نتیجہ لا سکا ہوں، اسی طرح امتحانات میں بھی خوب اچھی طرح سے سبق دہرا کر اچھا نتیجہ لا سکتا ہوں اور اس بات کا یقین کرلیں کہ سبق دہرانا بھی اس کام کی طرح آسان اور دلچسپ ہے۔

۳۔ اپنے طاقتور پہلوؤں (Strong Points) کو پہچانیے، یعنی ان خوبیوں اور مہارتوں کو پہچانیے جن کا آپ کو اپنے اندر ہونے کا یقین ہے، ان سے فائدہ اٹھایئے اور ان میں اضافہ کیجیے۔ اس طرح آپ چند ایسی خوبیوں کے مالک بن جائیں گے جن میں آپ دوسروں سے ممتاز ہوں گے اور اس سے آپ کی خود اعتمادی بھی خوب بڑھے گی۔

۴۔ اپنے کمزور پہلوؤں (Weak Points) کو بھی پہچاننے کی کوشش کیجیے، اور انھیں شمار کریں۔ مناسب یہ ہے کہ انھیں لکھ بھی لیں، ہر کمزوری کی تفصیل بیان کریں اور ان کمزوریوں کے اسباب اور وجوہات کو جاننے کی کوشش کریں۔

آپ صرف ان کمزوریوں کو شمار کرنے سے اور ان کے اسباب معلوم کر لینے سے ہی اپنے اندر خود اعتمادی محسوس کرنے لگیں گے، پھر جب آپ ان اسباب کو جان لیں، تو اَب پھر غور و فکر کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ ان کے ازالے کے کیا طریقے ہیں اور ان طریقوں کو بھی لکھ لیں۔

کمزوری کے یہ اسباب کبھی تو انسان کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں، کبھی ان میں ماحول کا اثر ہوتا ہے اور کبھی معاشی اور گھریلو مسائل ان اسباب میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی وجوہات کی بنا پر انسان کمزور پڑ جایا کرتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ آپ ایسے حوصلہ افزا اسباب پیدا کیجیے جو ان کمزوریوں کے اسباب پر غالب آجائیں اور اپنے آپ کو پیش آنے والے ان مسائل کا خود یا اپنے والدین، اپنے اساتذۂ کرام اور قریبی دوست وغیرہ کی مدد سے حل تلاش کیجیے، تاکہ آپ ان اسباب پر با آسانی اور جلد از جلد قابو پاسکیں۔

۵۔ اگر آپ دوسروں کی بنسبت اپنی ذاتی صلاحیتوں کو کم تر دیکھتے ہیں تو اس کی وجہ سے آپ کی خود اعتمادی متاثر ہوگی، لہذا میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ دل برداشتہ نہ ہوں، بل کہ اس

آسان سے نسخے پر عمل کرلیں۔سب سے پہلے تو یہ دیکھیں کہ وہ کونسی صلاحیتیں ہیں جن میں آپ اضافہ کرنا چاہتے ہیں، پھر یہ بات معلوم کریں کہ کن کن ذرائع سے ان صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے ان کے ماہرین سے رجوع کریں، پھر اپنے آپ کو ان کاموں میں مشغول کردیں جن سے آپ ان صلاحیتوں میں اضافہ کرسکتے ہیں۔یادرکھیں کہ آپ ان کاموں میں جتنی زیادہ محنت کریں گے، اتنے ہی آپ ماہر بنتے چلے جائیں گے۔ہم میں سے کوئی شخص بھی ماں کے پیٹ سے ہنرمند یا عالم بن کر پیدا نہیں ہوتا۔انسان جو حاصل کرتا ہے اپنی محنت سے ہی کرتا ہے۔آپ خود بتائیں کیا کوئی ماں کے پیٹ سے سائیکل چلانا سیکھ کر آتا ہے؟نہیں نا! دنیا میں آکر مشق کرکے ہی وہ اسے سیکھتا ہے اور جو جتنی مشق کرتا ہے اتنا ہی وہ اس کا ماہر بنتا ہے۔

۶۔اگر آپ اس وقت کسی صلاحیت میں اضافہ کرنے پر قادر نہیں، تب بھی دل چھوٹا نہ کریں۔ہوسکتا ہے کہ آپ کی ترقی اور بڑھوتری کے خاص عناصر(growing elements)اس وقت آپ کا ساتھ نہ دے رہے ہوں، لیکن امید ہے کہ مستقبل میں آپ اس پر قادر ہوجائیں۔

جان لیجیے کہ آپ کو پیش آنے والے مسائل کا آپ سے تقاضا یہی ہے کہ آپ ایک مثبت اور مؤثر کردار سے ان کا سامنا کریں اور انھیں حل کریں۔اگر حل نہ کرسکیں تو گھبرائیں نہیں، بل کہ اپنی کوشش جاری رکھیں۔یادرکھیں کہ ہار جیت، دونوں ہی اللہ کے فیصلے ہیں اور ہمیں ہمیشہ اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا چاہیے۔

ساتواں نکتہ(Point 7):اللہ عزوجل پر بھروسہ کیجیے۔

اللہ رب العزت پر بھروسا کرنا ترقی کی کنجی ہے اور ہر کام یابی کا راز ہے۔اللہ کی ذات پر بھروسا کرنا انسان کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہے اور اللہ کی مدد ونصرت کے بارے میں مطمئن رہے اور اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ اس کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا، بل کہ عن قریب اسے اس کے عمل سے بڑھ کر بدلہ دے گا۔

اس کی بنا پر انسان اپنے کام کو خوب محنت ولگن کے ساتھ بھی کرنے لگتا ہے اور اس کی توجہ زیادہ سے زیادہ نفع دینے والے کاموں کی طرف بھی بڑھ جاتی ہے۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے:

’’اللہ تعالیٰ پر میرا بھروسا کیسے بڑھے؟‘‘

اس کا جواب مندرجہ ذیل امور سے مل سکتا ہے:

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ پر بھروسا پیدا کرنے کے طریقے:

۱۔ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ عبادات، یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کو ادا کریں اور ان عبادات کی بھی عادت ڈالیں جن کے ذریعے آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو، جیسے تلاوت، ذکر، استغفار وغیرہ۔

۳۔ اللہ کو ہمیشہ یاد رکھیں، چاہے آپ اکیلے ہوں یا کئی لوگوں کے درمیان۔

۴۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد، دونوں کی رعایت کریں اور تمام گناہوں سے بچیں۔

۵۔ دنیا کو اپنی منزلِ مقصود نہ بنائیں اور دین کو دنیا کے بدلے برباد نہ کریں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

نَرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا فَلَا دِیْنُنَا یَبْقَیٰ وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَطُوْبَیٰ لِعَبْدٍ آثَرَ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَجَادَ بِدُنْیَاہُ لِمَا یَتَوَقَّعُ

ترجمہ: ”ہم اپنے دین کو برباد کر کے دنیا سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نہ دین باقی رہتا ہے اور نہ دنیا ہاتھ آتی ہے۔ پس خوش قسمت انسان وہی ہے جس نے اپنے رب اللہ اور اس کے حکم کو ترجیح دی اور اپنی دنیا کو اُس آخرت کے پیچھے قربان کر دیا جس کا آنا یقینی ہے“۔

آٹھواں نکتہ (Point 8): علم کی اہمیت کا ادراک کریں۔

لفظ علم قرآن میں کئی جگہوں پر آیا ہے۔ اس سے یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ دینِ اسلام میں علم حاصل کرنے اور اس کے سیکھنے کی بڑی اہمیت ہے۔ چناں چہ اللہ رب العزت اپنے پیارے کلام میں فرماتے ہیں:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (سورۃ الزمر: ۹)

ترجمہ: ”کیا علم والے اور جہل والے برابر ہوتے ہیں“۔ (بیان القرآن)

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴)

ترجمہ: ”اور یہ دعا کرتے رہا کرو کہ: میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما“۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اور اہلِ علم کی قدر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (سورۃ المجادلہ: ۱۱)

ترجمہ: ”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجات کو بلند

کرے گا"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (سورۃ فاطر: ۲۸)

ترجمہ: "اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اسی طرح اللہ نے علم اور اس کے آلے قلم کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ﴾ (سورۃ القلم: ۱)

ترجمہ: "قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

امید ہے کہ ان آیات سے آپ کے سامنے علم کی اہمیت ظاہر ہو چکی ہوگی۔ بالکل اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی کئی احادیثِ مبارکہ میں علم کی اہمیت واضح فرمائی ہے اور اس کے حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ان میں سے چند احادیث مذکور ہیں:

«أَفْضَلُ النَّاسِ الْمُؤْمِنُ الْعَالِمُ، الَّذِيْ إِذَا احْتِيْجَ إِلَيْهِ نَفَعَ وَ إِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ أَغْنٰى»

ترجمہ: "لوگوں میں سے بہترین شخص وہ مسلمان ہے جو علم رکھتا ہو۔ جب اس کی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ فائدہ پہنچاتا ہے اور جب اس سے بے پروائی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جاتا ہے"۔

«يُوْزَنُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ»

ترجمہ: "قیامت کے دن علماء کے (قلم کی) سیاہی کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کیا جائے گا"۔

«هَلَاكُ أُمَّتِي فِيْ ثِنْتَيْنِ: تَرْكِ الْعِلْمِ وَ جَمْعِ الْمَالِ»

ترجمہ: "میری امت کی ہلاکت دو چیزوں میں ہے: علم چھوڑنے میں اور مال جمع کرنے میں"۔

یقیناً علم انسان کی زینت ہے۔ جتنا انسان کے پاس علم ہوگا اتنا ہی وہ لوگوں میں نمایاں ہوگا۔ آپ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں، علم حاصل کرنے کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی خاص زمانہ ہے۔ انسان ماں کی گود سے لے کر مرتے دم تک اس عظیم کام میں مشغول رہ سکتا ہے۔ تاریخ میں ایسے کئی اشخاص کی مثالیں ملتی ہیں اور الحمد للہ! اب بھی ایسے کئی لوگ موجود ہیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی علم کے لیے وقف کر دی ہے۔ اگرچہ ہمارے عرف میں طالبِ علم تو اسے ہی کہا جاتا ہے جو کسی مستند ادارے سے منسلک ہو کر مختلف مضامین (subjects) کی تعلیم حاصل کرتا ہے، لیکن علم سیکھنے کی فضیلت ہر اس شخص کو حاصل ہے جو اپنی ضرورت کے مطابق دینی مسائل سیکھتا ہے۔

نواں نکتہ (Point 9): اپنی کامیابی پر نظر رکھیں، پُر امید رہیں اور مثبت سوچ رکھیں۔

(Think of your success. Be positive and optimistic.) ناکامی کو نہ سوچیں۔آپ یہ کیوں سوچتے ہیں کہ یہ استاد نمبرات کے معاملے میں بڑے کنجوس ہیں اور اس وجہ سے آپ ان کے سبق میں مقبول آئیں گے یا صرف پاس کرادینے والے نمبرات (just passing marks) حاصل کریں گے۔ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میں تو پہلے سے ہی جانتا ہوں کہ سب کے نمبرات میرے سے زیادہ ہوں گے، خصوصاً فلاں فلاں طالب علم کے؟ آپ اپنی کام یابی کا کیوں نہیں سوچتے؟ آپ کوئی ایسی شخصیت کے حامل کیوں نہیں بنتے جسے اپنی مکمل کام یابی کا یقین ہو؟

میں آپ کو یہ نہیں کہوں گا کہ آپ کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔ہاں، یہ ضرور کہوں گا کہ ناکامی سے گھبرائیں نہیں، بل کہ اس کے سامنے نڈر اور بہادر بنیں۔ناکامی تو کام یابی کا پہلا زینہ ہوتی ہے۔اسی سے ہمیں اپنی غلطیوں کا احساس ہوتا ہے، پھر ہم ان کی اصلاح میں لگ جاتے ہیں اور آخر کار کام یابی کی بلندیوں کو چھو لیتے ہیں۔ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہمارا رویہ ہمیشہ مثبت ہو اور ہم کام یابی کی امید لے کر آگے بڑھتے رہیں۔

کام یاب لوگوں کا راز

برطانوی صحافی ٹوم کریبٹری (Tom Crabtree) کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے کام یاب اشخاص سے ملاقات کی۔ بالآخر میں نے ان میں یہی بات دیکھی کہ ان سب کی زندگی کا ایک منصوبہ (plan) ہے اور چند اہداف (goals) ہیں اور وہ ابتدا سے ہی ان اہداف کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔بعض تو ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کے تمام گزشتہ اہداف حاصل کر لیے ہیں اور اب نئے اہداف کی تلاش میں ہیں۔ان میں سے بعض اشخاص نے تو انھیں پیش آنے والی دشواریوں کو بھی خوب بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح وہ اُن پر حاوی ہوئے اور کیسے انھوں نے ناکامی کو کام یابی میں تبدیل کیا؛ بنیادی وجہ اس کی یہی تھی کہ انھوں نے ناامیدی کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیا تھا۔ یہ تھی کام یاب لوگوں کی صورت حال۔رہی بات ناکام لوگوں کی تو وہ آپ کو اس کے بالکل برعکس زندگی بسر کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

اسی طرح بہت سے کام یاب لوگوں نے جرنلسٹ کریبٹری (Crabtree) کو یہ بھی بتایا کہ وہ کام یابی کے اس لمبے سفر میں اور ان کٹھن فاصلوں کے درمیان اپنی حقیقت کو کبھی نہیں بھولے اور وہ انھیں پیش آنے والی تمام مشکلات کے باوجود ایک تازگی محسوس کرتے رہے۔آپ

دیکھ سکتے ہیں کہ یہ لوگ ناکام لوگوں سے بالکل ہی مختلف ہوتے ہیں۔

چناں چہ کام یابی ان چند کلمات کا نام ہے:

- اپنے ارادے کے پورا ہو جانے کے لیے سچی لگن اپنائیے۔
- خود اعتماد ہو۔
- مطلوبہ کام قابل عمل ہو اور اس کی عملی شکل بھی ہو۔

پُرامیدی اور مایوسی

اسلام نے مسلمانوں کو ہمیشہ پُرامید اور مطمئن رہنے کی ترغیب دی ہے اور ارادوں کو عمل سے مقدم مانا ہے۔ چناں چہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے «نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ»، ترجمہ: ''مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے''، اسی لیے مسلمانوں میں بدفالی اور مایوسی (being unoptimistic) سے نفرت پیدا کی گئی ہے۔ مایوسی انسان کو سست بنا دیتی ہے اور اسے بے چینی میں مبتلا کر دیتی ہے۔ وہ اس کے جسم میں ایک تکلیف دہ وائرس (virus) کی طرح رینگنے لگتی ہے اور پورے جسم میں سرایت کر جاتی ہے، جس سے انسان مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مایوسی ارادے کی کمزوری پر دلیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُرامیدی سے محبت کرتے تھے اور مایوسی کو ناپسند فرماتے تھے۔

ہمارے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

«تَفَاءَلُوْا بِالْخَيْرِ تَجِدُوْهُ»

ترجمہ: ''ہر کام میں پُرامید رہو، عن قریب تم اپنے مقصد کو پالو گے''۔

آپ اس حدیث شریف پر ضرور عمل کریں اور یاد رکھیں کہ اگر تاجر نفع کے بارے میں اچھی امید رکھے گا تو امید ہے کہ اسے حاصل کر لے گا، اگر کوئی مریض تندرستی کے بارے میں پُرامید رہے گا تو شفا یاب ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسان زیادہ پیداوار کی اُمید رکھے گا تو وہ بھی اسے ضرور حاصل کر لے گا۔

میرے عزیز! اگر آپ بھی کام یابی اور برتری کی امید رکھیں گے تو اسے ان شاء اللہ ضرور پالیں گے۔

اسی لیے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی زندگی میں پُرامید رہیں اور مثبت سوچ رکھیں۔ خود اپنی حوصلہ افزائی کریں اور یہ سوچیں کہ آپ ایک سمجھدار اور ہوشیار شخص ہیں۔

ایک ماہر نفسیات (expert) کا کہنا ہے:

"جب ہم مثبت (positive) سوچتے ہیں تو ہم درحقیقت اپنی عقل کو اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ وہ مثبت سوچے، اور مثبت سوچنا ہمیں ہماری زندگی کے بڑے سے بڑے امور میں مثبت کاموں کی طرف لے جاتا ہے"۔

دسواں نکتہ (Point 10): بُرے دوستوں سے دور رہیں۔

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ و أَبْصِرْ قَرِيْنَهُ　　فَإِنَّ الْقَرِيْنَ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِيْ

فَإِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَةً　　وَإِنْ كَانَ ذَا خَيْرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِيْ

ترجمہ: "آدمی کے بارے میں نہ پوچھو کہ وہ کیسا ہے، بل کہ اس کے دوست کو دیکھ لو۔ دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے۔ اگر اس کا دوست بُرا ہو تو اس سے دور ہو جاؤ اور اگر وہ نیک ہو تو اس کے ساتھ رہو، راہِ راست پر آ جاؤ گے"۔

صحبت کا اثر

انسانی معاشرے کا یہ دستور ہے کہ آپ کو اس میں اچھے اور برے، ہر قسم کے لوگ ملیں گے۔ جہاں آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو آپ کی بھرپور حوصلہ افزائی کریں گے، آپ کو ہمت دلائیں گے، بل کہ آپ کے دل میں امید کے بیج بو دیں گے، ان کی صحبت آپ کی دلی خوشی کا باعث ہوگی اور ان سے ملنا آپ کو نیک کاموں کی طرف اور اپنے اسباق کی طرف مزید راغب کردے گا، وہیں آپ کو چند ایسے لوگ بھی ملیں گے جو آپ کی غلط حوصلہ افزائی کریں گے اور آپ کو نیک کاموں سے اور سبق سے دور کردیں گے اور جو آپ کو امتحان کے دنوں میں بھی کھیل کود اور بے مقصد اور فضول کاموں کی طرف مائل کریں گے اور کہیں گے "چھوڑو بھائی! پڑھ لکھ کر کیا کرنا ہے۔ ہم تو نقل سے ہی پاس ہو جائیں گے"۔ یاد رکھیں! یہ لوگ خود تو حرام کام کر رہے ہیں، اور آپ کو بھی اس حرام کام میں شریک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ نقل کرنا یا کرانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

«مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا»

ترجمہ: "جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

اور نقل کرنا یا کرانا بھی انتظامیہ اور ممتحن کو دھوکا دینا ہے۔

صحبت سے متعلق فارسی میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبتِ صالح تُرا صالح کُند صحبت طالح تُرا طالح کُند

یعنی نیک لوگوں کی صحبت تمھیں نیک بنادے گی اور برے لوگوں کی صحبت تمھیں برا بنادے گی۔

اور انھی کا ایک اور شعر ہے:

تا توانی می گریز از یار بد یار بد بد تر بود از مار بد

مار بد تنہا تو را بر جان زند یار بد بر جان و بر ایمان زند

یعنی اپنی طاقت کے بقدر برے دوستوں سے دور رہو۔ بُرا دوست خطرناک سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے، کہ سانپ تو صرف تمہاری جان کا دشمن ہوتا ہے، جبکہ برا دوست جان و ایمان، دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

صحبت کا اثر جب در و دیوار جیسی بے جان چیزوں پر پڑ سکتا ہے اور اس کی وجہ سے کوئی جگہ معزز اور کوئی پتھر قیمتی بن سکتا ہے اور کوئی جگہ بے قیمت اور بے وقعت بن سکتی ہے تو پھر انسان جیسی کمزور چیز پر اس کا اثر کیسے نہیں ہوگا، لہذا آپ ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اپنانے اور بروں کی صحبت سے بچنے کا اہتمام کریں۔

اور یاد رکھیں کہ کام یابی ہی کام یابی کو پیدا کرتی ہے۔ اگر آپ سست لوگوں سے میل جول رکھیں گے، جو کہ مستقبل کو بے پروائی اور نا اُمیدی کی نگاہ سے دیکھتے ہوں تو آپ بھی ان کی طرح ایک ناکام زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ لیکن اگر آپ کا تعلق ایسے لوگوں سے ہو جو محنت اور جذبے سے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں تو ان شاء اللہ آپ بھی ان جیسے بن جائیں گے۔

نیک لوگوں کی صحبت کے فائدہ کو بیان کرتے ہوئے علامہ رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یک زمانہ صحبتِ با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی اللہ والوں کی چند لمحوں کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بھی بہتر ہے۔ علما اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ سو سالہ بے ریا عبادت میں بھی انسان کے باطن کی وہ اصلاح نہیں ہوتی جو اللہ والوں کی صحبت میں کچھ دیر بیٹھنے سے ہو جاتی ہے۔ بقولِ شاعر:

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

جب ہم اس پُرفتن دور میں بھی اپنے علاج و معالجے کے لیے ڈاکٹر تلاش کر ہی لیتے ہیں اور اس سے علاج کرواتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ آج کل ڈاکٹروں نے انسانی جسم کو کاروبار بنادیا ہے

اور خوب لوٹ مار شروع کردی ہے، لہذا ہم علاج نہیں کروائیں گے، اسی طرح ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے باطن کی اصلاح کے لیے نیک لوگوں کو تلاش کریں اور ان سے تعلق قائم کریں۔

شاعر کہتا ہے:

لَا تَصْحَبِ الْكَسْلَانَ فِيْ حَالَاتِهِ   كَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ يَفْسُدُ
عَدْوَى الْبَلِيْدِ إِلَى الْجَلِيْدِ سَرِيْعَةٌ   كَالْجَمْرِيُوْضَعُ فِيْ الرَّمَادِ فَيَجْمُدُ

ترجمہ: ”سست آدمی کا ساتھ نہ اپناؤ، کتنے ہی اچھے لوگ دوسرے کے بگاڑ سے بگڑ جاتے ہیں۔ سست کی بیماری باہمت آدمی تک فوراً پہنچتی ہے، جیسے انگارہ اگر راکھ میں رکھ دیا جائے تو ٹھنڈا پڑ جاتا ہے“۔

گیارھواں نکتہ(Point 11): روشنی کا اہتمام کیجیے مطالعہ کرنے اور سبق دہرانے کے لیے ان سے متعلق ضروری اشیا کو وافر مقدار میں مہیا کیجیے۔

بارھواں نکتہ(Point 12): اپنی کتابوں کے ساتھ کاپی بھی رکھیئے، تاکہ آپ اپنا لکھا ہوا سبق دوبارہ دہرا سکیں۔

تیرھواں نکتہ(Point 13): اپنے واجبات المنزل(home work) کو وقت پر پورا کریں، کیوں کہ وہ آپ کے لیے سبق سمجھنے میں بہت زیادہ معاون ہے۔

چودھواں نکتہ(Point 14): اپنے اسباق کے متعلق اپنے استاد سے سوالات کیجیے، کیوں کہ وہ سبق سمجھنے میں آپ کے رہنما ہیں۔

پندرھواں نکتہ(Point 15): ماہرین کے پاس جائیں۔

عربی کا مقولہ ہے:

«لِكُلِّ فَنٍّ رِّجَال»

ترجمہ: ”ہر فن کے لیے ماہرین ہوا کرتے ہیں“۔

چاہے کوئی بھی فن ہو یا کوئی بھی مضمون(subject) ہو، اسے اس کے ماہر سے ہی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور چاہے اس میں کتنی مشقت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے، اس سے دریغ نہ کریں۔آپ کے دل میں شاید یہ بات آئے گی کہ چیز تو ایک ہی پڑھنی ہے، چاہے کسی ماہر سے پڑھیں یا غیر ماہر سے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔آپ کا یہ خیال درست نہیں، کوئی طالب علم اگر اپنی محنت وخلوص کی وجہ سے آگے بڑھ جائے تو اور بات ہے، ورنہ عام مشاہدہ یہی ہے کہ ماہرین سے

پڑھنے والا بات کو زیادہ سمجھتا بھی ہے، اس کی گہرائی سے بھی زیادہ واقف ہوتا ہے اور اس کو ذہن نشین بھی کر لیتا ہے۔ اس کی وجہ ایک تو ماہر کا انداز بیان ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ ماہر شخص کسی بڑی سے بڑی بات کو آسان اور مختصر کر کے درست سمجھا دیتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ جو بات کوئی غیر ماہر شخص دو گھنٹے میں نہ سمجھا سکے، ماہر شخص پانچ منٹ میں ہی اسے سمجھا دے۔ اس کے علاوہ ماہر شخص فن کی ایسی باریکیاں جانتا ہے جو کہ غیر ماہر شخص کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتیں اور ان باریکیوں کی بنا پر فن کو بہت بہتر انداز سے سمجھنا ممکن ہوتا ہے۔ عربی کا ایک مقولہ ہے:

«اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ يُكَثِّرُ هَا الْجَاهِلُوْنَ»

یعنی نکتہ کی جگہ معمولی سی ہوتی ہے، لیکن انجان لوگ اسے بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

لہذا ماہرین کی طرف رجوع کریں اور اُن کی بات کو ترجیح دیں۔

پڑھنے اور سیکھنے میں فرق

بعض فنون ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق سیکھنے سے ہوتا ہے، نہ کہ صرف پڑھنے سے، لیکن طلبہ انھیں صرف پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض اساتذہ بھی انھیں سکھانے کے بجائے پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے اور فن کے ساتھ زیادتی کی مانند ہے۔ مثال کے طور پر ریاضی کی کوئی بنیادی کتاب اگر صرف پڑھی یا پڑھائی جائے تو اسے شاید ایک دو دن میں ہی مکمل کیا جا سکتا ہے، لیکن اُسی کتاب کو پورا سال چلایا جاتا ہے، کہ ایک ایک سبق کے بعد کئی ساری مشقیں (practice exercises) طلبہ حل کرتے ہیں، بعض تو وہ درس گاہ میں ہی حل کرتے ہیں اور بعض وہ گھر سے حل کر کے لاتے ہیں، پھر استاد ان کی کاپیاں چیک کرتے ہیں، اس سے یہ بات بھی یقینی ہو جاتی ہے کہ طالبِ علم محنت کر رہا ہے اور ریاضی سیکھ رہا ہے اور اگر کسی جگہ وہ غلطی کرتا ہے تو استاد اس کی اصلاح بھی کر دیتے ہیں، اس طرح وہ اس فن کو بخوبی سیکھ جاتا ہے، لیکن انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض اہم ترین فنون کو اسکولوں اور مدارس میں سکھائے جانے کے بجائے پڑھایا جا رہا ہے، یاد رکھیں کہ انگلش اور عربی پڑھائی نہیں جاتی، بل کہ سکھائی جاتی ہے۔

اسی طرح مدارس میں صرف، نحو، تجوید، منطق، بلاغت، میراث وغیرہ پڑھائے جانے کے فنون نہیں ہیں، بل کہ سکھائے جانے کے فنون ہیں، ان کے سیکھنے اور سکھانے پر توجہ دینی چاہیے اور کسی جگہ ان کے سکھانے کا انتظام نہ ہو تو طالب علم خود ہی ماہرین کے مشورے سے ان کے سیکھنے کی

ترتیب بنالے، تاکہ وہ ان فنون میں کمال حاصل کر سکے۔ اسی غرض کو سامنے رکھتے ہوئے میری یہ خواہش ہے کہ ہر فن سے متعلق ورک بکس (workbooks) تیار کی جائیں، جن میں حل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہو اور مختصر اور جدید انداز میں سوالات پیش کیے گئے ہوں، تاکہ طلبہ محض فن پڑھنے کے بجائے اسے سیکھنے بھی لگیں۔

اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ سیکھنے سکھانے میں طالب علم کی محنت استاد کی محنت کی بنسبت کئی گنا زیادہ ہوتی ہے، کیوں کہ سارا کام طالبِ علم نے خود ہی کرنا ہوتا ہے، البتہ استاد کے ذمہ ہر طالبِ علم کے کام کو پابندی سے چیک کرنا ہوتا ہے اور اس کے لیے استاد کا ماہر ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ طالب کی غلطی کو پہچان سکے اور اسے صحیح حل بتا سکے اور یہ کام بغیر مہارت کے نہیں ہوسکتا، کیوں کہ غیر ماہر شخص صرف ظاہری الفاظ جانتا ہے، مگر بات کی گہرائی سے واقف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم وعمل میں رسوخ نصیب فرما کر اپنی ابدی رضامندی نصیب فرمائے۔ آمین۔

سولھواں نکتہ (Point 16): مطمئن رہیے۔

بعض طلبہ پورے تعلیمی عرصے میں سبق سے دور رہتے ہیں، نہ مشقیں (excercises) حل کرتے ہیں اور نہ سبق کو غور سے سننے کا کوئی اہتمام کرتے ہیں، نہ استاد سے کسی قسم کا سوال کرتے ہیں اور نہ ہی کبھی کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھیں اپنی غفلت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب سب کچھ ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔ جب سب طالبِ علم اپنی تیاریوں کو آخری مراحل کی طرف لے جارہے ہوتے ہیں، اس وقت یہ طلبہ از سرِ نو تیاری کے لیے پَر تول رہے ہوتے ہیں۔ چوں کہ ایسے موقع پر وقت کم ہوتا ہے اور کام کا بوجھ زیادہ، لہذا وہ بہت تھکان کا شکار ہوجاتے ہیں۔ نہ تو انھیں کھانے پینے کا ہوش ہوتا ہے اور نہ ہی آرام کے لیے وقت نکال پاتے ہیں۔ اسی کو امتحانی بخار (Exam phobia) کہا جاتا ہے۔ طالبِ علم خود ہی اپنے آپ کو اس کا شکار بناتا ہے، پھر نہ صحت برقرار رہتی ہے اور نہ ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔

ایسے لوگوں کی حالت دیکھ کر ہی میں کہتا ہوں کہ: ”آپ اپنے آپ کو اتنا نہ تھکائیے، بل کہ ایک اعتدال اور ترتیب سے زندگی گزاریئے“۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

«إِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا أَرْضاً قَطَعَ وَ لَا ظَهْراً أَبْقٰى»

ترجمہ: ”کٹا ہوا آدمی نہ راستہ طے کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنے وسائل کو باقی رکھ سکتا ہے“۔

یعنی: جو آدمی اپنے اوپر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالتا ہے، وہ زندگی کے کسی کام میں بھی اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اپنی آرزوؤں کو پورا ہوتا دیکھ سکتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے انسان کی تشبیہ اُس آدمی سے دی ہے جس نے اپنے گاؤں سے نکلنے کا ارادہ کیا ہو اور اپنے اونٹ پر اتنا سامان لاد دیا ہو جسے وہ برداشت نہ کر سکتا ہو، پھر وہ اونٹ تھوڑا سا چل کر مر جائے۔ وہ آدمی نہ تو اپنی منزل تک پہنچ پاتا ہے اور نہ ہی اس کے پاس منزل تک لے جانے والا وسیلہ باقی رہتا ہے۔ جو طلبہ اپنے اوپر خصوصاً امتحانات کے دنوں میں حد سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں، انھیں اس حدیث پر خوب غور کرنا چاہیے اور اپنے طریقے کو بدلنے کی فکر کرنی چاہیے۔

سترھواں نکتہ (Point 17): اپنی جسمانی اور دماغی صحت کا خیال رکھیں۔

آپ کی جسمانی اور دماغی صحت کا خیال اس طرح سے ممکن ہے:

الف۔ صفائی کا اہتمام کریں۔

اپنا لباس، گھر، تپائی (desk)، بدن اور اپنا سامان وغیرہ صاف ستھرا رکھیں۔

ب۔ ناشتا کریں۔

ناشتے کا ناغہ کرنے سے بے خوابی اور بہت سی بیماریاں اور مسائل پیدا ہوتے ہیں، جو کہ طالب علم کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔ جسم کی مثال گاڑی کی سی ہے۔ جس طرح گاڑی کو چلنے کے لیے پیٹرول کی ضرورت ہے، اسی طرح جسم کو بھی اپنی ذمے داریاں پوری کرنے کے لیے کامل غذا کی ضرورت ہے، جس کا بنیادی عنصر ناشتا ہے، لہٰذا آپ ناشتے کی خوب پابندی کریں اور ناشتا بھی ایک مکمل غذا سے کریں۔

ناشتا نہ کرنے کی وجہ سے معدے کا خالی ہونا بھی قوت کی کمی کا باعث ہوتا ہے، جس کی وجہ سے آپ کا جسم بے حد متاثر ہوتا ہے، بل کہ آپ کے دماغ کو بھی بہت سی بیماریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؛ لہٰذا گھر سے نکلنے سے پہلے ہی مکمل ناشتا کرنے کا خوب اہتمام کیجیے۔

جدید تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو لوگ ناشتا نہیں کرتے وہ بہت سی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور دن کے آخری حصے میں بہت سست پڑ جاتے ہیں۔

امریکہ کی کیلوگ اسکول آف مینجمنٹ (Kellogg school of Management) کے ایک ماہر ڈاکٹر ایفی فارما کہتے ہیں کہ ناشتہ نہ کرنا جسم کے اندرونی اعمال (bioprocesses) کو متاثر کرتا ہے اور جو جسم صبح کا ناشتا نہ پانے کا عادی ہو جائے وہ

جسم کمزور اور ناتواں ہوجاتا ہے، جس کے نتیجے میں بہت سی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور ایسا آدمی سستی اور کاہلی کا شکار بھی ہوجاتا ہے۔

ج۔ عمدہ غذاؤں کا اہتمام کیجیے:

مثال کے طور پر نشوونما کے لیے: دودھ، دہی، مچھلی وغیرہ؛

طاقت کے لیے: شکّر سے بنی غذائیں، تیل وغیرہ؛

دماغی نظام کے لیے: سبزیاں اور پھلوں کا استعمال کیجیے۔

عمدہ کھانوں پر خوب توجہ دیں۔ گھر کا پکا ہوا یا مدرسے کے صاف ماحول میں تیار کیا گیا کھانا کھایا کریں۔ بازار کی چیزوں سے اپنی حفاظت کریں، اس لیے کہ وہ نہ جسم کے لیے مناسب ہوتی ہیں اور نہ روح کے لیے۔ زیادہ چکنائی اور تیل، گھی والی اشیا سے گریز کریں، کیوں کہ اس سے دماغ کی سوچنے کی صلاحیت متأثر ہوتی ہے۔ کئی تجربات کے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جب بھی غذائیت کمزور ہوتی ہے، عقلی کاموں پر قدرت میں بھی کمی آجاتی ہے اور اس کے برعکس بہت سے طلبہ کا تعلیمی معیار کھانے کو درست کرنے اور اس کے اوقات کو منظم کرنے کی وجہ سے بہت بہتر ہوتا ہوا دیکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے میں یہ مشورہ دوں گا کہ اگر کوئی پڑھائی میں کمزور ہے تو وہ ضرور کسی ماہر غذائیات (Nutritionist) سے مشورہ کرے، ورنہ کم از کم عمدہ غذاؤں کو معلوم کر کے ان کا استعمال شروع کرے۔

اس بات کو اپنا شعار بنالیں: "عقل سلیم جسم سلیم میں پائی جاتی ہے" (The sound mind is in the sound body)۔

د۔ اپنے جسم کو مفید چیزوں کا عادی بنائیں۔ اس کے لیے ان باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے:

جسم کے لیے مفید باتیں:

☐ چائے، کافی اور کاربونیٹڈ (carbonated) مشروبات، یعنی پیپسی (Pepsi) وغیرہ سے دور رہیں، کیوں کہ ان کا کثرت سے استعمال دماغ میں تھکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

☐ نیند اڑانے والی دوائیوں کے استعمال سے گریز کریں، اگرچہ یہ رات کو مسلسل سبق پڑھنے میں مدد کرتی ہیں اور آنکھوں سے نیند کو دور کردیتی ہیں، لیکن ان کے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ جسمانی طور پر ان کا نقصان یہ ہے کہ یہ دوائیاں پٹھوں میں کھچاؤ پیدا کرتی ہیں، معدے اور نظامِ انہضام (digestive system) پر اثرانداز ہوتی ہیں اور دماغ پر ان کا اثر یہ پڑتا

ہے کہ یہ دوائیاں بے چینی اور پریشانی کی کیفیت پیدا کرتی ہیں۔ان کا ایک اور نقصان یہ بھی ہے کہ یہ دوائیاں اپنا عادی بنا دیتی ہیں، پھر انھیں چھوڑنا بھی ممکن نہیں رہتا۔

☐ اتنا زیادہ کھانے سے بچیں کہ بدہضمی ہو جائے، اس لیے کہ اس سے دماغ میں جانے والا خون کم ہو جاتا ہے اور وہ نظامِ انہضام کے ساتھ کھانا ہضم کرنے میں لگ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا﴾ (سورۃ الاعراف:۳۱)

ترجمہ: "خوب کھاؤ پیو اور حد سے آگے مت نکلو"۔(بیان القرآن)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

«مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهِ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكَيْلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَمَنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِّطَعَامِهِ وَ ثُلُثٌ لِّشَرَابِهِ وَ ثُلُثٌ لِّنَفْسِهِ»

ترجمہ: "کسی آدمی نے اپنے پیٹ سے بڑھ کر بُرا کوئی برتن نہیں بھرا۔آدم کے بیٹے کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو کھڑا رکھ سکیں، اور اگر کسی کا اس کے علاوہ سے چارہ کار نہ ہو، تو (پیٹ کا) ایک تہائی حصہ اس کے کھانے کے لیے ہے اور ایک تہائی حصہ اس کے پانی کے لیے اور ایک تہائی حصہ اس کے سانس لینے کے لیے ہے"۔

اور لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحتوں میں سے ہے:

«يَا بُنَيَّ! إِذَا امْتَلَأَتِ الْمَعِدَةُ، نَامَتِ الْفِكْرَةُ، وَ خَرِسَتِ الْحِكْمَةُ، وَ قَعَدَتِ الْأَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ»

ترجمہ: "اے میرے پیارے بیٹے! جب معدہ پورا بھر جاتا ہے تو سوچ وفکر کی صلاحیت چلی جاتی ہے، حکمت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، اور اعضا عبادت کرنے میں ساتھ نہیں دے پاتے"۔

☐ جلدی سو جایا کریں۔جی ہاں، جلدی سویا کریں! تاکہ آپ خوب توانائی کے ساتھ اپنے سبق کی طرف لوٹ سکیں اور اچھی طرح اسے پڑھ سکیں۔رات کو ایک دو بجے تک بلا وجہ جاگنا اور فضول کاموں میں اسے صرف کرنا دماغی صحت کو بے انتہا متاثر کرتا ہے جس سے پھر آپ پڑھنے لکھنے کے بالکل قابل نہیں رہتے، امید ہے کہ آپ اپنی صحت کا خوب خیال رکھیں گے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے: ''جان ہے تو جہاں ہے''

زیادہ جاگنے کے نقصانات

زیادہ جاگنے سے انسان کی آنکھیں، اس کا دماغ اور اس کا جسم سب ہی متأثر ہوتے

ہیں۔اس حالت میں طالبِ علم نہ اپنا سبق صحیح طرح پڑھ پاتا ہے اور نہ امتحان صحیح طرح دے پاتا ہے،بل کہ پرچہ حل کرتے وقت اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اسے مختلف آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں(sort of Syrigmus)،اس کی آنکھیں بوجھل ہوتی ہیں، نیند بھی آرہی ہوتی ہیں اور اس کے ہاتھ بھی کپکپارہے ہوتے ہیں اور کچھ لکھنے پر قادر نہیں ہوتے!!

اس زمانے میں جب رات کی نیند اڑانے کے بہت سے ذرائع اور خرافات آچکے ہیں: فیس بک، واٹس ایپ، چیٹ فورمز(Chat Forums)، ویڈیوز، ٹی۔وی، براہ راست(live) نشریات اور اس جیسی چیزوں نے انسان کا وقت برباد کر کے رکھ دیا ہے اور طالبِ علم کو سبق سے ہٹا کر دیگر غیر ضروری چیزوں میں لگا دیا ہے، ہر طالبِ علم کو چاہیے کہ ان چیزوں سے بھر پور اجتناب کرے اور زندگی کا ہر لمحہ اپنے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے گزارے اور اسے قیمتی بنائے۔رات اللہ رب العزت نے آرام کے لیے دی ہے،اس میں آرام ہی کرے اور جلدی سوجایا کرے، تاکہ اگلا دن آسانی کے ساتھ مکمل کر سکے۔آپ کی جیسی عمر میں تو انسان کو چاہیے کہ وہ سات گھنٹوں کی نیند کرے، تاکہ دماغ کے خلیے(cells) سمجھنے اور معلومات کو پختہ کرنے کی صلاحیت کو لوٹا سکیں۔

البتہ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح کم سونا سمجھنے کی طاقت کو کمزور کر دیتا ہے، اسی طرح زیادہ سونا بھی انسان کو سست بنا دیتا ہے۔اسی بنا پر میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی زندگی کو ایک اعتدال میں رکھیے، اور اسے جتنا ہو سکے قیمتی بنائیے، کیوں کہ دنیا کی زندگی انسان کو صرف ایک ہی بار ملتی ہے۔

زیادہ تھکاوٹ کا نقصان

اپنے آپ کو حد سے زیادہ تھکا دینے والا شخص بالکل ہی نڈھال ہو جاتا ہے، پھر نہ تو وہ اپنا سبق صحیح طرح پڑھ پاتا ہے اور نہ ہی استاد کی بات پر کامل توجہ دے پاتا ہے، بل کہ بسا اوقات تو وہ سبق کے دوران میں ہی سو جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بہت سی ایسی قیمتی معلومات حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے، جنھیں شاید ہی وہ کسی کتاب میں پا سکے۔ان ساری باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ جلدی سو جائیں اور دیر تک نہ جاگیں۔

☐ اپنے ذہنی آرام اور راحت کے لیے بھی وقت نکالیں اور جب آپ ذہنی تھکان محسوس کر رہے ہوں تو تھوڑا سا وقت اپنے کسی پسندیدہ مشغلے اور کام میں صرف کر دیں، پھر دوبارہ اپنے

اسباق کی طرف لوٹ آئیں۔اسی طرح جب آپ کسی کتاب کو یا کسی مضمون کو پڑھیں یا دہرائیں تو اس کے لیے مسلسل کئی گھنٹوں تک نہ بیٹھیں؛ بل کہ بیچ میں کچھ وقفہ بھی کرتے رہیں۔تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ سبق کا اچھی طرح احاطہ کرنے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ وقت کو اس ترتیب پر تقسیم کیا جائے:

سبق	۳۰منٹ
آرام	۳منٹ
سبق	۳۰منٹ
آرام	۳منٹ

☐ اپنے آپ کو کم از کم سات گھنٹوں کی گہری نیند ضرور دیں اور جب اونگھ آنے لگے تو سبق چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ تھکاوٹ کے ساتھ سبق دہرانا بہت کم فائدہ مند ہوتا ہے، شیکسپیئر (Shakespeare) کا قول ہے:"زندگی کے دستر خوان پر بہترین غذا نیند ہے"۔

☐ مناسب روشنی میں پڑھنے کا اہتمام کریں۔ہلکی روشنی پٹھوں (muscles) کو تھکا دیتی ہے اور دماغ کے خلیوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

☐ اپنی دماغی صحت کا خیال رکھیں۔

یاد رکھیں کہ دماغی صحت کی بھی ویسی ہی اہمیت ہے جیسی جسمانی صحت کی ہے۔دماغی صحت کا خیال رکھنے کے لیے ان باتوں پر عمل کیا جائے:

دماغی صحت کے لیے مفید باتیں:

☆ اپنی جسمانی صحت کی حفاظت کریں، اس لیے کہ دماغی صحت کا دارومدار اسی پر ہے۔

☆ سر میں تیل لگانے کا اہتمام کریں۔اگر ہمارے پاس دماغ تک براہِ راست غذائیت پہنچانے کا کوئی ذریعہ ہے تو وہ سر میں تیل لگانا ہی ہے۔اس کے بہت سے فوائد ہیں:

سر میں تیل لگانے کے فوائد:

- بالوں کو قوت ملتی ہے۔
- وہ جلد سفید نہیں ہوتے۔

- زیادہ ٹوٹتے نہیں۔
- دماغ کی رگوں کو سکون ملتا ہے۔
- بہت سارے زہریلے کیمیکل مر جاتے ہیں۔
- خون کی گردش کافی بہتر ہو جاتی ہے۔
- جسم و دماغ کو خوب راحت بھی ملتی ہے، جب دماغ کو راحت حاصل ہو تو ذہنی کام کرنا اور زیادہ پڑھنا اور یاد کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔

☆ ان دو مجرب اور خوب آزمودہ نسخوں کو اپنائیں:

ا۔ روزانہ رات کو سات بادامیں پانی میں ڈال دیں، پھر صبح سویرے ان کا چھلکا اتار کر انھیں سات کشمشوں کے ساتھ کھالیں۔

۲۔ روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ چار چیزیں کھانے کا اہتمام کریں: چار بادام، چار منقع، چار کالی مرچیں اور حسبِ ذائقہ مصری۔

ان شاء اللہ ان چیزوں کے استعمال کی بدولت آپ ذہنی تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوں گے اور آپ کے اندر لمبے عرصے تک بغیر اکتاہٹ کے مطالعہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

☆ آپ اپنے طاقت وَر اور کمزور پہلوؤں (Weak Points and Strong Points) کو پہچانیں، اور کوشش کریں کہ اپنے طاقت وَر پہلوؤں کو بڑھائیں اور کمزور پہلوؤں پر غالب آجائیں۔

☆ آپ جو تنگی محسوس کرتے ہیں اس کے اسباب تلاشیے، کہ آیا وہ خاندانی پریشانیوں کا نتیجہ ہے یا معاشرتی (social) یا ذاتی پریشانی کا؟ پھر اس کے بعد ان کا حل معلوم کر کے ان پر قابو پانے کی کوشش کریں۔ اپنا ماحول بدلیں۔ خیالات نہ آنے دیں۔ حالات تو ہر ایک پر آتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ پریشانی حالات سے نہیں، خیالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

☆ جہاں تک ممکن ہو اپنے اندر بے چینی اور خوف پیدا کرنے والے ذرائع کا مقابلہ کیجیے، اور کوشش کیجیے کہ اپنے اطراف کے لوگوں میں سے جن پر آپ کو بھروسا ہے ان کی مدد حاصل کریں۔

☆ غفلت اور غائب دماغی کی وجوہات کا مقابلہ کریں اور انھیں خوب اچھی طرح جان لیں، تاکہ آپ ان پر حاوی ہو سکیں۔

☆ کوشش کریں کہ جب آپ اپنے خوف اور بے چینی کے اسباب جان رہے ہوں تو اپنے آپ کو دھوکا نہ دیں۔

☆ جو مشکلات آپ پر اثر انداز ہو رہی ہیں، ان سے نہ بھاگیں، بل کہ بقدر امکان آپ انھیں حل کرنے کی کوشش کریں۔

☆ کچھ معاشرتی (social) مہارتیں حاصل کیجیے، جو لوگوں کے ساتھ باہم معاملہ کرنے اور ان کے ساتھ گھل مل جانے سے متعلق ہوں، تاکہ آپ ان سے خوف محسوس نہ کریں۔

☆ آپ جو پریشانیاں، تنگیاں اور مشکلات محسوس کرتے ہیں، انھیں پوری باریک بینی اور امانت داری سے لکھ لیں، اور انھیں لکھتے وقت خود کو دھوکا نہ دیں۔ یاد رکھیں کہ صرف ان باتوں کا کاغذ میں لکھ لینا آپ کو ان باتوں پر غور کرائے گا اور پھر آپ خود بخود ان سے نکلنے کی کوشش میں لگ جائیں گے۔

☆ اپنے واجبات المنزل (homework) کو اس کے اوقات میں پورا کریں۔ اس سے آپ کی خود اعتمادی بھی بڑھے گی، آپ اندرونی راحت بھی محسوس کریں گے اور یہ عمل آپ کی دماغی صحت کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔

☆ پہلے آسان کتابیں اور مضامین دہرا لیں اور جلدی سے انھیں پورا کرلیں، پھر بڑی اور مشکل کتابوں کی ابتدا کریں۔ کیا ہی اچھی بات ہوگی اگر آپ کسی موضوع (topic) کو یا جو مقرر کردہ حصہ ہو، اسے ایک یا دو مرتبہ میں ہی مکمل کرلیں۔ اس سے بھی آپ کی خود اعتمادی خوب بڑھے گی اور آپ کو راحت محسوس ہوگی۔

☆ سب سے پہلے اپنی پسندیدہ کتابوں سے ابتدا کریں۔ یہ کتابیں آپ کو اپنی طرف مائل کرلیتی ہیں اور آپ ان کو بڑی تعداد میں پورا کرنے میں اور کافی دیر تک پڑھتے رہنے میں کوئی حرج بھی محسوس نہیں کرتے۔ نہ زیادہ اکتاہٹ یا تھکان محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی آپ اس دوران میں غائب دماغی کا شکار ہوتے ہیں، بل کہ آپ با آسانی اپنا سبق مکمل کرلیتے ہیں۔

☆ اگر ممکن ہو تو سبق دہرانے کے لیے کسی پُرسکون جگہ کا انتخاب کریں۔

☆ جن مضامین کو آپ دہرا رہے ہوں ان میں تنوّع (variation) رکھیں۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ مشکل مضامین کو تھوڑا تھوڑا کر کے دہرائیں، اور آسان اور پسندیدہ مضامین کے بعد دہرائیں، اس لیے کہ انھیں دہراتے وقت آپ کا اندرونی جذبہ (morale) بھی بلند

ہوتا ہے اور آپ سبق کو کھلے دل سے بھی پڑھتے ہیں۔

☆ ایک مضمون اور دوسرے مضمون کے درمیان تھوڑی تفریح کرلیں اور اسی طرح ہفتے کے آخر میں بھی کوئی تفریحی عمل کریں، جس سے آپ اپنی بشاشت کو لوٹا سکیں اور پھر فعال (active) ہوکر اپنے سبق کی طرف آسکیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی صحت کا خیال رکھیے اور اپنی مشکلات کا مقابلہ کیجیے اور ان میں کمی لائیں، تاکہ وہ آپ کے حصولِ علم کے راستے میں اثر انداز نہ ہوں۔

اٹھارھواں نکتہ (Point 18): اپنی پھرتی (activeness) کے اوقات معلوم کریں اور انھیں قیمتی بنائیں۔

اور جن اوقات میں سبق پڑھنے کی ہدایت دی جاتی ہے وہ یہ ہیں:

سبق دہرانے کے بہترین اوقات

۱۔ ایسی گہری اور مکمل نیند کے بعد جس سے پہلے آپ بہت زیادہ بیدار نہ رہے ہوں۔

۲۔ ہلکے پھلکے کھانے کے بعد۔

۳۔ نمازوں کے بعد، خصوصاً سردی کے موسم میں فجر کی نماز کے بعد کہ تمام اوقات میں سبق پڑھنے اور یاد کرنے کے لیے یہ سب سے بہترین وقت ہے، اسی طرح مغرب کے بعد بھی۔

۴۔ جب آپ کوئی نیکی کرنے کی وجہ سے خوشی محسوس کررہے ہوں، جیسے والدین کے ساتھ نیکی کرکے یا قرآن کی تلاوت کرکے یا مسجد میں جاکر باجماعت نماز ادا کرکے، وغیرہ وغیرہ۔

ایک طبی تحقیق (جلدی سونا سویرے اٹھنا)

ایک طبی تحقیق (medical research) سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ گُردوں کے اوپر ایک گلٹی (gland) ہے جو ایسے ہارمونز (hormones) خارج کرتی ہے، جن سے انسان کے اندر توجہ اور یکسوئی کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ گلٹی سب سے زیادہ ہارمونز (hormones) رات چار بجے سے لے کر صبح آٹھ بجے تک نکالتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس وقت انسان کا سینہ بھی کشادہ ہوتا ہے اور ہوا بھی تازہ ہوتی ہے۔ یہ تمام باتیں سبق یاد کرنے کے لیے بے حد مفید ہیں اور ساتھ ہی اچھی صحت کا ذریعہ بھی ہیں۔ اسی طرح انسان کے اندر شام پانچ بجے سے لے کر رات دس بجے تک بھی یکسوئی کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، لہذا یہ وقت بھی

سبق دہرانے کے لیے مناسب ہے۔ رات گیارہ بجے کے بعد یہ گلٹی سب سے کم ہارمونز نکالتی ہے اور اسی وجہ سے ڈاکٹر حضرات اس وقت سو جانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

مناسب وقت اور جگہ کا اختیار کرنا

مناسب وقت کا اختیار کرنا سبق دہرانے کے لیے ایک بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے اور جب اس کے ساتھ مناسب جگہ بھی اختیار کر لی جائے تو پھر سبق دہرانا اور مطالعہ کرنا مزید بہتر طریقہ سے ممکن ہو جاتا ہے، البتہ مناسب جگہ کا اختیار کر لینا اس وقت زیادہ کارآمد ہے جب اس کے ساتھ مناسب وقت کو بھی اختیار کر لیا جائے۔

وقت کو غنیمت جاننا

یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ آپ اپنی زندگی میں وقت کی اہمیت کو جانیں اور اس بات کو بھی جان لیں کہ جس قوم نے بھی تنظیم الاوقات (Time Management) کا خیال رکھا ہے، اس نے ترقی کی ہے اور کسی شخص کا وقت کو غنیمت سمجھنا اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اپنے دن، بل کہ اپنی ساری زندگی کے ضائع نہ ہونے کا پورا اہتمام کرتا ہے۔

قدیم زمانے میں ایک شاعر نے وقت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا تھا:

دَقَّاتُ قَلْبِ الْمَرْءِ قَائِلَةٌ لَهُ إِنَّ الْحَيَاةَ دَقَائِقٌ وَثَوَانٍ

فَارْفَعْ لِنَفْسِکَ قَبْلَ مَوْتِکَ ذِکْرَهَا فَالذِّکْرُ لِلْإِ نْسَانِ عُمْرٌ ثَانٍ

ترجمہ: ”دل کی دھڑکن انسان کو کہہ رہی ہے کہ زندگی صرف چند لمحوں و لحظوں کا نام ہے۔ مرنے سے پہلے اپنا نیک نام چھوڑ جاؤ، کہ یاد رہ جانا ہی حقیقی زندگی ہے“۔

شاید آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ اپنے وقت کو قیمتی بناتے ہیں، وہ دنیا میں بہت ہی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ ان کے کارنامے بے مثال ہوتے ہیں۔ ہر آدمی ان کا ذکر سُن کر رشک کرتا ہے اور انتہائی حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ایک اکیلے آدمی نے اتنے سارے کام کیسے کر لیے؟ اس کے برعکس جو آدمی اپنے وقت کی قدر نہیں کرتا اور اسے ضائع کر دیتا ہے، وقت بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا، بل کہ اسے ایک گم نام اور ناکام شخصیت بنا کر چھوڑ دیتا ہے۔ اب فیصلہ آپ کا ہے کہ کیسی شخصیت بننا پسند کرتے ہیں۔

وقت کو کیسے منظم کریں:

اب آپ کے سامنے چند ضروری باتیں پیش کرتا چلوں جو وقت کو منظم (manage)

کرنے میں آپ کی مددگار ثابت ہوں گی:

۱۔اپنے جذبے کو ابھاریں، نظام الاوقات کے مطابق چلنے کا پختہ ارادہ کرلیں، اپنی ذمے داریوں کا احساس پیدا کریں اور وقت کی قدر جانیں۔اس کے لیے وقت کی قیمت اور اہمیت پر لکھی گئی تفصیلی کتابوں اور بزرگوں کے احوال کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

۲۔اپنے وقت کو ایسی ترتیب دیں جس پر آپ خود راضی بھی ہوں اور اسے پورا کرنے پر قادر بھی۔

۳۔نظام الاوقات میں راحت و آرام، گھریلو ملاقاتیں اور اس طرح کے دیگر ضروری مشاغل بھی ملحوظ رکھیں۔

انیسواں نکتہ(Point 19): سبق کے لیے مناسب جگہ کا انتخاب کریں۔

طالب علم کا اپنے اسباق یاد کرنے اور انھیں دہرانے میں جگہ کا بڑا بنیادی کردار ہے۔ شور وشغب والی پریشان کن فضا میں سبق کا دہرانا کوئی فائدہ نہیں دیتا، اس میں محض اپنے آپ کو تھکانا اور وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔جگہ کا پُرسکون ہونا اور ہر اعتبار سے مناسب ہونا بہت ضروری ہے، تاکہ طالب علم یکسوئی کے ساتھ سبق پڑھ سکے اور اسے دہرا سکے۔

لہذا آپ ان جگہوں سے بچیں:

سبق یاد کرنے کے لیے نامناسب مقامات

۱۔بستر، اس لیے کہ وہ آرام کرنے اور سونے کے خیالات ڈالتا ہے اور خاص طور پر جب کوئی اپنا سر بھی تکیے سے لگالے!

۲۔ڈائننگ روم، مطعم (cafeteria) اور کوئی بھی کھانے پینے کی جگہ، اس لیے کہ یہ کھانے کی طلب ڈالتی رہتی ہیں، خاص طور پر جب فریج (fridge) یا کچن (kitchen) بھی اس کمرے کے ساتھ ہو، کیوں کہ وہاں تو پُرکشش اور للچانے والی خوشبوئیں مہک رہی ہوتی ہیں۔ویسے بھی انسان کا ان جگہوں پر ہر تھوڑی دیر بعد دل چاہتا ہے کہ جا کر کچھ کھالے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کھانے میں لگ جاتا ہے اور کھاتا ہی رہتا ہے۔اس طرح نہ یکسوئی باقی رہتی ہے اور نہ سبق پڑھا جاتا ہے۔

اگر ان جگہوں کو وساوس کا مرکز کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ان جگہوں پر نہ سبق یاد کرنا ممکن ہوتا ہے اور نہ ہی اسے دہرانا، لہذا آپ ان مقامات سے دور ہی کسی جگہ کا انتخاب کریں۔

سبق پڑھنے کے مناسب مقامات

آگے چند مفید باتوں اور تجاویز کا ذکر ہے جن کا مناسب جگہ اختیار کرتے وقت لحاظ رکھا جائے:

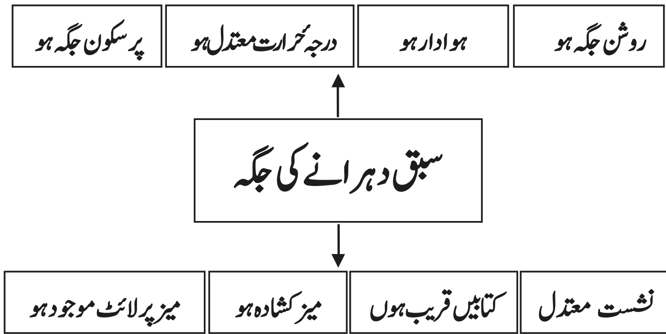
۱۔ سونے اور آرام کرنے کی جگہ سے دور کوئی مناسب جگہ سبق کے لیے اختیار کریں۔

۲۔ شور اور خارجی اثر والی جگہوں سے الگ کسی جگہ کا انتخاب کریں۔

۳۔ کسی علمی جگہ میں دہرانے کی کوشش کریں، جہاں آپ کی کتابیں اور درسی سامان موجود ہو، اپنے ذاتی کتب خانے میں یا کسی تعلیم کے لیے مخصوص کردہ جگہ میں سبق دہرائیں۔

۴۔ جگہ ایسی ہو جو سبق دہرانے کے لیے تیار کی گئی ہو اور آپ کے سامنے اپنا سارا ضروری سامان اور کتابیں بھی موجود ہوں، تاکہ ان کو لانے کے لیے بار بار کھڑا ہونا نہ پڑے، ورنہ آپ کا سارا وقت آنے جانے میں ہی ضائع ہو جائے گا۔

سبق دہرانے کی جگہ کی شرائط بصورتِ خاکہ واضح کی جاتی ہیں:



خاکہ نمبر (1): سبق دہرانے کی جگہ کی شرائط

عام اصول یہ ہے کہ آپ خود سے سوال کریں: "کیا میں اس جگہ یکسوئی سے پڑھ سکتا ہوں؟"، "کیا اس جگہ میں کتابوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟" اگر جواب "نہیں" ہو تو جگہ بدل دیں اور ایسی جگہ تلاش کریں جہاں آپ سو فی صد (100%) یکسوئی سے پڑھ سکیں۔

بیسواں نکتہ (Point 20): اپنے سبق کے دہرانے کو تدریجاً تیز اور منظم شکل دیں۔

اکیسواں نکتہ (Point 21): تھکاوٹ میں سبق نہ دہرائیں۔

تھکاوٹ کے وقت کی ساری محنت رائیگاں جاتی ہے، کیوں کہ آپ اس وقت میں بہت سست اور غیر فعّال (inactive) ہوتے ہیں، لہٰذا اس وقت سبق دہرانے سے گریز کریں۔

پڑھنے کے لیے نامناسب اوقات

۱۔لمبا عرصہ بیدار رہنے اور کم سونے کے بعد۔

۲۔ بہت زیادہ بدنی ورزش (physical exercise) کے بعد۔

۳۔زیادہ کھانے کے بعد۔

۴۔دن بھر خوب پڑھ لینے کے بعد۔

ان جیسے حالات میں نہ پڑھنے کی تجویز دی جاتی ہے، اس لیے کہ اس وقت پڑھائی کا فائدہ بہت کم ہوگا؛ بل کہ اس موقع پر طالب علم کو چاہیے کہ اپنی محنت کے بقدر آرام کرلے اور آرام کے بعد پھر پڑھائی شروع کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سستی کے وقت کو دوسرے ضروری کاموں میں لگادے، جن میں سوچنے اور کسی مسئلے کو حل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسے جغرافیائی نقشے بنانا، خوش خطی سیکھنا یا بیانات اور استاد کے اسباق کو کمپیوٹر میں منتقل کرنا وغیرہ۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم اپنے بارے میں اس بات کا اندازہ لگالے کہ اس کا ذہن کس وقت سب سے زیادہ تیز کام کرتا ہے، تاکہ وہ اس وقت سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے اور اس وقت معلومات کو ذہن میں منظم طریقہ سے محفوظ کرسکے، تاکہ معلومات کا جو معیار مطلوب ہے، اسی معیار کے مطابق وہ حاصل ہو جائیں۔

بائیسواں نکتہ (Point 22): اپنا محاسبہ کیجیے۔

ہر انسان اپنی زندگی میں ایک مقصد رکھتا ہے اور وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کچھ اہداف طے کرتا ہے جنہیں وہ وقتاً فوقتاً انجام دیتا رہتا ہے۔ جوں جوں وقت کی دھول زندگی پر پڑتی ہے مقصد حیات آئینہ زندگی میں دھندلا پڑنے لگتا ہے۔ ایسے وقت میں ضرورت پڑتی ہے کہ انسان اپنی گزشتہ کارکردگی کا جائزہ لے۔ کیا پایا اور کیا کھویا؟ اور ایک بار پھر پُرعزم ہوکر درست راہ پر سفر شروع کرے۔

تئیسواں نکتہ (Point 23): استقامت کے ساتھ محنت میں لگے رہیے۔

نہ چت کر سکے اس نفس کے پہلوان کو تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی کبھی وہ دبالے، کبھی تو دبالے

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسان ان مذکورہ باتوں اور آگے آنے والی مزید باتوں کو پورا کرنے کی چاہے جتنی بھی کوشش کرلے، مگر کچھ نہ کچھ کمی تو رہ ہی جاتی ہے اور کہیں نہ کہیں تو

انسان کا پیر پھسل ہی جاتا ہے، جس کی وجہ کبھی تو انسان کی سستی اور نفسانی دباؤ ہوتا ہے اور کبھی وہ شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے، لیکن اس بات سے ہرگز گھبرانا نہیں چاہیے، اس لیے کہ انسان فطری طور پر کمزور ہی پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ ربّ العزت خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا﴾ (سورۃ النساء:۲۸)

ترجمہ: ''انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

لہٰذا آپ کسی موقع پر اپنے عاجز آنے اور اپنی کوتاہی سے نہ گھبرائیے، بل کہ اس بات کو بھول کر محنت ولگن کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو اور ان مذکورہ باتوں کی روشنی میں پورا کرنے کی کوشش کیجیے اور اللہ تعالیٰ سے استقامت (consistency) کی دعا مانگیے، کیوں کہ اصل چیز استقامت ہی ہے۔

یاد رکھیں کہ استقامت کے لیے ماحول اور اپنے ہم خیال لوگوں کی موجودگی بہت ضروری ہے۔ اگر چند ساتھی ایسے مل جائیں جو یہ عزم کرلیں کہ ان شاءاللہ ہم ان باتوں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اگر ہم میں سے کوئی کسی کام میں سستی دکھائے گا تو ہم بَروقت اسے تنبیہ کریں گے، تاکہ ہم سب عمدہ سے عمدہ تعلیم حاصل کرکے اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکیں تو بہت آسانی سے ان امور پر برقرار رہنا ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مدد فرمائے، ہمیں صحیح راستے پر چلائے اور ہمیں اس پر استقامت نصیب فرمائے، آمین۔

دوسرا باب

سبق کو پختہ یاد کرنے کے 6 بنیادی اصول

۱ نظام الاوقات (Time table) مرتب کرنا

۲ خوب غور سے پڑھنا

۳ مکمل یکسوئی

۴ سبق کو خوب غور سے سننا

۵ سبق کو ذہن نشین کرنا

۶ مسلسل دہرانا



1. نظام الاوقات مرتب کرنا

- نظام الاوقات کیوں مرتب کیا جائے؟
- سبق یاد کرنے کا نقشہ بنانے کے کیا فوائد ہیں؟
- سبق یاد کرنے کے لیے نقشہ تیار کرنے کی
- کون سی 15 شرائط ہیں؟
- نقشے کے مطابق چلنے میں کیا چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں؟



نظام الاوقات مرتب کرنے کی اہمیت

انسان کا ہر وقت کسی نہ کسی کام کے لیے ہوتا ہے، اس وقت میں اگر وہ کام نہ کیا جائے تو وقت گزر جائے گا کام باقی رہے گا اور اگر یہی روش رہی تو زندگی کے اس سفر میں انسان بہت پیچھے رہ جائے گا۔ کام یاب لوگوں کی زندگی کے مطالعے سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ اگر ان کی زندگی کو جانچا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کام یابی کا راز تو وقت کی قدر کرنا ہی ہے۔

دن بھر کے مشاغل اور ذمے داریوں کو وقت کی قدر کرتے ہوئے کس طرح نبھایا جائے، اس کے لیے ماہرین نظام الاوقات مرتب کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی مفید عمل ہے اور خصوصاً سبق کے لیے اسے مرتب کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نظام الاوقات مرتب کرنے کے لیے ایک نقشہ تیار کیا جائے، تا کہ وقت کو منظم کرنے، اسے صحیح طرح استعمال کرنے اور اسے مناسب مقدار میں مختلف درسی مضامین اور کتابوں پر تقسیم کرنے میں مدد مل سکے۔ یہ نقشہ طالب علم کے اسباق کا احاطہ کرنے میں اور امتحان کا وقت آنے سے پہلے انھیں پورا کر لینے میں مدد کرتا ہے۔

سبق یاد کرنے کا نقشہ گویا کہ ایک منصوبہ ہے، جسے طالب علم اپنے لیے بناتا ہے، تا کہ اس کے ذریعے سے سبق کو اچھی طرح سے پڑھنے میں کام یاب ہو سکے، سبق کے دوران میں پیش آنے والی دیگر مشکلات کا سامنا کر سکے اور ناکامی سے بچ سکے۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم امتحان سے چند ہفتے قبل سبق یاد کرنے کا ایک نقشہ (timetable) ضرور تیار کر لیں، جس میں آپ ہر کتاب اور موضوع کا نام اور ان میں سے ہر ایک کو دیا گیا وقت متعین کر لیں۔ اس سے آپ کا سارا وقت مفید بن جائے گا۔

سبق یاد کرنے کے نقشے کا کیا فائدہ ہے؟ اور وہ کیا شرائط ہیں جن کا اس نقشے کے تیار کرتے وقت خیال رکھنا ضروری ہے؟ اور اس کے مطابق چلنے میں کیا چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں؟ اس باب میں ہم ان شاء اللہ ان تمام باتوں پر روشنی ڈالیں گے۔

نظام الاوقات کو مرتب کرنے کے لیے نقشہ بنانے کے فوائد

۱۔ اس سے آپ کا بہت سا وقت بچ جائے گا اور تعلیمی عرصہ، بل کہ زندگی بھر کی ایک ایک گھڑی کی اہمیت کا آپ کے اندر احساس پیدا ہوگا۔ اس احساس کی بدولت آپ اپنے وقت کو قیمتی بنانے اور اسے علم حاصل کرنے، سبق پڑھنے اور اسے دہرانے میں صرف کرنے میں لگ جائیں گے۔

۲۔ اس کے ذریعے ہر کتاب و مضمون کے یاد کرنے کے لیے جو لازمی وقت درکار ہوگا، اس کا تعین ہو جائے گا۔ اس طرح آپ کسی مضمون کو بغیر دیکھے نہیں چھوڑیں گے، جو کہ پھر آپ کے فیل ہونے یا نتائج کی خرابی کا سبب بن جائے۔

۳۔ نقشے میں ان تمام مضامین کا تعین ہو جائے گا جو آپ یاد کرنا چاہتے ہیں، پھر آپ بے اعتدالی سے اور ایک ہی مضمون کو سارا وقت دینے سے بچ جائیں گے، جو کہ خصوصاً امتحانات کے دنوں میں انتہائی نقصان دہ ہوتا ہے۔

۴۔ اس کے مطابق چلنا آپ کو اس بات کا یقین دلائے گا کہ آپ زندگی کے ہر کام کو منظم طریقے سے کرنے پر قادر ہیں۔

نقشہ تیار کرنے کی شرائط

یاد کرنے کے لیے نمایاں نقشہ تیار کرنے کی 15 شرائط ہیں:

۱۔ امتحانات کی تاریخ معلوم کرلیں۔

۲۔ آسان مضامین اور کتابیں اور وہ مضامین اور کتابیں جن کی تیاری میں زیادہ وقت صرف ہوجانے کا امکان ہے، ان کا تعین کرلیں۔

۳۔ ہر کتاب و مضمون کو اندازاً کتنا وقت دینا ہے، اس کا حساب لگالیں۔

۴۔ روزانہ کے سبق دہرانے کے مناسب اوقات متعین کرلیں۔ بہتر یہ ہے کہ یہ ایسے اوقات ہوں جن میں آپ کا ذہن بالکل تازہ ہو اور آپ چاق و چوبند ہوں۔ یہ اوقات ہر طالب علم کے لیے مختلف ہوسکتے ہیں۔

۵۔ پہلے امتحان تک موجود ایام شمار کرلیں۔

۶۔ کتابوں اور مضامین کو اس نقشے میں تقسیم کر دیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ آسان، پسندیدہ اور کم وقت طلب مضامین سے ابتدا کریں۔

۷۔ اگر ایک دن میں ایک سے زیادہ مضامین اور کتابیں دہرانا پسند کرتے ہیں تو ان باتوں کی پابندی کریں:

دن میں ایک سے زائد مضامین دہرانے کا طریقہ

الف۔ ایک دن میں تین سے زائد کتابوں کو اختیار نہ کریں اور تین بھی اس طرح اختیار کریں کہ ان کی آپس میں طبیعت کے اعتبار سے مشابہت نہ ہو۔ اگر ان میں سے ایک مضمون یاد کرنے سے متعلق ہو تو دوسرا حل کرنے سے اور تیسرا سمجھنے سے۔

ب۔ اس دن کا سب سے اہم ترین مضمون متعین کرلیں، جسے آپ سب سے زیادہ وقت دیں، پھر باقی وقت دیگر مضامین پر ان کی مقدار کے مطابق وقت تقسیم کریں۔[۱]

[۱] اے کاش کہ ہمارا درسی نظام بھی اسی ترتیب پر ہوجائے، اگر ایک سال میں ایک دو کتابیں رکھنا ممکن نہیں جیسے اکابرین کا طریقہ تھا تو کم از کم یوں کرلیا جائے کہ ایک دن مثلاً پیر کے دن صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین کتابیں پڑھائی جائیں، تاکہ ذہن میں پختہ ہوسکیں، آپس میں خلط ملط نا ہوں اور مراجعت و دہرانے کا موقع بھی مل جائے، پھر اگلے دن دوسری دو تین کتابیں پڑھادی جائیں اور زیادہ مقدار میں پڑھادی جائیں۔

ج۔مضامین کو اپنی پسند کے حساب سے یا حالات کے پیش نظر مرتب کریں۔

د۔بہتر یہ ہے کہ آپ اس مضمون سے ابتدا کریں جس میں سب سے کم وقت لگتا ہو اور جس مضمون میں سب سے زیادہ وقت لگتا ہو، اسے آخر میں رکھیں۔

آپ کے سامنے نقشے کا ایک نمونہ ہے جس میں پورے دن کی ترتیب پیش کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ایک دن میں ایک سے زیادہ مضامین کو کس طرح پڑھا جائے:

دن	وقت با عتبار گھنٹے	کام	ہوا	نہیں ہوا
ہفتہ	4:30 - 7 صبح	تہجد، دعا، تلاوت واذکار، اہم باتوں کا دہرانا		
	7 - 8	ورزش، ناشتہ		
	8 - 12	کیمیا (Chemistry) پہلا باب دہرانا۔(عام دنوں میں یہ درس گاہ کا وقت [class time] شمار کیا جاسکتا ہے)		
	12 - 2:30	کھانا، قیلولہ، نماز		
	2:30 - 5:30	جغرافیہ پہلا اور دوسرا باب (عام دنوں میں یہ درس گاہ کا وقت [classtime] شمار کیا جاسکتا ہے)		
	5:30 - 6:30	نمازِ عصر، کچھ تفریح		
	6:30 - 9	عربی لغت		
	9 - 10	رات کا کھانا، ضروری میل جول		
	10 - 10:30	اہم باتوں کو دہرانا، سونے کی تیاری		
اتوار	------	-----------	----	----

نقشہ نمبر 1: دن بھر کے نقشے کا نمونہ

یہ نقشہ ایک نمونہ ہے، آپ اپنی سہولت کے مطابق اس طرح کے کئی نقشے بنا سکتے ہیں۔سبق

کے دوران ہر گھنٹے کے بعد اپنے آپ کو پانچ منٹ دینا نہ بھولیے گا، جن میں آپ اپنی آنکھوں کو آرام دیں اور انھیں پڑھنے کی مشقت سے راحت دیں یا کچھ ورزش کر لیں، تاکہ جسم میں تازگی آجائے اور مزید بیٹھے رہنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

اور اگر آپ پورے دن میں ایک ہی مضمون پڑھنے کے عادی ہیں تو پھر بھی میں آپ کو یہی تجویز دوں گا کہ علمی مضامین میں تھوڑا بہت تنوع (variation) بھی رکھیں۔ ایک ہی مضمون سے انسان کا ذہن تھک جاتا ہے، پھر وہ اسے صحیح طور پر پڑھ نہیں پاتا اور نہ ہی یاد کر پاتا ہے۔

ہر انسان کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کو کسی کام میں کم وقت لگتا ہے اور کسی کو زیادہ۔ اسی طرح کوئی طالبِ علم کسی مضمون کو فوراً حل کر لیتا ہے اور کوئی بہت وقت لگاتا ہے، لہذا آپ اپنی صلاحیت کے اعتبار سے ہر مضمون کا وقت طے کریں، مثلاً اگر آپ کو عربی یا انگریزی دہرانے کے لیے پانچ دن کی ضرورت ہے اور ریاضی کے لیے صرف ایک دن کی تو اپنا نقشہ اسی اعتبار سے بنا لیجیے۔

اگر آپ اپنے بنائے گئے نقشہ کے مطابق نہ چل پا رہے ہوں، تو اسے فوراً ختم کر کے دوبارہ اسی وقت ایک دوسرا نقشہ بنا لیں اور اس میں سستی نہ دکھائیں، ورنہ شیطانی وساوس آپ پر غالب آجائیں گے اور آپ کی خود اعتمادی کو ختم کر دیں گے۔ پھر آپ کے لیے اپنے وقت کو منظم کرنا اور نظام الاوقات کے مطابق چلنا نہایت ہی مشکل ہو جائے گا۔

۸۔ بہتر یہ ہے کہ امتحان شروع ہونے سے پہلے ہی تمام مضامین کی تیاری مکمل کر لیں، تاکہ آپ کو دوبارہ ایک مرتبہ اسباق دہرانے کا موقع مل سکے۔

۹۔ اپنا نقشہ تیار کرتے وقت کم از کم آدھا گھنٹہ نیند سے قبل نکال لیں، جس میں آپ سبق میں سے کچھ منتخب کی ہوئی چیزوں کو دہرا لیں، مثلاً کچھ اصول و قواعد ہوں یا خاص نظریات (theories) ہوں یا آیاتِ قرآنیہ یا احادیث، وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیند معلومات کو ذہن نشین کرنے میں خوب کارآمد ہوتی ہے۔

۱۰۔ روزانہ کے نیند کے اوقات (sleeping time) بھی نقشہ میں متعین کر لیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ آپ بے جا وقت کے ضیاع سے بچ جائیں گے اور صرف وقت پر سویا کریں گے، اور بقدرِ ضرورت آرام کریں گے۔ سبق کے ایام ہوں یا چھٹی کے دن ہوں، بے وقت نہ سوئیں، دن کو نہ سوئیں، رات کو بھی جلدی سوئیں۔ اپنا معمول خراب نہ ہونے دیں، ورنہ اسے دوبارہ ترتیب پہ لانے میں بھی دشواری پیش آتی ہے۔

آرام کے اوقات:

الف۔نقشہ بناتے وقت کھانے کے فوراً بعد ایک آدھ گھنٹا اپنی راحت کے لیے رکھ لیں۔

ب۔ ہر ایک گھنٹے کی پڑھائی کے بعد 10-5 منٹ آرام کے بھی متعین کرلیں۔

ج۔ ہر دو یا تین گھنٹوں کی پڑھائی کے بعد آدھا گھنٹا آرام کرلیں یا اس وقت کو پڑھائی کے علاوہ کسی کام میں صرف کریں۔اس وقفے سے گزشتہ حاصل کردہ معلومات پختہ ہوتی ہیں اور پڑھنے والا آگے آنے والی باتوں کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار کرلیتا ہے۔

۱۱۔کوشش کیجیے کہ ان آرام کے وقفوں میں پڑھائی سے بالکل ہٹ کر کسی دوسرے کام کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اسی میں اپنے آپ کو مشغول کردیں، لیکن اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ کام جائز بھی ہو اور اس میں دنیا یا آخرت میں سے کسی کا فائدہ بھی ہو۔ایسے کسی کام میں مشغول نہ ہوں جو آپ کے ذہن پر بہت اثر انداز ہو مثلاً کوئی ایکشن مووی (Action Movie) وغیرہ دیکھنے میں لگ جانا یا کوئی جذبات ابھارنے والی پُراثر کتاب کا پڑھ لینا، اس لیے کہ پھر اُس فضا سے نکل کر دوبارہ سبق کی طرف لوٹ کر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

۱۲۔ان اوقات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے گھر کا چھوٹا سا چکر لگالیں یا اپنے بعض دوستوں اور احباب کو یاد کرلیں یا وقت کی وسعت کے مطابق ذرا کھڑکی سے جھانک کر دیکھ لیں اور اس وقت خود کو اپنے گردونواح کی چیزوں کا معاینہ کرنے میں مشغول کردیں۔خاص طور پر دور کے مناظر، آسمان میں ستارے یا سمندر میں افق (آسمان کا کنارا جہاں زمین وآسمان ملے ہوئے معلوم ہوتے ہیں) جیسی خوب صورت چیزوں کو دیکھنے میں لگ جائیں اور اللہ تعالی کی قدرت کو یاد کریں۔اور ان سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو لوگوں سے جا کر ملاقاتیں کریں اور انھیں مسجد میں آنے کی اور دین کی دعوت دیں۔یہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور ہمارے آقا و مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کام کو لے کر بھیجا گیا تھا۔یہ وقفہ ان شاء اللہ آپ کو دوبارہ ایک نئی تازگی کے ساتھ خوشی خوشی اپنے سبق کی طرف لوٹنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

۱۳۔ ہفتے میں ایک دن کوئی خصوصی تفریحی پروگرام بنایا کریں، تاکہ کچھ ذہنی راحت حاصل ہو سکے، البتہ اس میں اپنے اوپر زیادہ بوجھ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۴۔نقشے میں کچھ زائد وقت (extra time) بھی نکال لیں، تاکہ وہ وقت طالب علم پر اچانک آجانے والے حالات یا کسی مشکل مقام پر زیادہ بحث کرنے میں لگ جانے والے وقت

کے عوض میں آ جائے۔اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر اگلے معمول کو اس کا وقت شروع ہونے سے 15-10 منٹ پہلے لکھ لیا جائے۔اور اگر صرف آرام کے معمول میں اس طرح کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

۱۵۔نقشہ تیار کرتے وقت نماز کے اوقات کا ضرور خیال رکھیں، کہ اس کا مرتبہ دنیا کی تمام تعلیمات سے بڑھ کر ہے۔

نظام الاوقات کے مطابق چلنے میں پیش آنے والی رکاوٹیں

ا۔ اکثر اوقات آپ کے دوست اور رشتے دار ہی نظام الاوقات کے مطابق چلنے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں، لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ ایسی جگہ میں اپنا سبق یاد کریں، جہاں یہ لوگ نہ آ سکیں اور نہ ہی آپ سے آپ کی پڑھائی کے اوقات میں رابطہ کر سکیں۔ اپنے نظام الاوقات سے متعلق بڑے حساس رہیں اور اپنے کسی بھی وقت کو ضائع نہ ہونے دیں۔ ان شاءاللہ آپ کو کوئی سمجھ دار شخص بھی اس بات پر بُرا بھلا نہیں کہے گا۔ ظاہر سی بات ہے کہ طالب علم کا بنیادی ہدف (main target) سبق پڑھنا اور پڑھائی میں کام یاب ہونا ہے، وہ اسے چھوڑ کر بھلا دوسرے کاموں میں کیسے مشغول ہوسکتا ہے؟ اور اگر مہمانوں یا رشتے داروں سے ملنا بہت ہی ضروری ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ جائیں، پھر نہایت ادب کے ساتھ ان سے پڑھائی جاری رکھنے کی اور اپنے معمول کو پورا کر لینے کی اجازت لے لیں۔

۲۔ موجودہ دور کے جدید آلات، مثلاً: ٹی۔وی، انٹرنیٹ، فیس بک وغیرہ بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ آپ ان چیزوں سے جتنا بچ سکتے ہیں بچیں۔

۳۔ بے جا کاموں میں اور فضول باتوں میں لگ جانا یا لوگوں سے بہت زیادہ گُھل مل کر رہنا بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

۴۔ کبھی کبھار آپ بعض مضامین کو پسند نہیں کرتے، جس کی وجہ سے آپ کے لیے ان کو ان کا مقرر کردہ وقت دینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ اس سے متعلق اپنے کسی استاد یا بڑے سے مشورہ کریں جو آپ کے دل میں اس مضمون کا شوق پیدا کر دیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے، تو خود ہی اس مضمون سے متعلق ایسی چیزیں تلاش کریں جن سے آپ کا اس کی طرف میلان بڑھ جائے۔ بسا اوقات طالبِ علم کو کوئی مضمون اس کے پڑھانے والے استاد کی وجہ سے پسند نہیں ہوتا۔ کبھی تو اسے وہ استاد ہی سرے سے پسند نہیں ہوتا اور کبھی اسے ان کا انداز اچھا نہیں لگتا۔ اس کا حل بھی یہی ہے کہ اس سے متعلق کسی سمجھ دار اور باادب شخص سے مشورہ کیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ استاد کے ساتھ اس کے تعلق کو بہتر کرنے میں مدد کر سکے۔

۵۔آپ کا بعض مضامین کو مشکل سمجھنا اور ان میں پہلے بھی کبھی فیل ہو جانا بھی ایک رکاوٹ بنتا ہے۔یہ بات اچھی طرح جان لیں کہ ایسے کئی کام یاب لوگ ہیں، جو اپنی ناکامی ہی کے ذریعے کام یابی کی اعلیٰ چوٹیوں پر پہنچے ہیں، لہٰذا آپ ہرگز کسی بھی مضمون سے نہ گھبرائیے۔

2. خوب غور سے پڑھنا

- خوب غور سے پڑھنا کسے کہتے ہیں؟
- آپ غور سے پڑھنے والے کیسے بنیں؟
- مضمون کی اہم باتوں کا تعیّن کیسے ممکن ہے؟
- مطالعے کی رفتار کو کیسے جانیں؟
- مطالعے کی رفتار کتنی ہونی چاہیئے؟
- مطالعے کی رفتار کیسے بڑھائی جائے؟
- تیز پڑھنے والے اور آہستہ پڑھنے والے کے
- درمیان کیا فرق ہے؟
- یہ کیسے معلوم ہو کہ آپ کے پڑھنے کی رفتار بڑھ رہی ہے؟



خوب غور سے پڑھنا کسے کہتے ہیں؟

سبق یاد کرنے کا اہم ترین اصول یہ ہے کہ اسے غور سے پڑھا جائے۔ غور سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ مضمون کے ہر ہر جُز کو سمجھا بھی جائے اور اسے حل بھی کیا جائے اور جہاں کہیں بات کو سمجھنے کے لیے رکنا پڑے یا اسے دہرانا پڑے، تو ایسا بھی کیا جائے۔ اس طرح پڑھنے سے معلومات کی پہلی شکل ذہن میں نقش ہو جاتی ہے، پھر دہرا کر اسے مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

غور سے پڑھنے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ کتاب پر صرف سرسری نظر نہ ڈالی جائے، بل کہ اسے خوب توجہ (concentration) اور یکسوئی سے پڑھا جائے، خصوصاً سبق کے لیے تو اس کا اہتمام بہت ہی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اسباق کی نوعیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی موضوعات کا انداز مختلف ہوتا ہے اور کبھی کسی مضمون کو ذہن میں بٹھانے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً ریاضی کے مضمون کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے قاعدہ و قانون کو خوب گہرائی سے سمجھا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ مشقیں حل کی جائیں، جب کہ جغرافیہ جیسے مضمون کے لیے ضروری ہے کہ اس کے لیے مختلف خاکے اور نقشے تیار کیے جائیں۔ اسی طرح ہر مضمون کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نوعیت کو سمجھیں اور اس سے متعلق مختلف ماہرین سے مشورہ کریں اور ان کی باتوں پر عمل کریں۔

خوب غور سے پڑھنے کا طریقۂ کار

امریکہ میں کیے گئے جدید تجربات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ہر طالبِ علم جلد از جلد وقت میں اپنی پڑھنے کی صلاحیت کو 50% تک بہتر بنا سکتا ہے۔اسی کے متعلق انھوں کے کچھ طریقے بھی بیان کیے ہیں۔

دراصل طلبہ میں یہ کمزوری ہوتی ہے کہ وہ کتاب کی بات کو صحیح طرح سمجھ نہیں پاتے یا اس کے سمجھنے میں بہت زیادہ وقت لگا دیتے ہیں اور یہ خصوصاً اس وقت ہوتا ہے جب ان کا کسی کتاب کی طرف رجحان نہ ہو یا بہت کم ہو یا وہ کتاب نہایت ہی غیر دلچسپ ہو، پھر تو اس کا مطالعہ ہی ایک مصیبت بن جاتا ہے اور طالبِ علم اکتاہٹ اور غائب دماغی کا شکار ہونے لگتا ہے۔اس کمزوری کے ساتھ طالبِ علم کا کام یاب ہونا انتہائی مشکل ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ طالبِ علم اپنے غور سے پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرے اور کتاب چاہے کتنی ہی غیر دل چسپ کیوں نہ ہو، اسے جلد از جلد پڑھ بھی سکے اور سمجھ بھی جائے۔اس بات کو حاصل کرنے کے لیے تعلیمی میدان کے ماہرین نے چند اصول بیان کیے ہیں، جنھیں سامنے رکھ کر اگر کسی کتاب کو پڑھا جائے تو ان شاء اللہ کافی بہتری لائی جاسکتی ہے۔

غور سے پڑھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کا طریقہ:

غور سے سبق پڑھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لیے ان باتوں پر عمل کریں:

ا۔ موضوع کے مختلف پہلوؤں سے جلدی واقف ہو جائیں۔

غور سے پڑھنے سے پہلے ایک مرتبہ جلدی سے پورے موضوع پر سرسری نظر ڈال دیں، تمام اہم عنوانات (main headings) اور ذیلی عنوانات (sub-headings) پڑھ لیں اور ان سب کی ابتدائی باتیں جان لیں، اسی طرح کوئی تصویر یا ڈایاگرام موجود ہو تو اسے بھی دیکھ لیں اور اس پر کچھ لکھا ہو تو وہ بھی پڑھ لیں۔

اس طرح موضوع کو جلدی سمجھنے میں بھی مدد ملے گی اور جب آپ اسے تفصیلی طور پر اور غور سے پڑھنا شروع کریں گے تو بہت آسانی بھی ہوگی۔یہ عمل جلدی یاد کرنے، یکسوئی پیدا کرنے اور غائب دماغی (absent-mindedness) پر غالب آنے میں بھی آپ کی مدد کرے گا۔

۲۔ پڑھنے کا ہدف (target) متعین کرلیں۔

ہمیشہ پڑھتے وقت اپنا کوئی ہدف ضرور رکھیں۔اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ خود سے یہ سوال کریں کہ کاتب نے اس پوری جگہ میں کیا بات بتانے کی کوشش کی ہے؟ اور جس جز کو آپ پڑھ رہے ہیں، اس کے عنوان کو سوال میں بدل دیں، پھر پڑھتے وقت اس کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر میں آپ سے کتاب کے اِس جز میں غور سے پڑھنے کی صلاحیت کو نکھارنے پر بات کر رہا ہوں، تو آپ اس عنوان کو سوال میں بدل دیں کہ "کوئی شخص اپنے غور سے پڑھنے کی صلاحیت میں کیسے اضافہ کرسکتا ہے؟"، پھر پڑھتے وقت تدریجاً اس سوال کے جواب تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

۳۔ غور سے پڑھیں۔

جب آپ اس موضوع کے مرکزی خیال کو جان لیں اور پڑھنے کے ہدف کو بھی متعین کرلیں تو اَب اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ پڑھیں اور ذہن میں موجود اس سوال کو حل کرنے کی اور اپنے ہدف تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

۴۔ غور سے پڑھنے کے لیے ان خاص ذرائع کو استعمال کیجیے۔

غور سے پڑھنے میں مدد کرنے والے اہم ترین ذرائع کل چھ ہیں:

i. خلاصہ لکھیں۔

مقررہ کتاب میں آنے والی اہم باتوں کو خلاصے کی شکل میں چھوٹے کارڈز (cards) پر یا اس کے لیے مخصوص کردہ کاپیوں وغیرہ میں لکھ لیں۔۔۔

لکھنے کی اتنی اہمیت کیوں؟

مختلف سائنسی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انگلیوں کے پوروں کا انسان کے دماغ کے ساتھ اور خصوصاً حافظے کے ساتھ بہت ہی گہرا تعلق ہے۔اسی وجہ سے کئی مرتبہ یہ بات خود بھی دیکھنا نصیب ہوئی اور بہت سوں سے یہ سنا بھی کہ ''اپنا لکھا ہوا یاد رہتا ہے، چاہے اسے دس سال بعد ہی کیوں نہ اٹھا کر دیکھا جائے!''، لہذا آپ خود اس انمول نسخے کو اپنائیں اور اسباق لکھنے کی عادت ڈالیں۔سب سے بہتر تو یہ ہے کہ پہلے سبق کو یاد کرلیں اور سمجھ لیں، پھر اپنے ذہن سے لکھیں، ورنہ کم از کم اگر کہیں سے دیکھ کر لکھیں گے پھر اسے یاد کریں گے، تب بھی ان شاء اللہ فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

خلاصہ لکھنے کے سب سے اہم فوائد یہ ہیں

-موضوع اور کتاب پر غور کرنے میں مدد ملتی ہے۔

-امتحانات سے قبل سبق کی اہم باتوں کو دہرانے میں آسانی بھی ہو جاتی ہے۔

ii. ہائی لائیٹر استعمال کریں۔

اب تو ہائی لائیٹر کئی رنگوں میں دستیاب ہے۔آپ مختلف رنگوں کے ہائی لائیٹر استعمال کر سکتے ہیں۔اس کے ذریعے سے اہم معلومات کو الگ کریں۔مثال کے طور پر تعریفات یا وہ اہم نکات جن پر آپ نے اپنے استاد کو زیادہ توجہ دیتا ہوا پایا ہو۔ایسے بھی بہت سے طلبہ ہیں جنھوں نے اس طریقے کو آزمایا اور پڑھائی میں بہت بہتری محسوس کی۔آپ ابھی اس طریقے کو کیوں نہیں آزماتے؟

iii. کناروں پر لکھیں۔

جو بھی کتاب آپ پڑھ رہے ہوں، اپنے آپ کو اس کے کناروں پر لکھنے کا عادی بنالیں۔یہ لکھنا یا تو کسی بات کا خلاصہ ہوگا یا ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات ہوں گے یا کوئی تبصرہ (comment) جو عبارت میں مذکور بات کے حق میں ہوگا یا اس کی مخالفت میں، یا کوئی اور چیز ہوگی۔یاد رکھیں کہ سب سے زیادہ یکسوئی اور توجہ اسی طرح لکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔

کتاب پڑھتے وقت ہمیں یہ خیال کرنا چاہیے کہ لکھنے والا کوئی لیکچرار (lecturer) اور کوئی استاد ہے، جو کتاب کے صفحات کے ذریعے ہم سے گفتگو کر رہا ہے۔جس طرح ہم کسی لیکچرار سے بات چیت کر سکتے ہیں، ان سے سوالات پوچھ سکتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی رائے پیش کر سکتے ہیں، اسی طرح ہم کتاب سے بھی گفتگو کر سکتے ہیں اور اپنے ذہن میں آنے والی باتوں کو اس پر لکھ سکتے ہیں۔

جب لکھنے والا ہم سے لکھنے کے ذریعے سے رابطہ کر رہا ہے تو ہمارا جواب بھی لکھنے کے ذریعے ہی ہونا چاہیے۔اگر کتاب کے پڑھنے سے ہمارے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو تو ہم اسے کتاب کے کنارے پر لکھ سکتے ہیں۔اگر ہم کسی بات سے اتفاق نہیں کرتے ہوں تو اپنی رائے کو بھی حاشیے اور اطراف میں لکھ سکتے ہیں اور اگر ہمیں کسی بات کے پڑھنے سے اپنا کوئی ذاتی تجربہ یاد آجائے تو ہم حاشیے میں اس سے متعلق بھی کوئی بات لکھ سکتے ہیں، تاکہ ہمیں اپنا وہ تجربہ اس بات کی مناسبت سے یاد آجایا کرے، اور اسی طرح اور بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

iv. اہم باتوں پر لکیر لگائیں۔

بعض لوگ ہائی لائیٹر (Highlighter) استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تو وہ اہم باتوں پر لکیر لگا لیا کریں، البتہ طلبہ کی ایک عام غلطی سے ہوشیار رہیے گا۔ کبھی تو وہ بہت ساری چیزوں پر لکیر لگا دیتے ہیں اور کبھی اہم باتوں کو چھوڑ کر غیر اہم باتوں پر لکیر لگا دیتے ہیں۔[۱]

اگر کوئی پڑھنے والا اکثر عبارت پر لکیریں کھینچ لے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پڑھتے وقت اس کا کوئی ہدف (goal) نہیں تھا۔ اسی وجہ سے وہ بنیادی اور ضروری باتوں میں اور جزوی و غیر اہم باتوں میں فرق نہیں کر پایا۔ اسی طرح زیادہ لکیریں کھینچنا سبق دہرانے کے وقت بھی فائدہ مند نہیں ہوتا۔ لکیر کھینچنے کی عمدہ مقدار پیراگراف (paragraph) کا 20%-10% حصہ ہے۔

جو طلبہ غیر ضروری باتوں پر بھی لکیر لگا دیتے ہیں، وہ سبق دہراتے وقت پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً امتحانات کے دنوں میں تو یہ بات بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے، وقت بھی کم ہوتا ہے اور دہرانا بھی خوب پڑتا ہے۔ اگر اس وقت بھی اہم باتوں کی پہچان نہ ہو سکے تو پھر طالبِ علم کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑ جاتی ہے۔

ایک اور بات بتانا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں۔ اپنی متعین کردہ اہم باتوں پر 100% اعتماد نہ کر بیٹھیے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی جگہ جسے آپ اہم نہ سمجھ رہے ہوں بہت ہی اہم ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ممتحن کسی غیر اہم مقام سے ہی سوال بنا کر دے دے۔

v. دائرہ بنائیں۔

ہائی لائیٹر استعمال کرنے اور لکیر کھینچنے کے علاوہ کسی عنوان یا اصطلاح و تعریف کو اس کے گرد دائرہ بنا کر بھی دوسری چیزوں سے ممتاز کیا جا سکتا ہے۔[۲]

vi. خود سوالات بنائیں۔

جب آپ نصاب کی کتاب پڑھ رہے ہوں تو ایسے فرضی سوالات بنائیں جن کے آنے کی آپ کو امید ہو اور انھیں الگ کسی کاغذ میں یا کتاب کے کنارے پر لکھ لیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مطلوبہ سوالات بنائیں اور پھر ان سوالات کا آپس میں تبادلہ کریں۔

۱۔ نوٹ: عبارت کے اوپر لکیر لگانا (abovelining) پرانے بزرگوں سے منقول ہے، اور نیچے لکیر لگانا (underlining) مغربی ممالک سے ہم تک پہنچا ہے۔ دونوں ہی طریقے درست ہیں۔

۲۔ ان چیزوں میں خوب اختیار اور وسعت ہے۔ حسبِ ذوق تخلیقیت (creativity) کا مظاہرہ بھی کر سکتے ہیں۔

متوقع سوالات کا بنانا سبق پر غور کرنے میں اور کتاب کے سمجھنے میں آپ کی بھرپور مدد کرے گا۔اس کے علاوہ استاد کے سوالات بنانے کا طرز بھی معلوم ہونا چاہیے، تاکہ تیاری کا انداز متعین ہو سکے۔اس کے جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے آپ سے کیے گئے سوالات پر غور کریں یا گزشتہ امتحانات کے سوالیہ پرچوں کو دیکھ لیں اور اگر کوئی امتحانی بورڈ ہو، تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے کہ گزشتہ پرچوں کے سوالات کو دیکھ لیا جائے، البتہ اس پر مکمل اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔بعض امتحانی بورڈ اپنے سوالات بھی بدلتے رہتے ہیں اور پرچے کے انداز کو بھی یکساں نہیں رکھتے۔

استاد کا اپنا سبق پڑھاتے وقت اس طرح کی باتیں کہنا بھی اہم امتحانی مقامات کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے؛ مثلاً:

”یہ بہت اہم نکتہ ہے“۔

”یہ بات تو ہمیشہ امتحانات میں آتی ہے“۔

”اس سوال میں تو اکثر طلبہ غلطی کرتے ہیں“۔

”میری عادت ہے کہ میں یہ سوال تقریباً سارے امتحانات میں ہی دیتا ہوں“۔

آپ کئی مرتبہ اپنے استاد سے اس طرح کے جملے سنتے ہوں گے، لہٰذا آپ سبق دہراتے وقت ان باتوں کے سوالات بنا لیں اور ان پر خوب توجہ دیں اور اپنے آپ سے یہ سوالات کیجیے اور نمونے کے طور پر ان کا مکمل جواب دیجیے۔اس کا ایک اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ آپ کو مضمون زیادہ بہتر طریقہ سے سمجھ آنے لگے گا اور اچھی طرح یاد بھی ہو جائے گا۔

۵۔اپنا جائزہ لیں: پڑھنے کے بعد آپ کو کیا نئی معلومات حاصل ہوئی ہیں؟

پڑھنے کے بعد کتاب بند کر کے آپ خود سے یہ سوال ضرور کریں کہ ابھی آپ کو کیا نئی معلومات حاصل ہوئی ہیں اور کیا یہ معلومات کسی موجودہ سوال یا آپ کے اپنے بنائے گئے فرضی سوالات کا جواب بننے کے لیے کافی ہیں؟ اس طرح آپ اپنی پڑھنے کی صلاحیت کو بھی بخوبی جانچ سکیں گے اور اسے باقاعدہ نمبرات بھی دے سکیں گے۔ اور اگر آپ کسی جگہ بقدرِ ضرورت معلومات حاصل نہیں کر سکے ہوں تو میری رائے یہی ہے کہ اُس جگہ کو دوبارہ ابتدا سے پڑھ لیں، پھر جو معلومات حاصل ہوں، انھیں ایک بار پھر زبانی دہرائیں اور انھیں لکھ بھی لیں۔اس طرح وہ معلومات آپ کے ذہن میں پختہ ہو جائیں گی۔

٦۔اپنی پڑھنے کی رفتار کو بہتر کیجیے مگر غور سے پڑھنے کو متاثر نہ ہونے دیں۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض طلبہ پڑھنے میں بہت سست رفتار ہوتے ہیں۔انھیں اپنی اس کمزوری

کا سب سے زیادہ نقصان بڑے درجات اور یونیورسٹی لیول (University Level) میں پہنچ کر ہوتا ہے، کیوں کہ وہاں تو بعض مرتبہ طالبِ علم کو ہر ہفتے کئی سو صفحات پڑھنے پڑتے ہیں۔

پڑھنے میں سست رفتاری کا خاتمہ کیسے ہو؟

اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے ان باتوں پر عمل کریں:

i. پڑھنے کے لیے پُرسکون جگہ کا انتخاب کریں۔ شور وشغب میں بات کو صحیح سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور ایک ہی بات کو کئی کئی مرتبہ پڑھنا پڑ جاتا ہے، جس سے کافی وقت برباد ہو جاتا ہے۔

ii. مناسب وقت میں پڑھیں، جس وقت ذہنی نشاط محسوس کر رہے ہوں۔ اگر آپ تھکاوٹ کی حالت میں پڑھیں گے تو رفتار بھی کم ہوگی اور بات بھی صحیح سمجھ نہیں پائیں گے۔

iii. ہدف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے پڑھنے کے انداز میں تنوع (diversification) پیدا کریں۔ پوری کتاب ایک ہی طریقے سے اور ایک ہی رفتار میں نہ پڑھیں۔

iv. مضمون کی طبیعت (nature) کے اعتبار سے اپنے پڑھنے کی رفتار کو بدلیں۔ ایک ہی کتاب میں بعض صفحات غور وفکر اور اطمینانِ قلب چاہتے ہیں اور بعض کو جلدی سے گزارا جا سکتا ہے۔ بل کہ ایک پیراگراف (paragraph) کے بعض جملے اور ایک جملے کے بعض الفاظ بھی دوسروں کی بنسبت زیادہ اہم ہوتے ہیں۔

v. خاموشی سے پڑھیں۔ خاموشی سے پڑھنے سے بات بھی صحیح سمجھ میں آتی ہے اور رفتار بھی زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس زور سے پڑھنے سے تھکاوٹ بھی زیادہ ہو جاتی ہے، قریب بیٹھے لوگ بھی تنگ ہوتے ہیں اور رفتار بھی کم ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھار تو زور سے پڑھنے سے سمجھ بھی کم آتا ہے، البتہ اگر کسی چیز کو زبانی یاد کرنا ہو یا ذہن منتشر ہو رہا ہو، تو پھر زور سے پڑھ لینا ہی بہتر ہے۔

vi. اپنی نگاہ سطر (line) میں آگے کی طرف رکھیں۔ پڑھی ہوئی چیز کی طرف اسے نہ لوٹائیں۔ اگر بار بار پیچھے آئیں گے تو بہت وقت صرف ہو جائے گا۔ ہاں اگر کسی بات کو ذہن نشین کرنا ہو یا اس کی تصدیق کرنی ہو تو نگاہیں پیچھے لوٹا سکتے ہیں۔

vii. ہر لفظ پر زیادہ دیر نہ ٹھہریں۔

viii. اپنی آنکھوں میں بہت سارے الفاظ جمع کر لیں، آدھی لکیر یا اگر ہو سکے تو پوری لکیر جمع کر لیں۔ حرف بحرف اور لفظ بلفظ نہ پڑھیں، ورنہ نہ رفتار تیز ہو پائے گی اور نہ معنی کا تسلسل باقی

رہے گا۔

ix۔ جو پڑھ رہے ہیں اسی پر غور کریں اور کتاب میں گم ہوجائیں اور باقی چیزیں بھول جائیں، اس لیے کہ عقل ایک وقت میں دو بے جوڑ چیزوں پر کامل توجہ نہیں دے سکتی، یا تو پڑھنا ہوگا یا دن کے خواب دیکھنا اور اِدھر اُدھر کے خیالات ہوں گے۔

x۔ جب اکتاہٹ (boredom) محسوس ہو تو پڑھنا چھوڑ دیں۔ اس وقت پڑھنے سے بات بھی صحیح سمجھ میں نہیں آتی اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے، البتہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ پڑھنے کے 10-5 منٹ بعد ہی اکتاہٹ ظاہر کرنے لگ جائیں۔ یہاں میری مراد وہ اکتاہٹ ہے جو مسلسل ایک دو گھنٹے پڑھنے کے بعد محسوس ہونے لگے۔

xi۔ اپنے آپ کو کبھی کبھار وقت کے دباؤ (time pressure) کے تحت پڑھنے کا عادی بنائیں، مثلاً آپ یہ طے کرلیں کہ آدھے گھنٹے میں دس صفحے پڑھنے ہیں، پھر مزید آگے بڑھیں اور یہ طے کریں کہ آدھے گھنٹے میں گیارہ صفحے پڑھنے ہیں، پھر بارہ صفحے۔ اسی طرح اضافہ کرتے جائیے۔ یہ عمل پڑھنے کی رفتار بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

xii۔ کتاب سے آشنائی پیدا کریں اور کاتب کے انداز کو پہچانیں۔ اس سے آپ کو کتاب بھی زیادہ سمجھ میں آئے گی، اس کے پڑھنے کا انداز بھی معلوم ہوگا اور با آسانی بہت کچھ پڑھ بھی سکیں گے۔

xiii۔ صرف اہم باتیں پڑھیں:

آپ نے جو پڑھنا ہے اس میں چناؤ کرلیں۔ پڑھنے سے آپ کا ہدف (target) چاہے جو بھی ہو، لیکن یہ اعتقاد نہ رکھیں کہ کتاب کا ہر لفظ دوسرے لفظ کے ساتھ اہمیت میں برابر کا شریک ہے اور یہ کہ کتاب کا ہر ہر جملہ دوسرے کے برابر اہم ہے۔ آپ اہم باتوں کو معلوم کریں اور ان پر دوسری چیزوں سے زیادہ توجہ دیں۔ اس چناؤ کرلینے سے بہت سا وقت بچ جاتا ہے، لہٰذا ہر چیز کو پڑھنے کے بجائے، صرف اہم اہم باتیں پڑھیں اور ہر چیز کو دہرانے کے بجائے صرف اہم اہم جگہوں کو دہرائیں۔

مضمون کی اہم باتوں کا تعین کریں

مضمون کی اہم باتوں کا تعین کس طرح کیا جائے؟

ا۔مضمون پر ایک سرسری نگاہ ڈالیں۔اس میں موجود مواد(content) یا مقصودِ موضوع (central idea) کا تیزی سے ایک نظر جائزہ لے لیں(A quick review)۔اس کی مرکزی اور ذیلی سرخیوں(main and sub-headings) پر مطلع ہو جائیں، اطراف سے چند لکیریں اور بعض پیرا گراف بھی دیکھ لیں۔اگر خلاصہ(summary) موجود ہو تو اسے بھی پڑھ لیں۔اس طرح تفصیل میں جانے سے پہلے ہی آپ کو بات کا ایک عمومی اندازہ ہو جائے گا۔

۲۔ سوالات بنالیں۔مثال کے طور پر آپ اپنے آپ سے یوں کہیں کہ اس جگہ اور موضوع (topic) کو پڑھتے ہوئے مجھے ان ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے ہیں۔اس طرح آپ ایک پُر ہدف طریقہ سے مطالعہ کر سکیں گے اور ساتھ اہم باتوں کو بھی جلدی جان لیں گے۔

۳۔ مضمون کو پڑھتے وقت اس بات کا دھیان رکھیں کہ اس کی اہم باتوں کو اچھی طرح جاننا ہے اور ان کا صحیح طور پر احاطہ کرنا ہے۔

۴۔ اہم باتوں،قواعد اور تعریفات وغیرہ پر لکیر لگا لیں اور کتاب کے کنارے پر اپنی آرا اور تبصرے(comments) لکھ لیں۔جہاں نمبرات ڈالنے ہوں وہاں نمبرات ڈال لیں اور کسی جگہ پر آپ کے کوئی ملاحظات (remarks) ہوں تو وہ بھی لکھ لیں۔اس طرح آپ مقصودہ مضمون کی اہم باتوں کا تعیّن کر چکے ہوں گے۔

۵۔ جو معانی اور باتیں آپ کو کتاب میں سمجھ نہ آئیں،انھیں استاد سے پوچھ لیں۔یاد رکھیں کہ ہر چیز معلوم ہونے کا دکھاوا کرنے سے کبھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا،بل کہ ایسا کرنا صرف اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے،لہٰذا عاجزی کے ساتھ اپنے استادِ محترم کے پاس جائیں اور ان سے ان باتوں کو سمجھیں۔

مطالعے کی رفتار کو جاننا

آپ اپنے مطالعہ کی رفتار کو کس طرح جانیں؟

ا۔ کسی کتاب کا کوئی صفحہ کھولیں اور معلوم کریں کہ ایک سطر (line) میں اوسط درجے میں (in average) کتنے الفاظ ہیں۔

۲۔ اس صفحے کو پڑھنے میں لگنے والے وقت کو نوٹ کریں۔

۳۔ آپ نے کتنی سطریں پڑھ لی ہیں، انھیں گن لیں۔

۴۔ سطروں کی تعداد کو ہر سطر میں موجود اوسط (average) الفاظ سے ضرب دیں (to multiply)۔ نتیجے میں آپ کے پاس آپ کے کُل پڑھے ہوئے الفاظ آجائیں گے۔

۵۔ اس مجموعۂ الفاظ کو وقت پر تقسیم کرلیں (to divide)۔ آپ کو فی منٹ میں اپنے پڑھنے کی رفتار (reading speed) معلوم ہوجائے گی۔

مثلاً: اگر ایک سطر میں تقریباً 10 الفاظ ہیں اور سطریں کل 20 ہیں، تو کل الفاظ کی تعداد تقریباً 200 = 10x20 ہوگی۔ اور آپ کو مثلاً اگر اسے پڑھنے میں (2) منٹ لگے ہوں، تو اسے 2 سے تقسیم کرلیں 200/2=100۔ اندازاً آپ کی رفتار 100 الفاظ فی منٹ آجائے گی۔

مطالعے کی رفتار کتنی ہونی چاہیے؟

مطالعہ کی رفتار لوگوں کی مختلف ہوتی ہے اور اس کا انحصار اس پر بھی ہوتا ہے کہ آپ مطالعہ کا کون سا طریقہ اختیار کر رہے ہیں۔ یاد رکھنے کے لیے مطالعہ 100 الفاظ فی منٹ کی رفتار سے کیا جاتا ہے۔ سمجھنے کے لیے رفتارِ مطالعہ 200 سے 400 الفاظ فی منٹ ہوسکتی ہے اور اگر کسی کتاب کو محض جانچنا ہو یا اس سے لطف اندوز ہونا ہو، تو مطالعہ کی رفتار 400 سے 700 الفاظ فہ منٹ ہونی چاہیے۔ شوقین قارئین کے لیے مطالعہ کی رفتار اور بھی زیادہ ہوسکتی ہے، تاہم 250 سے 300 الفاظ فی منٹ کی رفتار اچھی سمجھی جاتی ہے۔

اب آپ کے سامنے چند اہم تجربات اور مشاہدات (observations) کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کا تعلق پڑھنے کی مشق کرنے سے ہے اور جو ان شاءاللہ آپ کے پڑھنے کی رفتار کو 615 الفاظ فی منٹ تک لے جانے میں مدد کریں گے۔

۱۔ روزانہ ایک گھنٹا مشق کے لیے مقرر کر لیں۔ اگر آپ پڑھنے سے جلدی تھک جاتے ہوں تو کوئی بات نہیں، آدھے گھنٹے سے ابتدا کیجیے، پھر ایک گھنٹے تک جائیے۔

۲۔ ہر مشق کے دورانیے (period) کے شروع میں اپنے پڑھنے کی رفتار کا دس منٹ بعد حساب لگائیں۔

۳۔ پھر مشق جاری رکھیں اور خاموشی کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

۴۔ دورانیے کے ختم ہونے سے دس منٹ پہلے سے آخر تک دوبارہ حساب لگائیں، تاکہ آپ کو اپنی حاصل کردہ برتری معلوم ہوجائے۔

۵۔ اپنے لیے ایک نقشہ تیار کر لیں، جس میں آپ ہر دورانیے کے آخر میں حاصل کردہ رفتار کو نوٹ کر لیں۔

۶۔ مشق کے دوران میں یہ ضرور دیکھیں کہ آپ جو پڑھ رہے ہیں اسے سمجھ کر اس کے مفہوم کو محفوظ بھی کر رہے ہیں یا نہیں؟ اور اس بات کا خیال رکھیں کہ اس میں آپ خود کو دھوکا نہ دیں۔

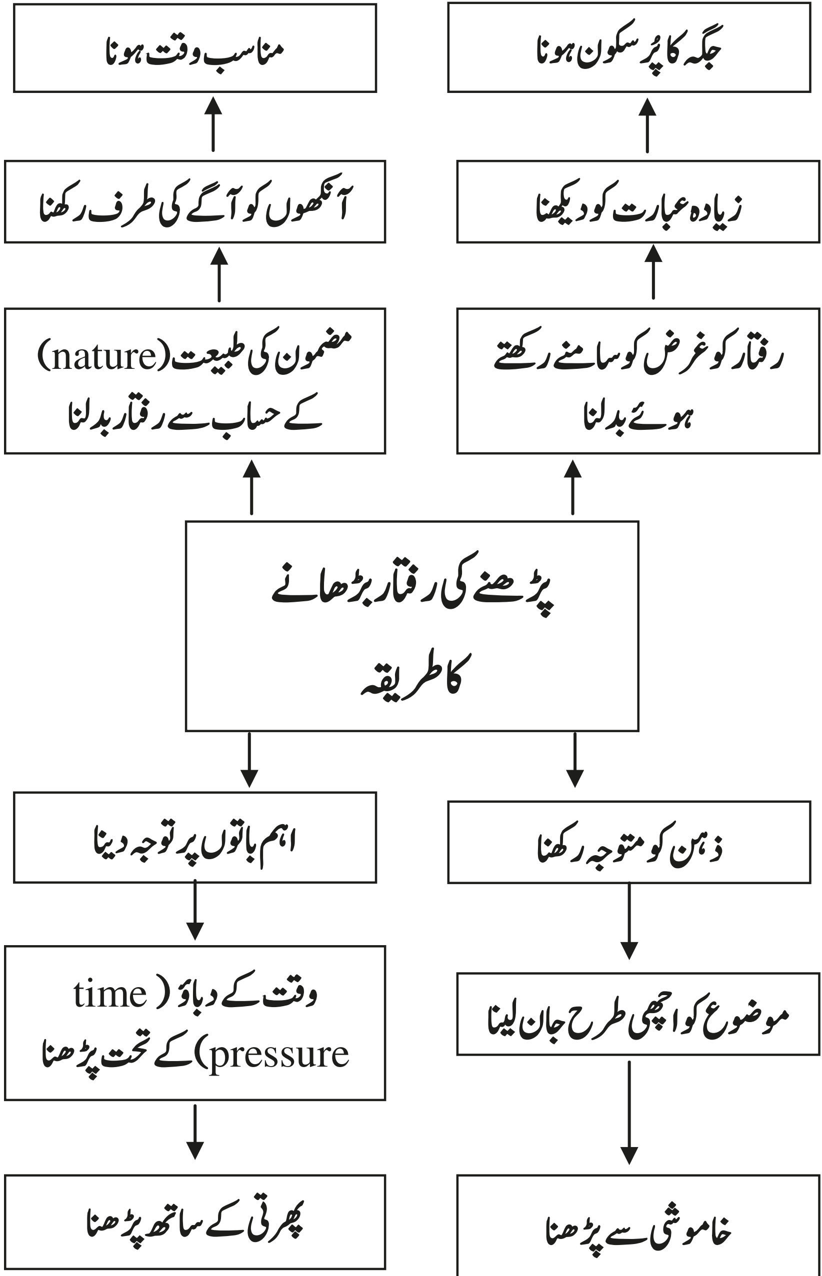
۷۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کے بعض مشقی دورانیے ایک جماعت (team) کے ساتھ ہوں۔ آپ بعض خاص اجزا کے پڑھنے پر متفق ہوجائیں، پھر آپس میں اس حصہ پر گفتگو (discussion)

کریں، تا کہ ہر ایک کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنی پڑھی ہوئی بات کو کتنا سمجھا ہے۔

۸۔ جب آپ خاموشی سے اور تیز پڑھنے کے ماہر بن جائیں گے تو آپ کے لیے ہر ہر لفظ کا پڑھنا ضروری نہیں رہے گا، بل کہ موضوع کے مقصود تک پہنچنے کے لیے بعض جملوں اور عبارتوں کا پڑھ لینا بھی کافی ہو جائے گا، البتہ یہ ملکہ حاصل کرنا بھرپور صلاحیت مانگتا ہے اور خوب محنت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کے حاصل ہونے کے بعد پڑھنے والا صرف اہم اہم مقامات اور ضروری ضروری باتوں کو جاننے کی طرف توجہ دیتا ہے اور اپنے ذہن کو ہر لکھی ہوئی بات کی طرف نہیں جانے دیتا۔

۹۔ بات واضح کرنے والی تصاویر اور خاکوں کو دیکھنے کا اہتمام کریں۔ یہ چیزیں با آسانی درس یا موضوع کے مقصود کو واضح کر دیتی ہیں۔

۱۰۔ بہتر یہ ہے کہ تیز پڑھنے والے اور آہستہ پڑھنے والے کے درمیان موجود فرق جان لیں، تا کہ آپ تیز پڑھنے کی صحیح مشق کر سکیں۔



خاکہ نمبر(2): پڑھنے کی رفتار بڑھانے کا طریقہ

تیز پڑھنے والے اور آہستہ کے درمیان موازنہ:

نمبر شمار	تیز پڑھنے والا	آہستہ پڑھنے والا
۱	وہ ایک نگاہ میں کم از کم دو سے تین الفاظ پڑھ سکتا ہے، اس لیے کہ وہ پڑھنے میں تیز ہوتا ہے۔	وہ ایک ایک لفظ پڑھتا ہے اور اس طرح بہت سا وقت ضائع کر دیتا ہے اور اس کی رفتار کم ہوجاتی ہے۔
۲	اس کے لیے خاموشی سے پڑھنا آسان ہوتا ہے، نہ وہ ہونٹ ہلاتا ہے اور نہ آواز کے اوتار (vocalchords)، اور یہ نہ ہلانا جلدی پڑھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔	خاموشی سے پڑھنا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے اور ہونٹوں کے ہلانے یا آواز کے اوتار (vocalchords) ہلانے کی کوشش کرتا ہے۔
۳	تیز پڑھنے والا چوں کہ بات کو جلدی پڑھ لیتا ہے، اس لیے اسے بہت آسانی سے پورا مضمون یاد ہوجاتا ہے اور اس سے معنیٰ کا تسلسل بھی فوت نہیں ہوتا۔	جس سطر کو پڑھ رہا ہوتا ہے اس سے آگے نہیں جا پاتا، بل کہ پیچھے آجاتا ہے اور بات کو دہرانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ آہستہ پڑھنے کی وجہ سے اس سے بات کا تسلسل فوت ہوجاتا ہے۔ یہ بات اسے بہت سی جگہوں میں زبردستی اور بلا وجہ کند ذہن بنا دیتی ہے۔
۴	وہ اپنی آنکھوں کی سلامتی کا بھی خیال رکھتا ہے، اگر چشموں کا استعمال کرتا ہو، تو اسے بھی سنبھالتا ہے۔	وہ نہ اپنی آنکھوں کا خیال رکھتا ہے اور نہ اسے اپنے چشمے وغیرہ کی سلامتی اور درستگی کا پتا ہوتا ہے۔

پڑھنے کے مناسب انداز کا جائزہ لینے کا طریقہ

مشق

آپ کیسے مطمئن ہوں گے کہ آپ تیز پڑھنے میں ترقی کر رہے ہیں؟

اپنا امتحان لیں، تا کہ آپ جان سکیں کہ آیا آپ تیز پڑھنے میں آگے بڑھ بھی رہے ہیں یا نہیں؟

نمبر شمار	سوال	ہاں	نہیں
۱	کیا آپ سبق پڑھنے اور اسے یاد کرنے کے لیے اپنا کوئی خاص وقت مقرر کرتے ہیں؟		
۲	کیا عام طور پر آپ سبق کو ایک مرتبہ جلدی سے پڑھ کر پھر تفصیلاً اسے دہراتے ہیں؟		
۳	کیا آپ عادتاً سبق کو مکمل بالتفصیل پڑھنے سے پہلے اس کے اہم نکات اور ضروری عنوانات اچھی طرح جان لیتے ہیں؟		
۴	کیا پڑھتے وقت جب کوئی مشکل لفظ آ جائے تو آپ اسے لغت سے یا کسی سے پوچھ کر جاننے کی کوشش کرتے ہیں؟		
	کیا آپ ہر مضمون (subject) کے اسباق (lectures) کو منظم کاپیوں میں محفوظ کرتے ہیں؟		
۶	اگر آپ کو اپنا کوئی ہوم ورک یاد آ جائے تو کیا عموماً آپ اسے ایک ہی مرتبہ میں پورا کر لیتے ہیں؟		
۷	کیا آپ ہر تھوڑی دیر بعد اپنا محاسبہ کرتے ہیں، تا کہ آپ یہ جانچ لیں کہ پڑھائی میں کتنا آگے بڑھے ہیں یا پیچھے ہو گئے ہیں؟		
۸	کیا ایک فن اور ایک مضمون کی معلومات آپ کو دوسرے فن اور مضمون میں فائدہ دیتی ہے؟		
۹	کیا آپ ہر تھوڑے عرصے میں سبق دہرا لینے کے عادی ہیں؟		

۱۰	کیا آپ کو ہر صبح اس بات کا علم ہوتا ہے کہ آپ اپنا دن کیسے گزاریں گے اور کیسے اپنے اوقات کو ترتیب دیں گے؟		
۱۱	کیا آپ کے سبق یاد کرنے کی جگہ میں کوئی ایسی بھی چیز ہے جو آپ کو سبق سے غافل کر دیتی ہے؟		
۱۲	کیا آپ امتحان کے قریب ایام میں سبق یاد کرنے کے لیے زیادہ جاگتے ہیں؟		

نمبر ایک سے لے کر دس (10-1) تک جس سوال کا جواب ''ہاں'' ہو، اس پر اپنے آپ کو ایک (1) نمبر دیں، اور نمبر گیارہ اور بارہ (12-11) میں سے جس کا جواب ہاں ہو، اس پر اپنے آپ سے ایک (1) نمبر کم کر دیں۔ اگر آپ کے نمبرات آٹھ (8) سے کم ہیں، تو آپ کو مسلسل مشق کے ذریعے اپنے سبق پڑھنے کے طریقے کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

3. مکمل یکسوئی

- یکسوئی کسے کہتے ہیں؟
- یکسوئی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں کیا ہیں؟
- یکسوئی کیسے حاصل ہو؟
- غائب دماغی کسے کہتے ہیں؟
- غائب دماغی کے کیا اسباب ہیں؟
- غائب دماغی کا علاج کیسے ممکن ہے؟



یکسوئی کسے کہتے ہیں؟

یکسوئی وہ صلاحیت ہے جس کی بنا پر انسان اپنی تمام تر توجہ کسی ایک خیال یا نقطے پر قائم کر لیتا ہے۔ جب توجہ کسی ایک نقطے پر قائم ہو جائے تو انسان نہ صرف اپنے امورِ زندگی بہتر انداز اور کم وقت میں سرانجام دینے لگتا ہے بل کہ کشف القلوب (thought reading) اور قوتِ خیال سے دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانے کے قابل بھی ہو جاتا ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہزاروں میل دور شخص کو اپنا پیغام بھیجتا اور اس کا پیغام وصول کر لیتا ہے۔ اسی یکسوئی کی بنا پر طالب علم سبق میں بھی بہت آگے نکل جاتا ہے، اسے جلدی سمجھتا بھی ہے اور اس میں سے عجیب و غریب نکات بھی نکال لاتا ہے۔

البتہ جو طالب علم پڑھتے وقت ٹی وی دیکھتا ہو یا بیداری کے خواب دیکھتا ہو یا کھیل کے بارے میں سوچتا ہو وہ یکسوئی میں کمزور شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی خرابی ہے اور افسوس ہے کہ آج کل اکثر طلبہ اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

اس خرابی کو ختم کرنے کا طریقہ نہایت ہی آسان ہے۔ آپ اپنی دونوں آنکھوں سے اور دونوں کانوں سے صرف اسی چیز پر توجہ دیں جسے آپ پڑھ رہے ہیں یا دہرا رہے ہیں۔ اور دل ہی دل میں یہ بات دہراتے رہیں کہ میں سبق پڑھ رہا ہوں، میں سبق دہرا رہا ہوں اور کچھ نہیں کر رہا۔ اگر خدانخواستہ کہیں ذہن بھٹک بھی جائے تو فوراً خیال آتے ہی اسے سبق کی طرف متوجہ کر دیں۔

خرابی یہ پیش آیا کرتی ہے کہ عام طور پر پڑھتے وقت اور یاد کرتے وقت طالب علم اپنی پسندیدہ چیزوں میں یا اپنے پسندیدہ خیالات میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی نگاہیں سبق سے پھیر کر اسی کی طرف موڑ لیتا ہے یا اپنا ذہن اسی چیز میں لگا دیتا ہے۔ یہی چیز یکسوئی کے لیے زہرِ قاتل شمار ہوتی ہے۔

یاد رکھیں کہ سبق کو یکسوئی سے پڑھنا بہت ہی مفید ہوتا ہے، اس لیے کہ یکسوئی سے پڑھنے کی صورت میں آپ سبق کی اہم باتوں کو بھی معلوم کر سکتے ہیں اور پورے سبق کو مکمل طور پر سمجھ بھی سکتے ہیں۔ طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ کام یابی کو اپنا حلیف بنانا چاہتا ہے تو وہ یکسوئی کو حاصل کرے۔

یکسوئی کی اہمیت

شاید یکسوئی کی جتنی ضرورت علم کے راستے میں پڑتی ہے، اور کسی راستے میں نہیں پڑتی، اس کے بغیر سبق سننا، سمجھنا، یاد کرنا، مطالعہ، حفظ، کچھ بھی ممکن نہیں۔ یکسوئی سے محروم شخص کا جسم تو کتابوں اور سبق کے درمیان موجود ہوتا ہے، مگر اس کا دل ودماغ ہمیشہ کہیں اور ہی ہوتا ہے اور ایسے شخص کی علم سے محرومی کا اندازہ آپ کو قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوسکتا ہے:

«اَلْعِلْمُ شَيْءٌ لَّا يُعْطِيْكَ بَعْضَهُ حَتّٰى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ، وَ أَنْتَ إِذَا أَعْطَيْتَهُ كُلَّكَ مِنْ إِعْطَائِهِ الْبَعْضَ عَلٰى غَرَرٍ»

ترجمہ: ''علم انتہائی بخیل ہے، جب تک اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے حوالے نہیں کریں گے، یہ اپنا تھوڑا سا حصہ بھی آپ کو دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا اور جب آپ اپنے آپ کو مکمل طور پر اس کے حوالے کر دیں گے، تو شاید یہ اپنا کچھ حصہ آپ کو دے دیگا۔''

تو جو طالب علم کثیر الاختلاط ہو، اس کے دوستوں یاروں کی فہرست ختم ہونے کا نام نہ لیتی ہو، پڑھائی کے علاوہ اس کی کئی دیگر مصروفیات ہوں، آیا وہ راہِ علم کا کام یاب مسافر کیسے بن سکتا ہے؟ اور اپنے دامن میں علم سمیٹنے میں کیسے کام یاب ہوسکتا ہے؟ یہ محض ایک خیال ہے، بل کہ ایک جنون ہو، جسے وہ اپنے اوپر سوار کیے ہوئے ہے اور عن قریب اس کی یہ آرزو اسے لے ڈوبے گی اور اس کی کشتی ہرگز علم کے سمندر کو پار نہیں کر پائے گی۔ اللہ پاک ہم سب کو مکمل یکسوئی اور آداب کے ساتھ علم جیسی مقدس چیز کے حصول کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

یکسوئی حاصل کرنے کا طریقۂ کار

یاد رکھیں کہ انسانی دماغ کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس میں یکسوئی کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے خاص ہو، لہٰذا ایسا بھی نہیں ہے کہ جس طرح ہر ایک کا دماغ مختلف ہوتا ہے ویسے ہی ہر ایک کی قوتِ ارتکاز اور یکسوئی کی صلاحیت بھی فطری طور پر مختلف ہو، بل کہ یہ تو ایک کسبی (acquired) چیز ہے جس کا تعلق کوشش اور مشق سے ہے۔

آپ کا کسی موضوع کے لیے یکسو اور بیدار رہنا بنیادی طور پر آپ کی اس موضوع سے محبت اور لگاؤ پر موقوف ہے۔ جتنا آپ کو اس موضوع سے لگاؤ ہوگا اتنی ہی آپ کی اس کے لیے بیداری زیادہ ہوگی۔ مثال کے طور پر: فٹ بال میچ کے وقت اس کے شائقین (fans) پر کیا حالت طاری ہوتی ہے، ان میں آپ بہت اعلیٰ درجے کی یکسوئی اور بیداری دیکھیں گے جو کہ ان کی دونوں بھوؤں کے درمیان اور چہرے پر آئی ہوئی جھریوں سے اور ٹھوڑی کے نیچے لٹک جانے سے اور ان کی اطراف کی چیزوں سے بے خبری دیکھ کر معلوم ہو جاتی ہے، اسی طرح آپ کسی دکاندار کا جائزہ لیں، اسے یہ معلوم ہوگا کہ اس کی دکان میں کون سا سامان کتنا ہے اور کہاں کہاں رکھا ہے۔ وہ فوراً اسے لا کر آپ کے سامنے پیش بھی کر دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کی دماغی صلاحیت بہت عمدہ ہے، ذہین بھی بہت ہے اور اگر آپ اسی دکاندار کو چند سطریں یاد کرنے کے لیے دے دیں، تو وہ دشواری محسوس کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس میں یکسوئی کی صلاحیت بھی موجود ہے، البتہ اس کا استعمال کسی اور جگہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا آپ آج کے بعد نہ خود کو اور نہ اپنے دماغ کو اس بات پر ملامت کریئے گا کہ وہ یکسوئی پر قادر نہیں، بل کہ بہتر تو یہ ہے کہ آپ یہ جاننے کی کوشش کریں کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی بنا پر آپ غائب دماغ (absent-minded) اور غیر ضروری خیالات کے بارے میں سوچنے میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جن کی وجہ سے آپ کسی چیز پر مکمل توجہ دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ اور اس بات کا بھی یقین کر لیں کہ آپ کے لیے اپنے اندر یکسوئی کی صلاحیت کو پیدا کرنا بالکل ممکن ہے۔ یہ کوئی فطری چیز نہیں ہے جس سے خود کو عاجز قرار دے دیا جائے، بل کہ یہ تو ایک کسبی چیز ہے اور اس کا تعلق محنت اور کوشش سے ہے، لہٰذا بغیر گھبرائے اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش میں لگ جایئے۔

یکسوئی کی راہ میں چند بڑی رکاوٹیں:

- دوستیاں اور تعلقات
- کثرتِ اختلاط
- موبائل
- انٹرنیٹ
- فضول گوئی کی عادت
- بے جا شوق
- سستی، کاہلی، زیادہ سونے کی عادت
- ہر بات کے پیچھے پڑنا، ہر بات کا جواب دینے کی کوشش کرنا
- بعض روحانی بیماریاں، مثلاً: بدنظری (غیر محرم، بے ریش کو دیکھنا)، غرور، تکبر، بغض عناد وغیرہ بھی ذہنی انتشار کا باعث بنتی ہیں اور یکسوئی سے انسان کو محروم کر دیتی ہیں۔
- تقوی کی کمی، نماز، تلاوت، ذکر اللہ کا اہتمام نہ کرنا۔(ان چیزوں کو کبھی معمولی سمجھ کر فراموش نہیں کرنا چاہیے، یہ چیزیں انسان کے دل کو پاک صاف کرتی ہیں، ذہنی سکون فراہم کرتی ہیں اور طالبِ علم کے اندر یکسوئی سے کسی کام کو سرانجام دینے کی صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔)

اور یکسوئی کی ضد غائب دماغی ہے۔اس کے اسباب اور علاج پر گفتگو کرنے سے پہلے مجھے یہ بیان کرنے دیں کہ غائب دماغی کسے کہتے ہیں؟ اور آیا یہ کوئی فطری صورت حال (natural conditon)ہے یا کسی مرض کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے (Due to some disease)؟

ذہنی انتشار اور غائب دماغی

ذہنی انتشار اور غائب دماغی اُن مشکلات و مسائل میں سے ہے جن کا بہت سے طلبہ کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ کہتے ہیں: سوچ وفکر کا بنیادی موضوع سے ہٹ کر غیر ضروری اور غیر سنجیدہ باتوں کی طرف چلے جانے کو۔ مشکل یہ پیش آیا کرتی ہے کہ وہ باتیں کسی نہ کسی وجہ سے ہماری سوچ پر قابو پا لیتی ہیں، ہمارے دماغ پر اپنا قبضہ جما لیتی ہیں اور ہمیں اپنے مقصودی موضوع کے بارے میں سوچنے سے عاجز کر دیتی ہیں۔

غائب دماغ کون ہوتا ہے؟

۱۔ وہ طالب علم جس کا ذہن سبق سے ہٹ کر کسی جسمانی ریاضت (physical exercise) کی طرف چلا جاتا ہے، وہ غائب دماغی کا شکار ہے۔

۲۔ اور وہ طالبہ جس کا ذہن سبق سے ہٹ کر گھریلو کاموں میں، مثلاً کھانا پکانے وغیرہ میں لگ جاتا ہے، وہ بھی غائب دماغی کی حالت میں جی رہی ہے۔

۳۔ علم نفسیات (Phsycology) میں جسے ”بیداری کے خواب دیکھنا“ (day dreaming) کہتے ہیں، وہ بھی غائب دماغی کی ایک صورت ہے۔

اگر ہم روزانہ کی زندگی میں کوئی فکر طلب کام کر رہے ہوں اور ہمارا ذہن اس کام کے دوران میں اس سے ہٹ کر کسی گھریلو یا جذباتی (emotional) یا معاشی یا کسی اور مشکل کے بارے میں سوچنے لگ جائے یا ہم مستقبل کے بارے میں اور کام یابی و ناکامی یا کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے یا اس جیسے خیالات کے بارے میں سوچنے میں لگ جائیں تو یہ ساری باتیں ہمیں غائب دماغ بنا دیتی ہیں۔ ہمیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ سوچنا تو اچھی بات ہے، البتہ ہر چیز کا ایک وقت بھی ہے اور حدود بھی۔

اہم ہدایت

میرے عزیز! غائب دماغی پر بات کرنے سے پہلے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ چند باتیں ذہن نشین کر لیں:

پہلی بات: غائب دماغی صرف آپ کا ہی نہیں، بل کہ آپ جیسے کئی اور طلبہ کا بھی مسئلہ

ہے۔ یہ ہرگز نہ سوچیں کہ صرف آپ ہی اس کا شکار ہوتے ہیں، بل کہ آپ جیسی عمر میں ہر طالب علم اور ہر طالبہ کو یہ کیفیت پیش آتی ہے، البتہ فرق اتنا ہے کہ بعض کو زیادہ پیش آتی ہے اور بعض کو کم۔

دوسری بات: غائب دماغی کن لمحات میں زیادہ ہوتی ہے؟ جب بھی کسی شخص کی مشکلات زیادہ ہوں اور اس کی بے چینی بڑھ جائے یا جب اس کی ذمے داریاں اور مشاغل (activities) بڑھ جائیں یا جب اس کے بلند عزائم (ambitions) زیادہ ہوں تو وہ شخص کثرت سے غائب دماغی کا شکار ہونے لگتا ہے۔

غائب دماغ کون نہیں ہوتا؟

جو اِس کا شکار نہیں ہوتا وہ ان دو شخصوں میں سے ایک ہے:

- یا تو وہ کوئی ایسا شخص ہے جو نکمّا بیٹھا ہے، نہ اس کا کوئی بلند عزم وارادہ ہے، نہ ہی اس کے اوپر کوئی ذمے داری ہے اور نہ ہی اس کا کوئی کام ومشغلہ ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے کوئی پریشانی ہی نہیں ہے۔
- یا تو وہ کوئی ایسا شخص ہے جو صاحبِ بصیرت (vision) بھی ہے، سمجھ دار بھی ہے، سلیقہ مند بھی ہے، سوچنے کے معاملے میں بھی اچھا ہے اور اپنے کام کو اطمینان کے ساتھ، منظم انداز سے اور خوب اچھی طرح کرنا بھی جانتا ہے، یہ نہیں کہ اس کے بعض کام بعض کے ساتھ خلط ملط ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ارادے کا بھی پختہ ہے، پہلے ایک کام پر توجہ دیتا ہے، پھر اس سے فارغ ہو کر دوسرے کام کی طرف جاتا ہے۔

پہلا شخص بڑا ہی نکھٹو ہے اور دوسرا بہت ہی قابل تعریف۔ ہم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہم دوسرے شخص جیسی خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ کی ذات پر امید رکھتے ہوئے کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ عن قریب ان خوبیوں کے حامل بن جائیں گے۔

تیسری بات: غائب دماغی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا علاج کرنا اور اس سے جان چھڑانا بہت آسان ہے۔ ہر طالبِ علم کو چاہیے کہ اس سے متعلق چند ہدایات پر عمل کرلے۔ ان شاء اللہ امید ہے کہ اس کہ اس سے خلاصی ہو جائے گی۔ ان ہدایات کا ذکر عن قریب آجائے گا۔

غائب دماغی کے اسباب

غائب دماغی کی وجوہات یہ ہیں:

۱۔سبق پڑھنے اور دہرانے کا کوئی واضح ہدف متعین نہ کرنا طالب علم کو غائب دماغ بنا دیتا ہے۔

۲۔شور اور خارجی اثرات والی جگہ میں بھی سبق دہرانے سے یکسوئی باقی نہیں رہتی اور غائب دماغی غالب آجاتی ہے۔

۳۔طالب علم کا کسی مضمون وفن کو ناپسند کرنا اسے اس کے دہراتے وقت یکسوئی سے روک دیتا ہے اور غائب دماغی کا شکار کر دیتا ہے۔

۴۔بیداری کے خواب دیکھنا اور بہت زیادہ سوچنا بھی اس کا ایک بڑا سبب ہے۔

۵۔اسی طرح محنت اور بھرپور توجہ کے ساتھ سبق نہ دہرانا بھی غائب دماغی کا ایک بڑا سبب ہے۔

۶۔کئی مرتبہ خاموشی سے پڑھنا بھی غائب دماغی کا سبب بن جاتا ہے۔

۷۔طالب علم کا متأثر کر دینے والی معاشرتی (social) پریشانیوں کا شکار ہونا بھی غائب دماغی کا ایک سبب ہے۔

۸۔سرسری سبق دہرانا اور سنجیدگی نہ اپنانا بھی غائب دماغی کو موقع فراہم کرتا ہے۔

۹۔غائب دماغی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصانات کا احساس نہ ہونا، اس کے بہت سے نقصانات ہیں، جیسے: دہراتے ہوئے سبق سے حاصل ہونے والے فائدے کا محدود ہونا اور وقت کا ضائع ہونا، جب ان نقصانات کا احساس ہوگا، تو خود ہی توجہ دینا ممکن ہو جائے گا۔

۱۰۔سبق دہرانے میں صرف مطالعہ کرنے اور موضوع کو پڑھ لینے پر اکتفا کرنا اور اس کے ساتھ کسی اور مفید عمل (activity) کا نہ کرنا، جیسے کوئی خاکہ (diagram) بنا لینا یا کوئی نقشہ بنا لینا، یا پڑھے ہوئے سبق کا خلاصہ لکھ لینا۔

۱۱۔وقت کو کوئی منظم ترتیب نہ دینا یا سبق دہرانے کے لیے کوئی مناسب نقشہ تیار نہ کرنا یا اس نقشے پر سنجیدگی سے عمل پیرا نہ ہونا۔

۱۲۔طالب علم کا کتاب دہراتے وقت بے پروائی اختیار کرنا بھی اس کی طرف متوجہ رہنے

سے مانع بن جاتا ہے۔

۱۳۔ جسمانی اور ذہنی امراض طالب علم کو سبق یاد کرتے وقت غیر متوجہ اور غائب دماغ بنا دیتے ہیں۔

۱۴۔ کسی فن اور خاص مضمون کی نسبت ذہنی گرہ (complex) کا شکار ہونا۔

۱۵۔ جذباتی (emotional) کیفیات اور گھریلو پریشانیوں کا ہونا۔

غائب دماغی کا علاج

ان باتوں پر عمل کر کے غائب دماغی سے جان چھڑانا ممکن ہے:

۱۔ اگر آپ کسی مضمون کو ناپسند کرتے ہیں، تو آپ کو اپنے اس منفی رویے (negative attitude) کو مثبت رویے (positive attitude) میں بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس مضمون کے پسند کرنے کا اور اس سے نفرت نہ کرنے کا قائل کریں۔ جب آپ خود کو اس بات کا قائل کرلیں گے تو ان شاء اللہ جلد ہی اسے خوب توجہ کے ساتھ پڑھنے بھی لگیں گے اور جتنا آپ اسے دہرائیں گے، اتنا ہی درجہ بدرجہ آپ کا اس کی طرف شوق بڑھتا چلا جائے گا۔ یقین کریں کہ آپ کا یہ منفی رویہ اس مضمون سے مزید نفرت پیدا کرے گا، لہذا اپنے منفی رویے (negative attitude) کو مثبت رویے (positive attitude) میں بدلنے کی بھرپور کوشش کریں۔

۲۔ اپنے لیے واضح اور قابل حصول اہداف متعین کریں۔ ان اہداف کا پورا کرنا کامیابی کی طرف پہلا قدم ہے، اس لیے کہ انھیں پورا کرنا پڑھتے وقت یکسوئی اور توجہ پیدا کرنے میں مدد کرے گا۔

۳۔ ایک پُرسکون جگہ کا انتخاب کریں۔ مہمان خانے (Drawing room)، ٹی۔ وی والے کمرے (T.V Lounge) اور اس جیسی جگہوں سے دُور رہیں۔

۴۔ اپنی پڑھائی اور سبق دہرانے کو اس طرح منظم کریں کہ ہر کام کو اس کے مقرر کردہ وقت میں پورا کرسکیں۔

۵۔ اس بات کا انتظار نہ کریں کہ جب پڑھنے کی طرف شوق اور میلان ہوگا، اسی وقت پڑھیں گے۔ یاد رکھیں کہ یہ ایک شیطانی وسوسے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ انسان کی کیفیات میں تو اتار چڑھاؤ ہوتا ہی رہتا ہے۔ اگر ہم ان کیفیات کے پابند ہوگئے تو شاید دنیا کا کوئی کام نہیں کر پائیں گے۔ کوئی ملازم، اس کا جی چاہے یا نہ چاہے، اپنے وقت پر ہی کام پر پہنچتا ہے۔ اس کے سامنے دنیاوی مفاد ہوتا ہے اور وہ اسے اپنی کیفیات پر مقدم رکھتا ہے۔ ہمیں بھی علم کا ایک ملازم بن جانا چاہیے۔ یاد رکھیں، دنیا میں علم حاصل کرنے سے لذیذ کوئی کام نہیں ہے، لیکن اس کا

چسکا بڑی آسانی سے ہر ایک کو نہیں لگتا۔ ان لوگوں سے ان کا حال پوچھیں، جنھیں اس کا چسکا لگ چکا ہے۔ جب بھی کی آپ کو یہ وسوسہ آئے تو اس حکمت بھرے قول کو ضرور یاد رکھیں: "آج کا کام کل پہ مت چھوڑو" اور ایک انگریزی ضرب المثل ہے:

"Procrastination is the thief of time"

یعنی: "ملتوی کرنا اور مؤخر کرنا وقت کی چوری ہے"۔

۶۔ محنت اور پھرتی کے ساتھ سبق دہرائیں۔ بغیر سمجھے اور بغیر موضوع کے اہم نکات کو نوٹ کیے بس سرسری سا پڑھ لینا، سبق پر غور کرنے میں مدد نہیں کرے گا۔

۷۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے، تو اسے اس وقت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنے استاد یا کسی سمجھ دار ساتھی سے بغیر شرمائے سمجھ لیں اور اس وقت کوئی دوسرا حصہ یا موضوع پڑھ لیں۔ یاد رکھیں، غلطی نہ سمجھنے میں نہیں، بل کہ اس پر خاموش رہنے میں ہے۔

۸۔ بیداری کے خواب نہ دیکھیں اور اپنے سبق پر توجہ دیں۔

۹۔ جب تھکان محسوس کریں تو سبق چھوڑ دیں اور کچھ مناسب آرام کر لینے کے بعد پھر پڑھائی مکمل کر لیں۔

۱۰۔ جب آپ یوں محسوس کریں کہ آپ کا دھیان کہیں اور جا رہا ہے تو زور زور سے سبق دہرائیں، اس لیے کہ آہستہ آواز سے یا خاموشی سے سبق دہرانا غائب دماغی پیدا کرنے کا بڑا سبب ہے۔[1]

۱۱۔ تھوڑی دیر چل لینا بھی غائب دماغی سے مقابلہ کرنے کا اور خیالی دنیا میں جانے سے بچنے کا اہم ذریعہ شمار ہوتا ہے۔

۱۲۔ موضوعات (topics) کا خلاصہ لکھنا، نقشوں اور خاکوں کا بنانا اور کسی کو سنانا بھی غائب دماغی سے بچاتا ہے۔

۱۳۔ اپنے متعین کردہ اہداف کو پورا کرنے پر اصرار کرنا بھی آپ کو پڑھتے وقت یکسوئی پیدا کرنے میں مدد کرے گا۔

[1] یہ اعتراض پیدا ہو سکتا ہے کہ پیچھے تو خاموشی سے پڑھنے کا کہا تھا، اب زور سے پڑھنے کا کہہ رہے ہیں؟
جواب یہ ہے کہ رفتار تو خاموشی سے پڑھنے میں ہی پیدا ہوتی ہے، لیکن اگر کسی آدمی پر غائب دماغی کی کیفیت طاری ہو تو اس کے لیے بوجہ عارض یہ طریقہ بہتر ہے۔

۱۴۔آپ کو غائب دماغی کے نقصانات کا احساس ہونا بھی یکسوئی کے ساتھ پڑھنے کی طرف ابھارے گا۔

۱۵۔یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ گھریلو پریشانیوں کا علاج والدین اور بڑوں کے ذمے ہے۔ بچوں پر اس کا اثر نہیں ہونا چاہیے اور اتنا گہرا اثر تو ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ سبق میں غائب دماغی اور ذہنی انتشار کا سبب بن جائے۔

4. سبق کو خوب غور سے سننا

- سمجھنے کی پہلی سیڑھی کیا ہے؟
- خوب غور سے سننے کے لیے کون سے دس (10) اصول ہیں؟
- سبق میں موجود اہم اور مرکزی باتوں کی کیا نشانیاں ہیں؟



سمجھنے کی پہلی سیڑھی

غور سے سننا سمجھنے کی پہلی سیڑھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک مہارت ہے اور بہت بڑی اور عمدہ خوبی ہے۔ اگر کسی طالب علم کو یہ حاصل ہو جائے تو وہ سارا کا سارا دن استاد کی بات کو غور سے سنتے ہوئے گزار سکتا ہے اور اس میں اس خوبی کا ہونا اس کے لیے تمام کہی ہوئی باتوں کی اعلیٰ درجے کی سمجھ اور اس کے احاطے کی ضامن بن جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پھر سبق دہراتے وقت اسے کوئی بھی مسئلہ پیش آئے، تو استاد سے سنا سبق اس کے حل کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

میں اس مقام پر ہر طالب علم کو یہ بات بتانا پسند کروں گا کہ جو وہ درس گاہ میں استاد کے درس کے دوران میں سیکھتا ہے اور جو وہ گھر میں سبق دہراتے وقت سمجھنے کی کوشش کرتا ہے، اس میں زمین آسمان کا فرق ہے، بل کہ بعض مرتبہ تو طالب علم کم سبق دہرانے کے باوجود اپنی درس گاہ میں استاد سے سیکھے ہوئے سبق کی وجہ سے امتحان میں کام یاب ہو جاتا ہے اور کبھی اوروں سے آگے بھی اسی بنا پر نکل جاتا ہے کہ اس نے درس گاہ میں وہ سبق سیکھا تھا اور اس کے ذہن میں بیٹھ گیا تھا اور ان سب کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے اندر غور سے سننے کی صلاحیت پیدا کر لی ہوتی ہے۔

غور سے نہ سن پانے کی ایک بڑی وجہ

غور سے نہ سننے کی ایک وجہ یہ ہے کہ سوچنے کی رفتار بولنے کی رفتار سے بہت زیادہ ہے۔ وہ اوسطاً (in average)125 الفاظ فی منٹ شمار کی گئی ہے جو کہ بولنے کی رفتار سے بہت ہی زیادہ ہے! یہ زائد رفتار غیر ارادی طور پر بعض خیالات کو دل میں داخل ہونے اور کہی جانے والی بات پر طالب علم کی توجہ میں تشویش پیدا کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ مطالعہ کرتے وقت پیدا ہونے والی بے توجہی کی وجہ بھی اسے بتایا جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اگر طالب علم کو یا کسی بھی شخص کو کہی جانے والی یا پڑھی جانے والی بات قبول نہ ہو تو اس کی اس حالت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے!!

انسان کے عالم سے جڑنے کے بارے میں ایک اہم تحقیق

تحقیقات (research) سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ایک عام آدمی بیداری کی

حالت میں اپنا %70 وقت اطراف کے عالم کے ساتھ جڑنے میں گزار دیتا ہے۔ یہ وقت اس طرح تقسیم ہوتا ہے:

%9 لکھنے میں گزرتا ہے	%16 پڑھنے میں
%30 بولنے میں	%45 سننے میں

اس خاکے سے معلوم ہوا کہ انسان کا سب سے زیادہ وقت سننے میں گزرتا ہے، لیکن سننے کی اتنی اہمیت کے باوجود اس سے عام طور پر جس طرح فائدہ اٹھانا چاہیے، اس طرح نہیں اٹھایا جاتا اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ عام آدمی کی غور سے سننے کی صلاحیت جتنی ہونی چاہیے، اس کی %25 ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اس کا اپنی اس صلاحیت کو بڑھانے کی کوشش نہ کرنا ہے۔

غور سے سننے کی صلاحیت بڑھانے کا ایک انمول طریقہ

کسی پُرسکون جگہ میں بیٹھ کر اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اطراف کی آوازوں کو عَلَیحِدہ عَلَیحِدہ طور پر سننے کی کوشش کریں اور ان پر دھیان دیں اور یہ جانیں کہ کس کس چیز کی آواز آرہی ہے اور ہر ایک کی آواز کیسی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہ عمل کسی قدرتی فضا میں جا کر آزمائیں، مثلاً پارک یا سمندر کے کنارہ وغیرہ میں یا جہاں بھی آپ کے لیے آسان ہو۔ صرف 3-2 منٹ اسے کرنا ہوگا، مگر کچھ دن تک اسے ضرور کریں اور جب بھی آپ اپنی غور سے سننے کی صلاحیت میں کمی محسوس کرنے لگیں تو دوبارہ اس عمل کو دہرالیں۔

سننے سے متعلق بری عادتیں

ایک تحقیقی ادارے اسپیری کارپوریشن (Sperry Corporation) نے سننے سے متعلق ان چند بری عادتوں کو جمع کیا ہے:

۱۔ سبق کی بات سے زیادہ استاد کے انداز پر توجہ دی جاتی ہے۔

۲۔ ذہن کو اتنا موقع دیا جاتا ہے کہ بیداری کے خوابوں (day dreams) میں چلا جائے۔

۳۔ توجہ میں رکاوٹ ڈالنے والی چیزوں کو آنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

۴۔ مقررہ مضمون (subject) پسند نہیں ہوتا۔

استاد کے سبق سے فائدہ اٹھانے میں رکاوٹیں

بعض طلبہ درس گاہ میں بیٹھ کر استاد کے سبق سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔ اس کی چند بڑی

وجوہات یہ ہیں:

۱۔طلبہ میں سبق کوغور سے سننے کا شوق ہی نہیں ہوتا۔

۲۔ مدرسہ یا اسکول جانے سے پہلے نئے سبق کی تیاری نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۳۔استاد کے سبق میں سے اہم اور غیر اہم چیزوں میں فرق نہیں کر پاتے۔

۴۔استاد کے سبق کے اہم نکات لکھنے میں مہارت نہیں ہوتی ہے۔

سبق کو خوب غور سے سننے کے 10 اصول

عزیز طالب علم! استاد کے سبق کو اچھے اور مفید انداز سے سننے کے لیے آپ کے لیے ان دس اصولوں کی رعایت کرنا ضروری ہے:

① پرانے اسباق کو پڑھیں اور دہرائیں۔

اس اصول کا مقصد طالب علم کا نئے اور پرانے سبق میں ربط (connection) پیدا کرنا ہے۔ استاد کے سبق کو تسلسل کے ساتھ سننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ پچھلے سبق کی تمام اہم باتوں کو جلدی سے پڑھ لیں۔ اس طرح مضمون (subject) بھی اچھی طرح سمجھ آئے گا اور استاد پر بھی اچھا تأثر (impression) پڑے گا، آپ ان کی باتوں کو سمجھ بھی فوراً رہے ہوں گے اور پوچھنے پر بتا بھی پاسکیں گے۔

② مقررہ کتاب میں سے نئے سبق کا پہلے سے مطالعہ کرلیں۔

یہ عمل استاد کے سبق کو سمجھنے اور اس پر توجہ دینے میں آپ کی مدد کرے گا۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ پہلے سے مطالعہ کرنے سے آپ کے دماغ میں بہت سے سوالات پیدا ہوں گے، جن کے جوابات کو آپ سبق کے دوران میں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کی بنا پر آپ خود بخود غور سے سننے لگیں گے۔

اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ آپ کے مطالعہ کا انداز درست ہو۔ مطالعہ کا لفظ طلوع سے ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ہر جگہ اپنی روشنی پھیلا دیتا ہے اور ہر پوشیدہ چیز کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی اس بات کی کوشش کریں کہ مطالعے میں ہر بات بخوبی سمجھ جائیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ ہر چیز کو کم از کم دو یا تین مرتبہ ضرور پڑھیں اور اس میں موجود مشکل الفاظ کے معنی بھی تلاش کرلیں۔

③ استاد کے سبق کو خوب اہتمام کے ساتھ سنیں۔

استاد کے سبق میں اس عزم کے ساتھ بیٹھیں کہ آپ سبق کی ہر بات کو اچھی طرح سمجھیں گے اور جو بات سمجھ نہ آئے، اسے علیحدہ سے محفوظ کرلیں گے، پھر استاد سے اسی وقت یا بعد میں اس کے متعلق پوچھ لیں گے۔

اہتمام پیدا کرنے کے بعض طریقے

الف۔ ہر گھنٹے/پیریڈ (period) کے شروع میں اپنے دماغ میں یہ پیغام (message) ڈال دیں:

"میں اس سبق میں ایک سے زیادہ سوال کروں گا"۔

یہ پیغام آپ کے اہتمام کو بڑھادے گا اور جو بھی مسئلہ آپ کو مشکل لگ رہا ہوگا، اس کے حل کی تلاش میں لگادے گا۔

ب۔ سوالات اگر زیادہ ہوجائیں تب بھی پوچھنے سے مت شرمائیں۔

ج۔ استاد کے ساتھ ان کی گفتگو میں شریک ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ استاد کی اگلی کہی جانے والی بات کا اندازہ لگالیں کہ وہ آگے کیا کہیں گے۔

د۔ موضوع کے بارے میں جو استاد بتائیں اور جو آپ کو پہلے سے معلوم ہو، اسے ربط دینے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا، آپ کی دل چسپی بھی بڑھے گی اور آپ استاد کی ہر بات کو غور سے سننے کے لیے تیار بھی رہنے لگیں گے۔

④ سبق سے ہٹ کر کسی بھی چیز کے بارے میں نہ سوچیں۔

اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے اور یہ وقت آپ کے سبق کا ہے، اس میں صرف اسی کے بارے میں سوچیں، دیگر چیزوں کے بارے میں بعد میں بھی سوچا جاسکتا ہے۔ اس وقت ان کے بارے میں سوچنا محض نقصان دہ ہے۔ اس بات کو دل میں دہراتے رہیے اور دیگر خیالات کا مقابلہ کیجیے۔

⑤ اپنے نفس کو قابو کریں اور متوجہ رہیں۔

سبق کے دوران میں بات چیت کرنا یا بیداری کے خواب دیکھنا کئی سارے منفی اثرات (negative effects) رکھتا ہے۔ کبھی کبھار تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طالب علم اس مضمون اور کتاب میں ناکام ہی ہوجاتا ہے۔ جب طالبِ علم سبق سے ہٹ کر کسی دوسری دنیا میں چلا جاتا ہے تو اس سے ساری اہم معلومات اور تشریحات (explanations) فوت ہوجاتی ہیں اور اسے پتا ہی نہیں چلتا کہ استاد نے کیا باتیں کہی ہیں۔

⑥ پورا وقت استاد کے چہرے کی طرف دیکھیں۔

استاد کے چہرے کی طرف دیکھنا غور سے سننے میں آپ کی مدد کرے گا اور ان کے چہرے

کی حرکات (face expressions) سے بھی آپ بہت ساری باتیں سمجھ جائیں گے، لہٰذا جب وہ کچھ کہہ رہے ہوں تو ان ہی کی طرف دیکھیں اور غیر ضروری کاموں میں مشغول نہ ہوں۔

⑦ استاد کے ہاتھ کی حرکات، اشارات (body language) اور ان کی آواز کے اتار چڑھاؤ پر غور کریں۔

جس طرح استاد کی کہی باتیں معنیٰ رکھتی ہیں، اسی طرح یہ چیزیں بھی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

⑧ استاد جو بورڈ پر لکھیں اس پر غور کریں۔

عام طور پر استاد سبق کی اہم باتیں ہی بورڈ پر لکھتے ہیں۔

⑨ لکھنے میں علامات (Signs) استعمال کریں۔

علامات کے استعمال سے کافی وقت بچ جایا کرتا ہے اور انھیں سبق سننے کے ساتھ باآسانی استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔

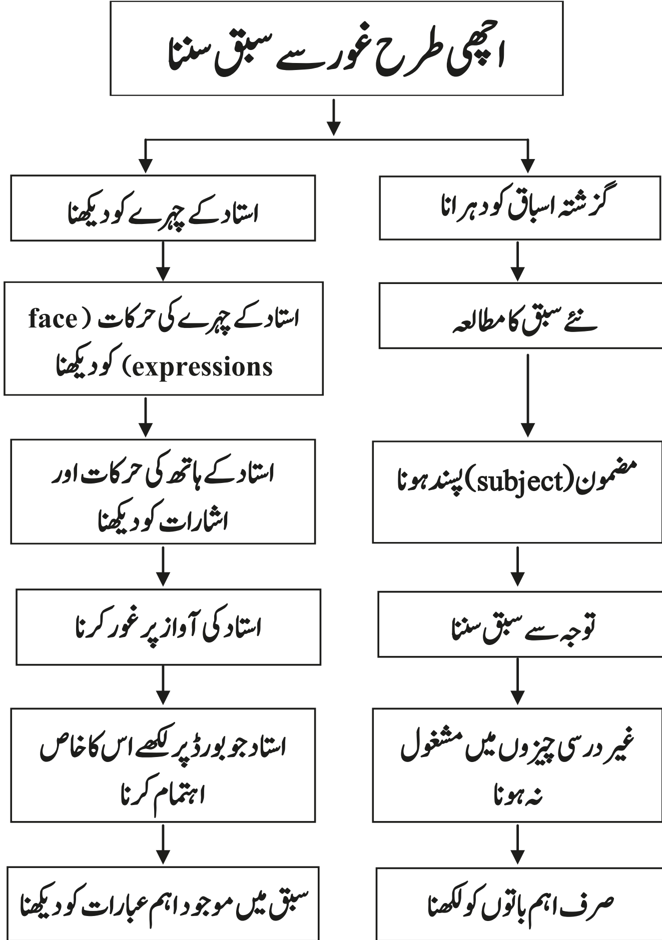
سبق میں بار بار آنے والے بعض الفاظ کے لیے علامتیں بنانا ممکن ہے، مثلاً:

جس کی علامت ہے	علامت	جس کی علامت ہے	علامت
اس پر اضافہ	+	......	......
اول، دوم پہلی بات، دوسری بات	۱، ۲	......	......
اہم نکتہ	☆، *	......	......
بات کا خلاصہ	()	اس سے بڑا	
اس سے چھوٹا		آخر تک	الخ

⑩ ان جملوں اور الفاظ پر غور کریں جن پر استاد خصوصی توجہ دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر جب استاد کہیں: **"بات کا خلاصہ یہ ہے"**، یا **"اختصار کے ساتھ"**، یا **"اس نکتے کو سمجھنا ضروری ہے"**، یا **"یہ بہت اہم بات ہے"**، یا **"میں اس کو دوبارہ نہیں دہراؤں گا"**، یا **"یہ بہت ہی اہم ہے"**، وغیرہ۔ اب وہ اپنی بہت سی کہی باتوں کا خلاصہ اور نچوڑ بتانا چاہتے ہیں۔ یا تو وہ سبق کی بنیادی بات اور اس کا مرکزی خیال (Main Idea) بیان کرنا چاہتے ہیں یا پھر کوئی

امتحانی مقام اور ضروری جگہ کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں۔ ان باتوں کو ضرور غور سے سن لیں اور اس کے علاوہ بھی سبق کی تمام اہم اہم باتوں کو جنھیں استاد صاحب بتائیں، جلد از جلد لکھنے کی کوشش کریں۔ یہ بات آپ کو استاد کے سبق پر زیادہ بہتر طریقے سے توجہ دینے، اسے مسلسل سننے اور مضمون کے جلدی سمجھنے میں مدد دے گی۔ اور ان شاء اللہ کامیابی اور برتری حاصل کرنے کا بھی سبب بنے گی۔ غالب امکان یہی ہے کہ امتحانات میں بھی استاد انھی باتوں کو سوالات بنا کر دیں۔



خاکہ نمبر (3): درس گاہ میں استاد کے سبق کو غور سے سننے کے عناصر

سبق میں موجود اہم باتوں کا تعین کیسے ہو؟

سبق میں موجود اہم باتوں کو متعین کرنے کے لیے ان مذکورہ باتوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے:

ا۔ جب استاد اپنی آواز بلند کریں یا کوئی حرکت کریں یا بورڈ پر لکھیں تو وہ اہم باتوں پر توجہ دلا رہے ہوتے ہیں۔

۲۔ جب استاد اپنی بات کی رفتار بدل دیں اور جلدی بولنے کے بجائے آہستہ بولنے لگیں یا جب "پہلی بات، دوسری بات" کہنے لگیں تو وہ اہم باتوں کی وضاحت کر رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ جب استاد اپنی کرسی یا جگہ سے کھڑے ہو جائیں اور ایک اہم نکتے کو بیان کرنے کے لیے ٹھہر جائیں یا یوں کہیں: **"یہ اہم بات ہے"** یا جب استاد طلبہ کی بھرپور توجہ طلب کریں تو یہ عمل بھی طلبہ کو ایک اہم بات بتانے کے لیے ہوتا ہے۔

۴۔ اگر استاد کوئی خاص سوال کریں اور خود ہی اس کا جواب دے دیں یا طالب علم سے دلوائیں تو وہ بھی اہم مقام کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۵۔ اگر استاد الگ سے ہی صرف کسی بات یا نکتہ کی اہمیت بیان کر دیں کہ یہ بہت اہم نکتہ ہے یا یہ مسئلہ بڑا اہم ہے تو یہ بھی اہم باتوں کی طرف نشاندہی کرنا ہوتا ہے۔

چند اہم باتیں:

چوں کہ اب آپ یہ پانچ نکات پڑھ چکے ہیں، لہذا اب آپ کے لیے ان کاموں کا کرنا ضروری ہے:

الف۔ استاد کی کہی ہوئی بات پر مکمل غور کریں۔

ب۔ اہم باتوں کو جلدی سے لکھ لیں پھر فوراً استاد کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

ج۔ استاد کی نشاندہی کردہ اہم باتوں پر لکیر کھینچ لیں۔

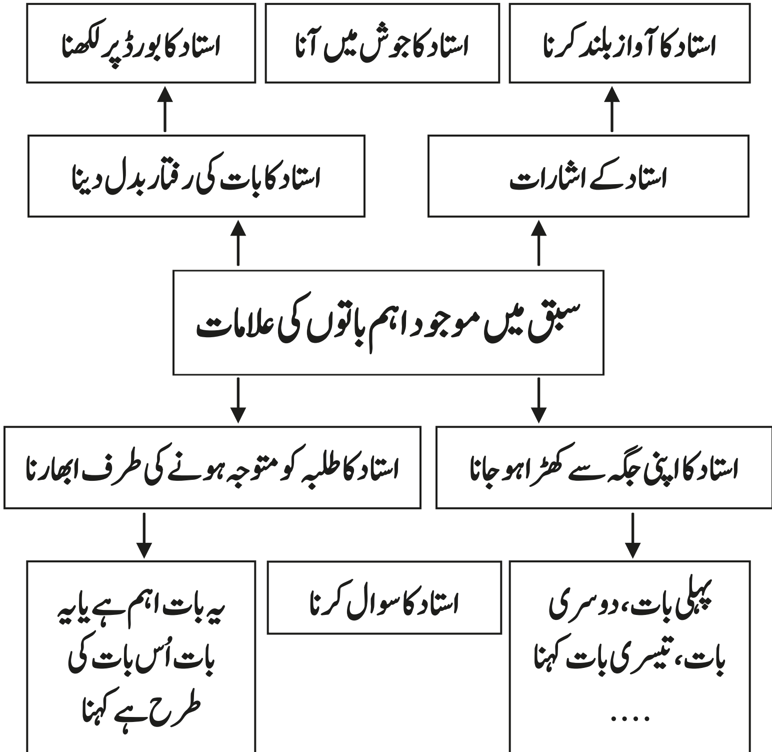
د۔ جو بات سمجھ نہ آئے اس پر نشان لگا لیں، تاکہ سبق کے دوران میں یا آخر میں استاد سے پوچھ لیں۔

اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ صرف استاد کے سبق کو غور سے سن لینے سے اور اہم باتوں کو لکھ لینے سے طالب علم کا کام ختم نہیں ہوتا، بل کہ اس پر لازم ہے کہ سبق کو

گھر لوٹ کر اسی دن دوبارہ کتاب سے پڑھ لے اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس پر نشان لگا لے، تا کہ اگلے گھنٹے (period) میں استاد سے پوچھ لے۔ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جن باتوں کی وضاحت چاہیے اور جو سوالات کرنے ہیں، انھیں واضح انداز سے لکھ لیں، تا کہ استاد سے سوال کرتے وقت تردد میں مبتلا نہ ہو اور ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

میرے عزیز

اچھی طرح غور سے سننا ایک مہارت ہے جسے آپ درس گاہ میں دورانِ سبق میں مذکورہ طریقے پر کئی مرتبہ عمل کر کے بتدریج حاصل کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اس کی مسلسل مشق کر کے ایک وقت ایسا آئے گا جب آپ بغیر کسی تھکاوٹ کے اور بغیر ان مذکورہ ہدایات پر بتکلف دھیان دیئے ایک عمدہ سننے والے بن جائیں گے۔



خاکہ نمبر (4): سبق میں موجود اہم باتوں کی علامات

5. سبق کو ذہن نشین کرنا

- سبق کو ذہن نشین کرنے کی کیا اہمیت ہے؟
- سبق کو ذہن نشین کرنے کے دس (10) اصول کون سے ہیں؟



سبق کو ذہن نشین کرنے کی اہمیت

سبق کو ذہن نشین کرنا سبق کو پختہ یاد کرنے کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے۔ بہت سے ذہین طلبہ اس وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں کہ وہ یاد کرنے کے بجائے صرف سمجھنے پر زور دیتے ہیں۔

اس کے برعکس بعض درمیانی درجہ کی ذہانت رکھنے والے طلبہ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ امتحانات میں تھوڑی سی سمجھ کے ساتھ بہت زیادہ یاد کر لینے کی بنا پر آگے بڑھ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ریاضی جیسے گنجلک مضامین میں بھی ایسا ہوتا ہے۔

عربی کی کہاوت ہے:

«اَلْجُهْدُ الْمَبْذُوْلُ تِسْعَةُ أَعْشَارِ النَّجَاحِ»

ترجمہ: ”کام یابی کے لیے دس میں سے نو حصوں کا تعلق محنت سے ہے“۔

لہٰذا آپ سبق یاد کرنے سے نہ کترائیے۔ تھوڑی محنت ضروری ہے، لیکن یاد رکھیں کہ جب آپ کو اپنی محنت کا پھل ملے گا تو آپ اپنی ساری تکالیف ایک پل میں ہی بھول جائیں گے۔

سبق کو ذہن نشین کرنے کے 10 اصول

اگر آپ ان دس (10) اصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہوں گے تو آپ کے لیے سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا آسان ہو جائے گا:

پہلا اصول: آپ جو یاد کریں اسے سنانے کا پختہ ارادہ کریں۔

یاد کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس بات کا پابند بنائیں کہ آپ جو یاد کریں گے اسے ضرور سنائیں گے۔ اس طرح آپ توجہ دینے پر اپنی صلاحیت کو بھی زیادہ ہوتا محسوس کریں گے اور یاد بھی جلدی کر لیں گے۔

لہٰذا اس بات کو اپنا شعار بنالیں اور یاد کرنے سے پہلے اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہیں:

"میں اپنے آپ کو ضرور سناؤں گا"۔

دوسرا اصول: سمجھیں، پھر یاد کریں۔

کسی بات کا اچھی طرح سمجھ لینا، چاہے وہ آیتِ قرآنی ہو یا حدیث نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا کوئی قصیدہ و نظم ہو یا کسی نثر کا کوئی حصہ یا مشہور قول یا ریاضی کا کوئی قانون (Mathematical Law) ہو اچھی طرح یاد کر لینے کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اچھا یاد کرنا اچھا سمجھنے سے ہی ممکن ہے۔ سمجھی ہوئی بات مبہم اور پوشیدہ بات سے زیادہ جلدی اور زیادہ آسانی سے یاد ہوتی ہے اور کسی بات کا سمجھنا یاد کی ہوئی چیز کو پختہ بھی کرتا ہے۔

یاد کرنے سے پہلے ان باتوں کا اہتمام کریں:

۱۔ سبق کے اہم نکات جان لیں، ان پر لکیر کھینچ لیں اور انھیں اس طرح بار بار پڑھیں کہ باقی موضوع کے ساتھ ان کا ربط بھی معلوم ہو۔

۲۔ اصول و قواعد، مساوات (equations)، نظریات (theories) اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو اچھی طرح سمجھ لیں، پھر انھیں زبانی یاد کر لیں۔

۳۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ سبق کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اور سبق کے آخر میں عام طور پر جو مشقیں (exercises) ہوتی ہیں، ان کا جواب دے سکتے ہیں۔

۴۔ سبق کے مختلف اجزا کے سوالات بنا کر ان کے صحیح جوابات تلاش کرنے کی کوشش

کریں۔ یہ کام سمجھنے میں اور یاد کرنے میں آپ کی بھرپور مدد کرے گا۔

سمجھنے میں حد سے نہ بڑھیں

یہ بات درست ہے کہ پختہ یاد کرنے کے لیے سمجھنا ضروری ہے اور سمجھی ہوئی معلومات بنسبت غیر سمجھی ہوئی معلومات کے کم بھولتی ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ بات دوبارہ کہوں گا کہ سمجھنے میں حد سے تجاوز نہ کریں! ایک سنہری اصول ہے: ”یاد کرو اور بہت کچھ زبانی یاد کرو۔ یاد کرنے کی صلاحیت آپ کی قدرتی ملکہ (talent) کو بڑھا دے گی۔ یہ بات درست ہے کہ سمجھنا ضروری ہے، لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو پہلے یاد کر لینا چاہیے، پھر تدریجاً انھیں سمجھا جاسکتا ہے“۔

عام اصول تو یہی ہے کہ یاد کرنے سے پہلے سمجھنا ضروری ہے۔ بات جتنی زیادہ سمجھ میں آتی ہے اتنا ہی اسے یاد کرنا آسان ہوتا ہے اور جتنی ہی بات پیچیدہ رہتی ہے اتنا ہی اسے یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔

میرے عزیز! اس بات کو اپنا شعار بنالیں:

”سمجھنا، پختہ یاد کرنے کا ایک اہم ترین ذریعہ ہے“۔

تیسرا اصول: عبارت کو اجزا میں تقسیم کر لیں، پھر اسے یاد کریں:

- آپ عبارت کو اجزا یا پیراگراف (paragraph) یا جملوں میں تقسیم کر کے یاد کریں اور تقسیم اس طرح کریں کہ ان میں سے ہر ایک کسی مناسب عنوان کے تحت آجائے۔
- پوری عبارت کو ایک ساتھ یاد نہ کریں، مثلاً اگر کوئی بیس اشعار والی نظم یاد کرنی ہو تو اسے چار حصوں میں تقسیم کر کے یاد کر لیں۔

آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اجزا میں تقسیم کر کے یاد کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کے سب سے اہم ترین فوائد یہ ہیں:

سبق کو اجزا میں تقسیم کر کے یاد کرنے کے فوائد:

۱۔ سبق پکا یاد ہو جاتا ہے۔

۲۔ سبق لمبے عرصہ تک ذہن میں رہتا ہے اور اس کی باتیں زندگی کے مختلف مراحل میں انسان کو یاد آتی ہیں اور باقاعدہ کام بھی آتی ہیں۔

۳۔ مکمل بات کو یک بارگی ذہن میں لانے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ آیت یا شعر یا کسی بھی عبارت کے ابتدائی لفظ کو بھول جانے کی وجہ سے مکمل بات یاد

نہ کر پانے سے بچ جاتا ہے۔

۵۔ اچھی طرح بیان کرنے اور سمجھانے میں مدد ملتی ہے۔

ہم آپ کو طویل سبق ایک ساتھ یاد کرنے سے کیوں منع کرتے ہیں؟

پورا سبق ایک ساتھ یاد کرنے کی ممانعت کیوں؟

- یاد کرنا مشکل ہوگا۔
- اکتاہٹ (boredom) محسوس کریں گے۔
- اس سبق سے استدلال کرنے اور دلیل بنانے کی صلاحیت نہیں ہوگی۔

لہٰذا! آپ اس بات کو اپنا شعار بنالیں:

"عبارت جب لمبی ہو تو اسے ایک ساتھ یاد نہ کرو"۔

چوتھا اصول: یاد کرنے کو مختلف وقفوں میں تقسیم کریں۔

ہاں، یاد کرنے کو قریب قریب کے وقفوں میں یا قریب قریب کی نشستوں (sessions) میں تقسیم کریں، مثلاً پہلا اور دوسرا جُز صبح یاد کرلیں، تیسرا اور چوتھا جُز شام کو یا اگلے دن یاد کرلیں اور اسی طرح۔۔۔

''ہم یاد کرنے کو وقفوں میں تقسیم کرنے کی کیوں ترغیب دیتے ہیں؟''

سبق یاد کرنے کو مختلف وقفوں میں تقسیم کرنے کے فوائد:

- اکتاہٹ کم ہوتی ہے۔
- خیالات منتشر نہیں ہوتے، ہر نشست میں توجہ اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔
- سبق دہرانے اور خود کا اندازہ لگانے (self-evaluation) کا موقع ملتا ہے۔
- نئے الفاظ اور معنیٰ کو پختگی ملتی ہے۔

لہٰذا اے میرے عزیز طالب علم! اس بات کو اپنا شعار بنالیں:

"جو معلومات یاد کرنا چاہتے ہیں اسے ایک ہی مرتبہ میں یاد نہ کریں"۔

پانچواں اصول: دہرائیں، پھر دہرائیں، پھر دہرائیں۔

دہرانا یاد کرنے کی بنیاد ہے۔ یہ معلومات کو دماغ میں اچھی طرح بٹھانے میں مدد بھی کرتا ہے اور اسے آسان بھی بنا دیتا ہے۔ دہراتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے:

دہراتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں:

- خاموشی سے دہرانے اور زور سے دہرانے اور خاموشی سے خود کو سنانے اور زور سے سنانے کے انداز بدلتے رہیں۔
- دہرانے کو سمجھنے کے ساتھ جوڑیں۔
- جو جگہیں مشکل معلوم ہوں انھیں زیادہ دہرائیں۔
- تمام اجزا کو دہرائیں اور کسی چیز کو نہ چھوڑیں، تاکہ ربط برقرار رہے۔

ایک فضول اور بے بنیاد مقولہ ہے: "دہرانے سے گدھے کو بھی یاد ہو جاتا ہے"۔ یہ ایک انتہائی بے کار بات ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ طالبِ علم کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اسے سبق یاد کرنے سے روکا جائے۔ یہ بات اس لیے درست نہیں کہ دہرانے کی ضرورت تو سب ہی کو ہے اور یہ کوئی عیب کی چیز بھی نہیں! عیب تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو بے انتہا ذہین سمجھا جائے اور بے جا اور جھوٹے دعوے کیے جائیں۔

آپ کے سامنے ایک بہترین مثال ریاضی کے پہاڑوں (Mathematical tables) کی ہے۔ کیا ہم میں سے کوئی بھی انھیں بغیر دہرائے بغیر یاد کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! جان لیں کہ دہرانا عقل مندوں کا شیوہ ہے۔ ہم جتنا زیادہ اپنی معلومات کو دہرائیں گے، اتنی ہی وہ پختہ ہوں گی۔

قرآن کریم ن میں بھی اس انداز کو اختیار کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ o وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ o فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ o فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ o بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ o فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o﴾ (سورۃ الرحمٰن: آیت نمبر 21-14)

ان آیات میں دیکھیے کہ تین سطروں میں ایک بات تین مرتبہ دہرائی ہے، اور وہ بات یہ ہے کہ "پس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟"

اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اہم باتوں کو تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ

أَعَادَهَا ثَلَاثاً حَتّٰی تُفْهَمَ عَنْهُ، وَ إِذَا أَتَیٰ عَلَیٰ قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثاً»

(صحیح البخاری، کتاب العلم 86-85)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے اور جب کوئی بات کرتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے، تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے، اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے"۔

لہٰذا! ہمیں اس بات کو اپنا شعار بنالینا چاہیے:

"دہراؤ! دہرانا عقل مندوں کا شیوہ ہے"۔

چھٹا اصول: اپنے آپ کو سنائیں اور اپنے یاد کیے ہوئے سبق کو درست کریں۔

جو یاد کریں اسے اپنے آپ کو سنائیں اور خود اپنے یاد کیے ہوئے کا جائزہ لیں۔ خاص طور پر روزانہ سبق دہرانے کے بعد اور سونے سے پہلے پہلے جو اصول و قواعد اور نظریات (theories) آپ نے پڑھے تھے انھیں یاد کر کے خود کو سنالیں۔ جان لیں کہ نینداور آرام ان چیزوں کو دماغ میں اچھی طرح بٹھانے میں مدد کرتی ہیں۔

سبق سُنانے کی اہمیت:

۱۔ بہت سے طلبہ کا ماننا یہ ہے کہ سبق کا پڑھنا اور اسے سمجھ لینا کافی ہے۔ یاد کرنے اور اسے سنانے کی اتنی ضرورت نہیں ہے، لیکن جب وہ طلبہ کسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں، خصوصاً امتحان کے موقع پر تو ان کے لیے سوال کے بعض اجزا کا صحیح اور کامل جواب دینا مشکل ہوجاتا ہے۔ وہ حیران ہو کر کہتے ہیں: "یہ تو مجھے پتہ ہے"! "یہ تو مجھے آتا ہے"!! لیکن جب لکھنے کی کوشش کرتے ہیں، تو نہیں لکھ پاتے، تب انھیں سبق یاد کرنے، اسے سنانے اور یاد کیے ہوئے کو دہرانے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ دل ہی دل میں کہتے ہیں کہ چاہے ہمارا کتنا بھی وقت صرف ہوجاتا، ہمیں یہ کام ضرور کرلینے چاہیے تھے۔

۲۔ سنانے سے کمزور جگہوں اور غلطیوں کا پتا چلتا ہے اور سنانا آپ کے دماغ کا آئینہ ہے۔

۳۔ سنانے سے سبق کے اہم نکات کا علم ہوتا ہے۔

۴۔ سنانا معلومات کو پختہ کرنے اور لمبے عرصے تک یاد رکھنے کا قوی ذریعہ ہے۔

۵۔ سنانا اُن طلبہ کے لیے بطور علاج کام کرتا ہے، جو غائب دماغی اور دن میں خواب دیکھنے کا شکار ہوتے ہیں۔

سبق سنانے سے متعلق ایک تجربہ:

سبق سنانے کی اہمیت کا اندازہ ان تجربات سے بھی ہوتا ہے جو اُن طلبہ پر کیے گئے جو سبق نہیں سناتے تھے۔ ان کا اپنا سبق یاد رکھنے کی اتنی مقدار سامنے آئی ہے:

- سبق دہرا لینے کے فوراً بعد طالب علم کو اپنا پڑھا ہوا سبق 55% یاد ہوتا ہے۔
- ایک دن گزر جانے کے بعد اسے اپنا پڑھا ہوا سبق 30% یاد رہتا ہے۔
- ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد اسے اپنا سبق 20% یاد رہتا ہے۔
- دو ہفتے گزرنے کے بعد اسے اپنا سبق 15% یاد رہتا ہے۔
- ایک مہینے کے بعد اسے اپنا سبق 10% یاد رہ جاتا ہے۔

جو طلبہ یاد کر کے سناتے بھی ہیں، انھیں ایک ہفتے کے بعد بھی اپنا سبق کم از کم 60% یاد رہتا ہے اور اگر کوئی ہفتہ وار دہراتا رہے تو اسے پوری بات ہی یاد ہو جاتی ہے اور امتحان تک یاد رہتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سنانا اللہ کی توفیق کے بعد معلومات کو بھول سے بچانے کا ضمانت شدہ (guaranteed) طریقہ ہے۔

سنانے کے طریقے:

زبانی سنانا: یہ سب سے آسان اور تیز طریقہ ہے۔ اس طریقے میں ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱۔ جب آپ اپنے آپ کو سنائیں تو جن جگہوں پر اطمینان نہ ہو، انھیں ایک بار کتاب میں ضرور دیکھ لیں۔

۲۔ اگر یہ زبانی سنانا سبق کی یا تکرار اور بحث و مباحثہ یا تبادلۂ خیال کی صورت میں ہو، تو بہت ہی بہتر ہے۔

لکھ کر سنانا: سبق کو لکھنے سے ان جگہوں کا بہت اچھے اور باریک طریقے سے پتا چل جاتا ہے، جنھیں آپ اچھی طرح یاد نہ کر سکے ہیں اور جنھیں مزید دیکھنے کی اور دہرانے کی ضرورت ہے۔ لکھ کر سناتے وقت ان باتوں کا لازمی طور پر خیال رکھیں:

۱۔ اہم نکات، اصول (principles)، نظریات (theories) اور قواعد کو لکھیں۔ اسی طرح سمجھانے والے خاکوں (diagrams) کے بنانے اور ان پر ضروری باتیں لکھنے کا بھی اہتمام

کرنا چاہیے، پھر یہ تصدیق (confirm) بھی کرلیں کہ جو آپ نے لکھا ہے وہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔

۲۔ اپنا خط (hand writing) اچھا کرنے کی یا کاغذ میں کفایت شعاری کا خیال رکھنے کی کوشش نہ کریں، بل کہ تیزی سے اور بڑا بڑا لکھ لیں اور لکھنے کے معاملے میں دلیر رہیں، اس پر آپ سے کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ اس طرح لکھنے سے آپ لکھنے میں بھی دلیر ہو جائیں گے اور اپنی غلطیوں کو درست کرنے کی بھی صلاحیت پیدا کرلیں گے، البتہ کوشش کریں کہ خط ایسا ہو کہ بعد میں اسے خود پڑھنا اور دوسروں کا اس سے استفادہ کرنا ممکن ہو، ورنہ اس کو لکھنے والا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول «إِنْ عِشْتَ تَنْدَمْ وَإِنْ مُتَّ تُشْتَمْ» کا مصداق بن جائے گا، جس کا مطلب ہے: ’’اگر تم زندہ رہے اور اپنی لکھائی کو دیکھنا پڑا، تو افسوس کروگے اور اگر مر گئے تو تمھارے بعد کے لوگ جو تمھارا خط پڑھنے کی کوشش کریں گے اور نہیں پڑھ پائیں گے، بُرا بھلا کہیں گے۔

۳۔ لکھنے اور سنانے کے لیے اپنے اوپر نئی کاپیاں خرید کر پیسوں کا زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ آپ اس کام کے لیے پرانی کاپیوں کے بقیہ صفحات بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

آپ سنانے میں کتنا وقت لگائیں:

اس سوال کا تعلق اس فن اور مضمون (subject) سے ہے جسے آپ دُہرا رہے ہیں، البتہ مختلف مضامین کے اعتبار سے مختلف باتیں ظاہر ہوئی ہیں، مثلاً:

۱۔ اگر سبق کے مضامین اس وقت واضح نہ ہوں اور معنی بھی پوشیدہ ہو تو آپ کو اپنے سبق دہرانے کا %95-%90 وقت سنانے میں لگانا پڑے گا۔

۲۔ اگر سبق نظریات (theories)، مساوات (equations)، اصطلاحات (terminologies)، تاریخوں (dates)، اصول (principles)، نام (names) وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو، تو پھر تو دہرانے میں بنیادی کام سنانے کا ہی ہے۔

۳۔ لیکن اگر مضامین مرتب اور منظم ہوں اور کہانی کے مشابہ ہوں، جیسا کہ تاریخ (History)، قومی تعلیم (Nation's education) اور فلسفہ (Philosophy) کے بعض حصوں میں ہوتا ہے تو ان میں سنانے کا کام کم ہوتا ہے، یہاں تک کہ دہرانے کے وقت کا %30-%20 تک بھی بن جاتا ہے۔

۴۔ علم اقتصاد (Economics) اور علم نفسیات (Phsycology) جیسے علوم میں

50% وقت سنانے کے لیے مناسب سمجھا جاتا ہے، البتہ یہ مقدار کتاب کے موضوع کو پیش کرنے کے انداز کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔

اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ جو طلبہ اپنا 80% وقت سنانے میں گزار دیتے ہیں، وہ ان لوگوں سے کئی گنا بہتر ہوتے ہیں جو اپنا وقت صرف خود پڑھ لینے میں گزارتے ہیں اور دہراتے نہیں ہیں۔

لٰہذا اس بات کو اپنا شعار بنالیں:

"یاد کرو، خود کو سناؤ اور اپنے یاد کیے ہوئے کو درست کرو"۔

ساتواں اصول: یاد کرتے وقت حواس خمسہ (five senses) میں سے ایک سے زائد حس کا استعمال کریں۔

جی ہاں، آپ کو یاد کرتے وقت حواس خمسہ (five senses) میں سے ایک سے زائد حس کا استعمال کرنا ہوگا۔ صرف بات کے پڑھ لینے اور اسے کتاب میں لکھا دیکھ لینے پر اکتفا نہ کریں، بل کہ اسے سننے کی بھی کوشش کریں۔ اگر ریکارڈنگ (recording) وغیرہ ملتی ہو تو اس سے سن لیں یا اسے خود ریکارڈ (record) کر لیں یا استاد سے یا پھر کسی دوست سے سن لیا کریں اور لکھنے کی بھی کوشش کریں۔ جو بات ذہن تک ایک سے زائد حس کے ذریعے سے پہنچتی ہے، اس کا یاد کرنا اس بات سے آسان ہوتا ہے جو ایک ہی حس سے پہنچے اور وہ یاد بھی زیادہ عرصے تک رہتی ہے۔

حواس خمسہ کے استعمال سے متعلق دو عمدہ تحقیقات:

تحقیقات (research) سے یہ معلوم ہوا ہے کہ انسان کو مہینے کے آخر میں کون سی بات کتنی یاد رہتی ہے:

13% وہ معلومات یاد رہتی ہیں جنھیں اس نے کان کے ذریعے سے حاصل کیا ہو۔

75% وہ معلومات یاد رہتی ہیں جنھیں اس نے کان اور آنکھ، دونوں کے ذریعے حاصل کیا ہو۔

95% وہ معلومات یاد رہتی ہیں جنھیں اس نے کسی گفتگو میں شریک ہو کر، مشق کر کے اور لکھ کر حاصل کیا ہو۔

ایک اور تحقیق (research) نے اس نتیجے (result) کی تاکید کی اور بتایا کہ انسان کو انداز کی وجہ سے اس کے سامنے آنے والی بات یا اس کی سیکھی ہوئی بات کتنے فی صد (percentage) یاد رہتی ہے:

- پڑھی ہوئی بات 10% یاد رہتی ہے۔

- سنی ہوئی بات 20% یاد رہتی ہے۔
- دیکھی ہوئی بات 30% یاد رہتی ہے۔
- جو ایک وقت میں دیکھا اور سنا بھی ہو، وہ 50% یاد رہتا ہے۔
- انسان کو اس کی کہی ہوئی بات 80% یاد رہتی ہے۔
- جو کام انسان ایک ہی وقت میں کہتا اور کرتا ہو، اسے وہ 90% یاد رہتی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ عملی اسباق (Practical - Based lessons) غیر عملی اسباق (Theory-based lessons) سے زیادہ ذہن میں بیٹھ جاتے ہیں۔ خاص طور پر جب طالب علم خود کسی چیز کو آزمائے (to experiment) اور اس پر خوب مشق کرے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آزماتے وقت اور تجربہ (experiment) کرتے وقت دیکھنا، سننا، چھونا اور شاید ذوق اور شوق، سب ہی چیزیں اس کے ساتھ شریک ہو جاتی ہیں۔ یہی وہ راز ہے جس کی بنا پر عملی اسباق طالب علم کو زیادہ یاد رہتے ہیں۔

لہٰذا کوشش کریں کہ یاد کرتے وقت آپ ایک سے زیادہ حسوں کو شریک کریں۔ اس کے لیے ان باتوں پر عمل کریں:

ایک سے زائد حسوں کو استعمال کرنے کا طریقہ:

۱۔ موضوع کے لیے ایک تصویری خاکہ (concept map) بنالیں۔ اس سے آپ کے دیکھنے کی حس میں وسعت پیدا ہوگی۔

۲۔ بعض صورتوں کو مختلف رنگوں سے بھر دیں، تاکہ آپ اپنی آنکھوں میں موجود رنگوں کو دیکھنے اور پہچاننے کی خاصیت کو استعمال کر سکیں۔

۳۔ اہم باتوں پر لکیر کھینچ لیں، لیکن لکیر کھینچنے میں اتنا حد سے نہ بڑھیں کہ صفحہ ہی جنگل کی مانند گنجان بن جائے۔

۴۔ کاغذ قلم کو استعمال میں لائیں اور اپنی یاد کی ہوئی بات کو لکھ لیں۔ اس طرح آپ اپنے ہاتھ کو بھی شریک کر رہے ہوں گے۔

۵۔ یاد کرتے وقت لکھنے کے ساتھ سننے کی حس کو بھی استعمال میں لائیں۔ مثال کے طور پر قرآن کی آیات یاد کرتے وقت بلند آواز سے پڑھیں، تاکہ آپ اسے خود بھی سن سکیں یا کسی آڈیو ریکارڈنگ (audio recording) کو لگا کر سن لیا کریں۔

اگر آپ پختہ یاد کرنا چاہتے ہیں تو اس بات کو اپنا شعار بنالیں
"یاد کرنے کا ذریعہ دیکھنا اور سننا ہے"۔

آٹھواں اصول: یاد کرنے میں جلدی کریں۔

مضمون کو جلدی یاد کریں اور اس کے یاد کرنے کے دورانیہ کو نہ بڑھائیں۔ ایسا نہ کریں کہ مثلاً آپ مضمون کے کچھ حصہ کو ابھی یاد کریں، پھر ایک ہفتہ بعد اس کے دوسرے حصہ کی طرف جائیں۔ اس طرح کریں گے تو آپ کے سبق کے درمیان تسلسل باقی نہیں رہے گا اور آپ یہی نہیں سمجھ پائیں گے کہ کیا بات چل رہی ہے، جس کی وجہ سے پھر سبق یاد کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اگر جلدی یاد کریں گے تو مضمون میں بھی باہم مناسبت رہے گی، سمجھیں گے بھی زیادہ اور یاد بھی آسانی سے ہوگا۔

لٰہذا سستی کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں۔ ہمت کے ساتھ پورے مضمون کو جلدی یاد کرلیں اور بھول جانے سے ہرگز نہ گھبرائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ مسلسل دہرانے اور مشقیں حل کرنے کے ذریعے آپ اس کی ساری باتوں کو یاد رکھ سکیں گے۔

یاد رکھیں کہ شیطان یہ وسوسہ ڈالتا رہتا ہے کہ یاد کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ ویسے بھی یاد تو رہے گا نہیں اور ایک دن بھول ہی جاؤ گے۔ آپ ہرگز اس کی باتوں میں نہ آئیں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یاد کی ہوئی بات پہلی مرتبہ قدرتی طور پر بھول کی ایک کھائی (pit) میں چلی جاتی ہے اور وہاں مسلسل ایک سے تین دن تک رہتی ہے۔ اس میں ہر فرد کے اعتبار سے تھوڑا سا فرق ہوتا ہے، پھر اس کے بعد ذہن میں حاضر ہو جاتی ہے اور اگر محنت کی جائے تو پختہ یاد ہو جاتی ہے۔

اس بات کا یقین کرلیں کہ لوہے کے دماغ جیسی کوئی چیز نہیں ہے، کہ جس پر بات ہمیشہ کے لیے نقش ہو جائے۔ ہم سب کو ہی بھول لاحق ہوتی ہے۔ مسئلہ عام طور پر بھول کے ساتھ برتاؤ کے طریقے میں ہوتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے ہیں اور اس بات کا بھی کافی اثر پڑتا ہے کہ آپ معلومات کو کس طرح دماغ تک پہنچاتے ہیں اور کتنے حواس کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر طریقہ درست ہوا تو یاد رکھیں کہ آپ جلدی نہیں بھولیں گے۔ اس بات کو علم نفسیات (Psychology) والوں نے بھی درست مانا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یادداشت کا حاصل تین چیزیں ہیں:

- اچھی طرح سیکھنا (learning)۔

- دہراتے رہنا (retaining)۔
- یاد رکھنا (recalling)۔

اس بات کو اپنا شعار بنالیں:

"یاد کرنے کو موخر نہ کرو"۔

نواں اصول: بھول کا مقابلہ کیجیے اور یاد کو مضبوط کیجیے۔

بھولنا کسے کہتے ہیں؟

بھولنا کہتے ہیں کسی شخص کا اپنی حاصل کردہ معلومات کو ضرورت کے وقت ذہن میں نہ لاسکنا، چاہے مکمل ہی نہ لا سکے یا جزوی طور پر۔

یاد رکھنا اس کے برعکس ہے۔ یہ ایک ذہنی عمل ہے، جس میں کوئی شخص اپنی بعض یا کل حاصل کردہ معلومات کو ضرورت کے وقت ذہن میں لا سکے۔

جب کوئی طالب علم کوئی سبق یاد کرے یا کوئی آدمی اپنے دوست کا نمبر یاد کرلے اوراس پر ایک لمبا عرصہ گزر جائے، پھر جب طالب علم اس سبق کو امتحان کے دوران میں ذہن میں لا سکے یا آدمی اپنے دوست کو فون ملاتے وقت اس کا نمبر یاد کر سکے تو یہ ہے یاد رکھنا۔

اور اگر طالب علم امتحان میں سبق کو ذہن میں نہ لا سکے یا وہ آدمی ضرورت کے وقت اپنے دوست کا نمبر نہ یاد کر سکے تو اسے بھولنا کہتے ہیں۔

یاد رکھنا اور بھولنا عقل کے بنیادی کاموں میں سے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جتنی زیادہ ہماری یاد رکھنے کی صلاحیت بڑھے گی، اتنی ہی بھول کم ہوگی، اسی طرح اس کے برعکس بھی ہے۔

بھول کی قسمیں

بھول کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ عمومی بھول (normal forgetfulness)۔ یہ وہ بھول ہے جو ہر انسان کو اس کی روزمرہ کی زندگی میں پیش آتی رہتی ہے، جیسے طالبِ علم کا اپنا کوئی سبق بھول جانا یا کسی آدمی کا اپنے دوست کو ملاقات کا وقت دے کر اسے بھول جانا۔

۲۔ مرضی بھول، یعنی وہ بھول جو بیماری کی وجہ سے پیدا ہو۔ اسے علم نفسیات میں امنیزیا

(Amnesia) کہا جاتا ہے۔ یہ اس وقت پیش آتی ہے جب انسان کسی حادثے کی وجہ سے اپنی یادداشت کھو بیٹھتا ہے، مثلاً اچانک اگر کسی کا سارا مال ختم ہو جائے یا کسی حادثے میں وہ اپنا پورا خاندان کھو بیٹھے تو اسے یہ بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ اور یہ تب بھی پیش آتی ہے جب کوئی شراب نوشی کی وجہ سے اپنے دماغ کے مرکزی اعصاب (Nerve Centers) خراب کر بیٹھے یا جب کسی کے مرکزی اعصاب (Nerve centers) پر چوٹ آجائے۔

اسی طرح ایک ہوتی ہے بڑھاپے کی بھول (Old-Age forgetfulness)۔ یہ انسان کو تب لاحق ہوتی ہے جب اس کی عمر زیادہ ہو جائے اور بڑھاپے کو پہنچ جائے۔

عام طور پر طلبہ اور طالبات کو جس بھول کی شکایت ہوتی ہے، خصوصاً امتحانات سے پہلے، وہ پہلی قسم کی بھول ہے۔

بھول کیسے لاحق ہوتی ہے؟

بھول کیسے لاحق ہوتی ہے، اسے جاننے کے لیے پہلے آپ کو یاد کو جاننا ہوگا کہ یاد کیا چیز ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں۔

یاد کی دو صورتیں ہیں

۱۔ خود بخود یاد آنا (Automatic remembering)۔ یہ خود بخود غیر ارادی طور پر ہوتا ہے، مثلاً کوئی طالب علم پڑھائی سے فارغ ہو کر اپنی عام زندگی میں مشغول ہو جائے، پھر اچانک کسی دن راستے میں اسے اپنے استاد نظر آجائیں، تو انھیں دیکھتے ہی اسے اپنی بیتی ہوئی کچھ باتیں اور کچھ خاص لمحات یاد آجائیں گے۔ اسے خود بخود یاد آنا کہا جاتا ہے۔

۲۔ مقصودی یاد کرنا (Intended remembering)۔ اسے کوئی بھی شخص خود اپنے ارادے سے جس وقت چاہے کرتا ہے، مثلاً جب طالب علم امتحان دے رہا ہوتا ہے تو وہ سوال حل کرنے کے لیے اس سے متعلق باتوں کو یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے مقصودی یاد کرنا کہتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ بھول صرف اس مقصودی یاد کرنے میں ہوتی ہے۔ خود بخود یاد آنے میں بھول پیدا نہیں ہوتی کہ اس میں تو یاد کرنا مقصود ہی نہیں ہوتا، بل کہ باتیں خود بخود ذہن میں آجاتی ہیں۔

بھول کی وجوہات

کہتے ہیں کہ انسان کو انسان بھی اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ بہت بھولتا ہے۔ انسانی زندگی میں

بھولنا بذات خود بُرا نہیں ہے، بل کہ اس کے بہت سے فوائد بھی ہیں۔ یہ ہمیں بڑے سے بڑے غم اور ہم پر پیش آنے والی مشکلات اور پریشانیاں بُھلا دیتا ہے، چاہے وہ غم اور پریشانی امتحان میں فیل ہو جانے کی ہو یا کسی عزیز کے انتقال کی یا پھر کسی بھی قسم پریشانی ہو۔

اگر انسان کو یہ سارے حادثات اور غم یاد رہیں تو شاید اس کی دماغی صحت ہی برقرار نہ رہے۔ہمیں اس بھول پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور جن باتوں کو یاد رکھنا ہے، ان میں بھول کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

کبھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے: "میں نے تو بہت اچھا یاد کیا تھا، پھر میں کیسے بھول گیا"؟ یا "ہم گزشتہ سبق کی باتیں کیوں بھول جاتے ہیں"؟

جواب یہ ہے کہ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔تھکان اور نڈھال پن کی حالت میں سبق دہرانا۔

۲۔کسی مضمون (subject) کو ناپسند کرنا۔انسان کو جو پسند نہیں ہوتا، وہ اسے خود نظر انداز کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے بالکل ہی بھول جاتا ہے۔

۳۔یاد کرنے کے بعد بالکل نہ دہرانا یا اہتمام کے ساتھ نہ دہرانا۔

۴۔غائب دماغی اور بے توجہی، چاہے درس گاہ میں ہو یا دہراتے وقت۔

۵۔سبق کو سمجھے بغیر اور اس میں موجود اہم باتوں اور ضروری نکات کو معلوم کیے بغیر دہرانا۔

۶۔ایک ساتھ بہت زیادہ مقدار میں سبق دہرانا۔

۷۔منظم شکل میں سبق کو نہ دہرانا۔جب ہم اپنی سیکھی ہوئی باتوں کو دہراتے نہیں ہیں تو وقت کے ساتھ انھیں بھول جاتے ہیں۔

۸۔سبق یا اس کے بعض حصوں کو یاد کرکے، پھر اسے لمبے عرصے تک بالکل ہی چھوڑ دینا بھی اسے بھلا دیتا ہے۔

۹۔یاد کی ہوئی چیز کو ضرورت کے وقت ذہن میں لانے کی صلاحیت میں خود پر اعتماد نہ ہونا۔

۱۰۔منظم شکل میں سبق کو نہ پڑھنا اور ایک وقت میں ایک جیسے کئی مضامین کو پڑھنا بھی انھیں آپس میں گڈمڈ کر دیتا ہے اور آخر کار بھول پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۱۔طالب علم کا کسی سخت بیماری میں مبتلا ہونا بھی معلومات کو بھلا دیتا ہے۔

۱۲۔طالب علم کا ایسی ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہونا جو طالب علم کی استعداد پر اور سبق پڑھنے

پر بہت اثر انداز ہوں، جیسے بے چینی، ڈپریشن (depression) یا کسی غم میں مبتلا ہونا۔

کوئی طالب علم امتحان کے لیے کیسے پڑھ سکتا ہے جب اس میں طاقت ہی نہ ہو؟! اور وہ سبق میں کیسے شریک ہوسکتا ہے، جب وہ ڈپریشن (depression) کا شکار ہو؟! اس میں شک نہیں کہ ان نفسیاتی بیماریوں کا ایک بڑا سبب گناہ ہے، البتہ اس کے علاوہ بھی ان کی کئی خارجی اور معاشرتی وجوہات ہیں، جیسے والدین کے درمیان ناچاقی کا ہونا، مالی حالت کا کمزور ہونا، خاندان میں بھائی اور رشتے داروں کے ساتھ مسائل، وغیرہ۔

۱۳۔ اپنے پرانے تجربات کو کافی عرصے تک استعمال میں نہ لانا۔ اس طرح وہ بھول کا شکار ہوجاتے ہیں، البتہ وہ مہارتیں، تجربات اور معلومات جن سے ہمارا تعلق برقرار رہتا ہے، باقی رہتے ہیں اور بھولتے نہیں ہیں۔ علمی میدان کا ایک اہم قانون ہے، جسے استعمال کا قانون کہا جاتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے اعصابی تعلقات (Neural links) استعمال کرنے سے مضبوط ہوتے ہیں اور استعمال نہ کرنے سے کمزور ہوجاتے ہیں۔

۱۴۔ ذہنی گرہ (complex) کی وجہ سے بھی بھول پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگ اس کا شکار ہوجاتے ہیں اور بے چین رہنے لگتے ہیں۔

۱۵۔ کسی شخص کے کسی موضوع کے ساتھ اہتمام اور دل چسپی کم ہوجانے اور دوسرے موضوعات کی طرف مائل ہوجانے سے بھی بھول پیدا ہوتی ہے۔ آدمی اس چیز کو یاد رکھتا ہے جو اسے پسند ہو اور جسے پسند نہیں کرتا، اسے بھول جاتا ہے۔ اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیمی میدان کے ماہرین (Educationists) یہ ترغیب دیتے ہیں کہ معلومات کو طلبہ کے شوق اور میلان والی چیزوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ اس طرح وہ معلومات اچھی طرح ذہن نشین بھی ہوجاتی ہیں اور بھول کا شکار بھی نہیں ہوتیں۔

۱۶۔ روز مرہ کی زندگی میں نت نئے تجربات ومہارات کا حاصل کرنا پرانے تجربات ومہارات پر اثر انداز ہوتا ہے اور انھیں بھلا دیتا ہے۔ نفسیات کے ماہر ہرمن ایبنگھاس (Hermann Ebbinghaus) نے دو جماعتوں پر یہ تجربہ کیا کہ انھیں ایک خاص موضوع یاد کرنے کے لیے دے دیا۔ پہلی جماعت سے کہا کہ یاد کرنے کے فوراً بعد سو جائے اور دوسری جماعت کو اجازت دی کہ اپنے روزانہ کے عمومی کاموں میں لگ جائے، پھر دونوں جماعتوں کے افراد کو بلا کر ان سے سوالات کیے۔ بالآخر اس کا یہی نتیجہ سامنے آیا کہ جس جماعت

نے آرام کیا تھا، اسے دوسری جماعت کی بنسبت موضوع سے متعلق زیادہ باتیں یاد تھیں۔شاید اسی وجہ سے انھوں نے اپنے بنائے گئے دہرانے کے نقشے میں یہ رائے دی کہ ہر طالب علم ایک مضمون کے دہرانے اور دوسرے مضمون کے دہرانے کے درمیان کم از کم آدھا گھنٹا آرام کرے اور اس وقفے میں سبق سے مکمل طور پر گریز کرے، تا کہ ایک طرف تو اس کی عقل کو راحت پہنچے اور دوسری طرف اس کی بعض معلومات کو بعض کے ساتھ ملنے کا موقع نہ ملے۔

اسی طرح میں آپ کو طالبِ علمی کے زمانے میں خارجی سرگرمیوں(Out door activies)اور کھیل کود کی کثرت سے منع کروں گا، ورنہ آپ کا ذہن منتشر ہو جائے گا اور آپ سبق پر یکسوئی سے توجہ نہیں دے پائیں گے، لہٰذا ان سرگرمیوں کو دن میں ایک آدھ گھنٹے سے زیادہ وقت نہ دیں۔

آپ بھول کا سامنا کیسے کریں؟

بھول کا سامنا کرنے کے بیس (۲۰) اصول ہیں:

اصول نمبر ۱: مضمون (subject) کے لیے پُرجوش (enthusiastic) رہیں۔

پُرجوش رہنا کامیابی پیدا کرتا ہے۔انسان کا اپنی زندگی کے کسی کام کے لیے پرجوش ہونا اس کو اس مقصد سے ملی باتوں کے نہ بھولنے میں مدد کرتا ہے، اس کے برعکس جو طالب علم ناپسندیدگی کے ساتھ کسی مضمون کو پڑھتا ہے، چاہے اس کی ناپسندیدگی کی وجہ جو بھی ہو، وہ اسے یاد نہیں رکھ پاتا۔

اصول نمبر ۲: تھکاوٹ کی حالت میں سبق نہ دہرائیں۔ تھکاوٹ معلومات کو پختہ نہیں ہونے دیتی۔آپ کا جتنا وقت نڈھال پن اور تھکاوٹ کی حالت میں سبق یاد کرنے میں گزرے گا، وہ سارا وقت ضائع ہوگا۔اس وقت دہرائی گئی بات فوراً بھول جاتی ہے اور اس حالت میں سبق دہرانا صحت کے لیے بھی انتہائی نقصان دہ ہے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ آپ مسلسل سبق نہ دہرائیں، بل کہ سبق دہرانے کے ہر تھوڑی دیر بعد رک جائیں اور تھوڑا آرام کر لیں۔

اصول نمبر ۳: اپنے آپ پر بھروسہ رکھیں اور اس بات کو مکمل طور پر ذہن سے نکال دیں کہ آپ جلدی بھول جاتے ہیں۔

جی ہاں، اپنے اوپر اعتماد کریں کہ اس مرتبہ جو میں نے پڑھا ہے، اسے کبھی نہیں بھولوں گا۔اور بھول سے متعلق اس بات کا یقین رکھیں کہ آپ جس بات کو یاد کرنے کے بعد بھول جائیں، اسے دہرانے کے ذریعے بہت کم ہی وقت میں دوبارہ یاد کر سکتے ہیں، لہذا بھول جانے

سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اصول نمبر ۴: یقین رکھیں کہ باقی چیزوں کی طرح اسباق بھی دہرانے سے ذہن میں پختہ ہو جاتے ہیں، پھر آپ انھیں جلدی سے نہیں بھولیں گے۔

اگر آپ کو دوستوں کے گھر کا راستہ، ہوٹلوں کے نام، نئے نئے موبائلوں کے نام ازبر یاد ہو سکتے ہیں، اگر آپ دیکھتے ہی بتا سکتے ہیں کہ کون سی گاڑی کا کون سا ماڈل آپ کے پاس سے گزرا، تو آپ اسباق کیوں ذہن نشین نہیں کر سکتے؟

اصول نمبر ۵: اپنے دائیں دماغ (Rightbrain) کی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا تصور کریں۔

دایاں دماغ، بایاں دماغ سے اس طرح مختلف ہے کہ دایاں دماغ یہ سارے کام کرتا ہے:

- رنگوں کا: یعنی، سارے رنگوں کا تصور کرنا۔
- خیال کا: یعنی، تمام شکلوں کا تصور کرنا۔
- دن کے خواب دیکھنا۔
- ابعاد (dimensions) کا، یعنی تمام ابعاد (لمبائی، چوڑائی اور اونچائی) کو تصور کرنا اور انھیں ذہن میں بٹھانا، کہ کوئی چیز کتنی لمبی ہے اور کتنی چوڑی ہے، وغیرہ۔
- لہجوں اور آوازوں کا: یعنی، تمام لہجوں اور آوازوں کا تصور کرنا، انھیں یاد کرنا اور پہچاننا۔

جتنا آپ دائیں دماغ کی صلاحیت کو استعمال کریں گے، اتنا ہی آپ اس میں محفوظ سبق کی باتوں کو دہرا سکیں گے اور جتنا آپ کسی بات کو اس کے فطری رنگوں (natural colours) اور مختلف ابعاد (dimensions) کے ذریعہ یاد کریں گے، اتنا ہی جلدی اور با آسانی اسے دہرا سکیں گے۔

مثلاً آپ کو اپنے کسی پرانے دوست کا نام یاد کرنا ہے جسے آپ نے کافی عرصے سے نہیں دیکھا اور آپ کے ذہن میں صرف اس کی ایک دھندلی سی تصویر موجود ہے۔ آپ اس کا نام یاد کرنے کی خوب کوشش کر رہے ہیں اور اپنے دماغ پر خوب بوجھ ڈال رہے ہیں، اس میں آپ کا کافی وقت بھی صرف ہو رہا ہے اور کچھ نتیجہ بھی سامنے نہیں آ رہا، تو آپ اس طریقے کو اپنائیں۔ اپنے دوست کی صورت کو ذہن میں لائیں، جہاں تک ممکن ہو اس کے خدوخال کا اضافہ کریں اور اس کی صورت کو زیادہ سے زیادہ رنگین بنانے کی کوشش کریں۔ عن قریب آپ کو اس کا نام یاد

آ جائے گا۔ اسی طرح آپ اور بھی کئی چیزیں یاد کر سکتے ہیں، مثلاً

آپ امتحان ہال میں ہیں۔ آپ کے سامنے ایک ایسی چیز کا سوال آ گیا ہے جس کا آپ نے سائنس کی لیب (science lab) میں تجربہ کیا تھا۔ اب آپ اس کا ایک مثالی جواب لکھنا چاہتے ہیں تو ایسا کریں کہ اپنی یادداشت کو اس لیب میں لے جائیں اور اپنے تصور میں دوبارہ اس تجربے (experiment) کو سرانجام دیں، اسی طرح استاد کے لیکچر کو سوچیں۔ آپ نے اس تجربے میں کیا کام کیا تھا، اس بات کو خوب غور سے سوچیں۔ عن قریب آپ کے پاس اس آسان عمل کے ذریعے ایک مثالی جواب آ جائے گا۔

اصول نمبر ۶: جن معلومات کو آپ یاد رکھنا چاہتے ہیں، انھیں مختلف دورانیوں (time periods) میں دہرائیں۔

دہرانا بھول سے روکنے کے اہم ترین ذرائع میں سے ہے۔ بھول سے اس کا تعلق تناسب عکسی (inverse proportionality) کا ہے۔ جتنا زیادہ سبق کو دہرائیں گے، اتنا ہی کم بھولیں گے۔

اصول نمبر ۷: جو پڑھ رہے ہیں اسے سمجھیں بھی۔ کسی بات کا سمجھنا اسے یاد کرنے میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس موضوع کو یاد کرنے کا ارادہ ہو، اس کی بنیادی باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ اگر خود نہ سمجھ سکیں تو الگ ٹیوشن لے لیں یا کسی دوست یا استاد سے جا کر سمجھ لیں۔ سمجھنے کی اہمیت اس مثال سے سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ یاد کرنا ہو کہ تیزی (Acceleration) فی یونٹِ زمانہ رفتار کی تبدیلی کو کہتے ہیں:

$$\text{تیزی} = \frac{\text{رفتار}}{\text{زمانہ}} \quad \left(\text{acceleration} = \frac{\text{speed}}{\text{time}}\right)^{\text{ا}}$$

تو اس کے لیے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ رفتار (speed) کسے کہتے ہیں۔ رفتار کہتے ہیں فی یونٹِ زمانہ میں مسافت کی تبدیلی کو:

$$\text{رفتار} = \frac{\text{مسافت}}{\text{زمانہ}} \quad \left(\text{speed} = \frac{\text{distance}}{\text{time}}\right)$$

[ا] نوٹ: ایکسیلریشن (acceleration) کا تعلق ویلوسٹی (velocity) سے بھی ہے، لیکن اسے یہاں آسانی کی خاطر اکویژن (equation) میں ذکر نہیں کیا گیا۔

اصول نمبر ۸: جو یاد کرنا ہے اسے مرتب کریں۔ معلومات کو بے ترتیبی کے ساتھ اور بے ہنگم (random) طریقے سے محفوظ نہ کریں، ورنہ اسے دہرانا مشکل ہو جائے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دو دکانیں یا الماریاں ہوں جن میں سے ایک میں سامان کو ترتیب سے رکھا گیا ہو اور دوسرے میں بغیر ترتیب کے۔ جس میں سامان ترتیب سے ہوگا، اس میں سے آپ با آسانی اپنی مطلوبہ چیز تلاش کر سکیں گے۔ اور اس کے برعکس جس میں سامان بے ترتیبی سے رکھا ہوگا، اس میں سے شاید آپ کو کچھ مل بھی نہ پائے۔ اس مثال سے ضرور سبق حاصل کریں اور اپنی معلومات کو ترتیب وار یاد کریں۔

اگر چند چیزیں منظم اور مرتب طریقے سے رکھی ہوں تو انھیں آپ بنسبت ان چیزوں کے جو بکھری ہوئی ہوں، زیادہ آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ شاید پوچھیں گے: "کیسے"؟ مجھے آپ سے چھوٹا سا امتحان لینے کا موقع دیں۔ آپ کاغذ قلم نکالیں، اور جلدی سے اور بغیر دہرائے یہاں دیئے گئے تمام الفاظ کے مجموعے کو ایک مرتبہ پڑھ لیں، پھر کتاب بند کر دیں اور الگ صفحے پر ان میں سے جو آپ کو یاد ہوں لکھ لیں:

۔ کیلا	۔ کرسی	۔ تربوز	
۔ قلم	۔ سیب	۔ کدو	
۔ پیاز	۔ بورڈ	۔ مدرسہ	
۔ آلو	۔ کھیرا	۔ ٹیبل	

اب آپ کے سامنے یہی سابقہ معلومات ایک الگ طریقہ سے پیش کی جاتی ہے۔ اسے بھی اسی طرح ایک مرتبہ پڑھ کر لکھنے کی کوشش کریں۔ اس مرتبہ میں ہم جنس چیزوں کو الگ الگ مجموعات میں ڈال کر ترتیب دی گئی ہے۔

پھلوں کا مجموعہ: کیلا، تربوز، سیب

سبزیوں کا مجموعہ: پیاز، کدو، کھیرا، آلو

سبق سے متعلق چیزوں کا مجموعہ: کرسی، قلم، بورڈ، مدرسہ، ٹیبل

آپ دیکھیں گے کہ آپ دوسری مرتبہ میں پہلی مرتبہ سے زیادہ الفاظ یاد رکھ سکے ہوں گے۔ اس کی وجہ الفاظ کی ترتیب ہی ہے کہ دوسری مرتبہ میں ہر چیز کا الگ الگ مجموعہ تیار کیا گیا ہے، جب کہ پہلی مرتبہ میں ہر چیز بے ترتیب ذکر کر دی گئی ہے۔

اصول نمبر ۹: اگر کوئی نفسیاتی تناؤ (Psychological tension) ہے، تو پہلے اس

سے جان چھڑائیں۔

کم از کم اس حد تک نفسیاتی تناؤ دور کرنا ضروری ہے کہ آپ کو پڑھتے وقت ذہنی قرار حاصل ہو، تاکہ آپ سبق کو ٹھیک سے پڑھ سکیں، اسے دہرا سکیں اور بھولیں نہیں۔ جسمانی اور ذہنی بے چینیاں بھول کا بہت بڑا سبب ہیں۔ مکمل طور پر یکسو ہونے کی کوشش کریں اور یاد رکھیں کہ ذہنی طور پر مشغول آدمی کبھی یکسوئی حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ کسی بھی چیز کو اپنی توجہ ہٹانے کا موقع نہ دیں۔ اس کی مثال مکھی کی سی ہے جو آ کر اپنی آواز کے ذریعے آپ کے ذہن کو منتشر کر دیتی ہے اور آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع کروا دیتی ہے۔ جس طرح آپ مکھی کو اپنے پاس ٹھہرنے نہیں دیتے، ویسے ہی ان چیزوں کو بھی اپنے پاس ہرگز ٹھہرنے نہ دیں۔

ہر اس اثر ڈالنے والی بات کو دور کریں جو آپ کو اپنا سبق یاد کرنے سے ہٹا دے، چاہے کوئی خارجی چیز ہو، جیسے موبائل، انٹرنیٹ وغیرہ یا اندرونی، جیسے دماغ کے کہیں اور چلے جانے کی عادت یا کوئی باہر کی آواز ہو، جیسے فون کی آواز یا اندر کی آواز ہو، جیسے وسوسے۔

اصول نمبر ۱۰: جس سبق کو آپ پورا دہرا لیں، اس کا خلاصہ ایک خاص رجسٹر میں لکھ لیں۔ اس خلاصے کو آپ اپنے الفاظ میں خود لکھیں، تاکہ آپ اسے با آسانی دہرا سکیں۔ ان شاء اللہ آپ کا یہ تیار کردہ خلاصہ امتحان کی تیاری کے وقت آپ کے لیے ایک بہترین رہنما ثابت ہوگا۔

اصول نمبر ۱۱: دہرائیں۔ دہرانا یاد رکھنے میں مدد کرے گا اور خصوصاً جب آپ بار بار دہرائیں گے۔

میں آپ کے سامنے اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ قرآن کی کوئی سورت یاد کرنا شروع کریں، اسے ایک دن یاد کریں اور پھر کئی دنوں تک نہ دہرائیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ اس سورت کو بھول جائیں گے، لیکن اگر آپ اس سورت کو ایک دن یاد کریں، پھر اسے روزانہ دہرائیں تو چند دنوں میں ہی وہ سورت آپ کے دماغ میں نقش ہو جائے گی۔

اصول نمبر ۱۲: یقین رکھیں کہ یاد رکھنے کا بہترین ذریعہ محنت اور ترتیب کے ساتھ دہرانا ہے، لہٰذا اچھی طرح دہرائیں۔ جب محنت و لگن کے ساتھ اور ترتیب دے کر یاد کریں گے تو ان شاء اللہ دیر تک یاد رہے گا۔

اصول نمبر ۱۳: سیکھتے وقت یہ نیت کر لیں کہ آپ جو سیکھیں گے اسے اپنے ذہن میں حاضر

کرتے رہیں گے۔

اگر پڑھتے وقت ہی آپ کی نیت یہ ہو کہ جو پڑھیں گے اسے استعمال میں لاتے رہیں گے یا اس کا تذکرہ کرتے رہیں گے تو آپ اسے زیادہ بہتر طریقہ سے یاد کرسکیں گے۔

اصول نمبر ۱۴: اپنی یادداشت کو مضمون (subject) میں سیکھی ہوئی بات کو ذہن میں حاضر کرتے رہنے کا عادی بنائیں۔ جب آپ اس عمل کو مسلسل کرتے رہیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ اپنے مضمون کے ماہر بن جائیں گے۔

اصول نمبر ۱۵: جوڑ پیدا کریں۔

جلدی یاد کرنے کے مددگار اصولوں میں سے ایک مشہور ترین اصول جوڑ پیدا کرنے کا اصول ہے۔ یہ اصول آپ کو خصوصاً مختلف شکلوں کے یاد کرنے میں مدد کرتا ہے۔آپ نے یقیناً ابتدائی کلاسوں میں جغرافیائی نقشوں کو یاد کرنے میں بہت مشکل برداشت کی ہوگی۔اوراب میں آپ سے پوچھوں گا کہ کیا آپ کو قطر (Qatar) یا جنوبی افریقہ (South Africa) کا نقشہ یاد ہے؟ اگر آپ کا جواب ''نہیں'' ہے تو میں آپ کو کوئی ملامت نہیں کروں گا۔ہم ایسی معلومات کو کیسے یاد رکھ سکتے ہیں جس پر اتنے سال گزر گئے ہوں، لیکن میں اپنی نسبت یہی کہوں گا کہ ''ہاں، مجھے یاد ہے''! آپ کہیں گے: ''آپ کو اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی یہ نقشے کیسے یاد ہیں''؟ میں کہوں گا: ''جوڑ پیدا کرنے کی وجہ سے! میں نے قطر (Qatar) کے نقشے کی صورت کو ہاتھ کی ہتھیلی کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور امارات (Emirates) کے نقشہ کو شکاری لانچ (Fishing vessel) کے ساتھ اور جنوبی افریقہ کے نقشے کو آئس کریم (Ice-cream) کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔''[۱]

یہ اصول ہر اس مضمون میں چلتا ہے جس میں خاکے (diagrams) ہوں، جیسے علم تشریح (Anatomy)، علم حیاتیات (Biology)، علم نباتات (Botany)، وغیرہ۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اس خاکہ کو دیکھیں، پھر اس کے قریب ایک اور صورت تصور کرلیں اور دونوں کے درمیان ربط قائم کرلیں۔

اسی طرح عربی نمبرات کو نمبرات کے ترنم کے ذریعہ یاد کرنے کا طریقہ ہے۔ اس طریقے میں نمبر کو اس سے آواز میں ملتے جلتے لفظ کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، پھر دونوں کو ملا کر ترنم کے ساتھ

[۱] نوٹ چوں کہ اس کتاب کے مصنف عرب ہیں، لہٰذا انہوں نے اپنے علاقے کے تعلیمی نصاب کے اعتبار سے ان علاقوں کا تذکرہ کیا ہے، لیکن مقصد واضح ہے۔

پڑھتے ہیں، جیسے واحد، وَاحَہ، اِثنان، ثَعبان، وغیرہ۔[1]

اصول نمبر ۱۶: سونے سے پہلے دہرائیں اور یاد کریں۔

نیند کا یاد داشت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ ضرور آپ کو یہ اصول بڑا عجیب لگ رہا ہوگا۔ محققین نے اس بات کو دریافت (discover) کیا ہے کہ نیند مشکل معلومات کو یاد کرنے میں بہت مدد کرتی ہے چاہے مشکل اشعار ہوں یا اجنبی الفاظ یا ریاضی اور کیمیا کے عملیات اور معادلے (Mathematical and Chemical operations and equations) یا اس جیسی کوئی بھی مشکل معلومات جنھیں ایک دفعہ میں یاد کرنا مشکل ہوتا ہے۔

بعض تجربہ کار لوگ نصیحت کرتے ہیں کہ طلبہ ان معادلوں (equations) اور اسی طرح ان تمام چیزوں کو جو یاد کرنے میں مشکل لگتی ہیں، دن کے آخری حصے میں، مثلاً سونے سے پندرہ منٹ یا آدھا گھنٹا پہلے پڑھ لیں اور باقی کام اپنے دماغ کے لیے چھوڑ دیں، جو عن قریب ان معلومات کو نیند اور آرام کے دوران میں اس کے حافظے میں اچھی طرح منقش کر دے گا اور جب وہ جاگے گا تو وہ ساری باتیں جو اُسے سونے سے پہلے یاد کرنا مشکل لگ رہی تھیں، اب اسے یاد ہو چکی ہوں گی اور وہ انھیں فوراً روانی کے ساتھ سنا بھی سکے گا۔ یہ ایسا تجربہ ہے جو آزمانے کے قابل ہے۔ آپ آج رات ہی اسے آزمائیں۔

اصول نمبر ۱۷: جو چیز یاد کرنی ہو اسے مختصر اشاروں میں لے آئیں (Mnemonics)۔

اس کی چند مثالیں مذکور ہیں:

ا۔ ہوا کے اجزا (Components of air):

ہوا کے بنیادی اجزا چار ہیں: نائٹروجن (Nitrogen)، آکسیجن (Oxygen)، ہائیڈروجن (Hydrogen) اور کاربن ڈائی آکسائیڈ (Carbondioxide)۔ انھیں یاد کرنے کے لیے آپ ان میں سے ہر ایک کا پہلا حرف لے لیں: نائٹروجن سے "ن"، آکسیجن سے "ا" ہائیڈروجن سے "ہ" اور کاربن ڈائی آکسائیڈ سے "ک"، اب ان حروف کو تھوڑی ترتیب دیں، یہاں تک کہ آپ کو ایک ایسا لفظ مل جائے جو آپ کو اچھا لگے گا جیسے "کانہ"۔[2]

---

[1] یہ رائمس کا طریقہ کہلاتا ہے، لہٰذا ہر زبان میں نمبرات یاد کرنے کا کوئی طریقہ موجود ہے، لہٰذا انگریزی میں بھی مثال کے طور پر One, Two; Buckle My Shoe ایک رائم موجود ہے۔

[2] یہ بھی ہر زبان میں اس زبان کے مناسب ممکن ہے، تجربہ کر لیا جائے۔

۲۔عربی مہینے:

عربی اسلامی مہینوں کو ان کی ترتیب کے ساتھ یاد کرنے کے لیے، یعنی محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاُولیٰ، جمادی الآخری، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، ممکن ہے کہ ان کے پہلے پہلے حروف سے یہ جملہ بنالیا جائے:

مِصْرٌ رَجَّ جَرْشٌ رَشَّ ذَذٍ

عربی جاننے والوں کے لیے اس جملے کو دل چسپ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عربی عبارت کو تصور کریں:

«مِصْرِيٌّ رَجَّ سَائلاً فیه جَرْشٌ ثُمَّ رَشَّ السَّائِلَ عَلیٰ شَکْلٍ رَذَاذٍ»

ترجمہ: ''مصری شخص نے پانی کے برتن کو ہلایا، جس میں شگاف تھا، پھر پانی کو پُھوار کی صورت میں بہایا''۔

۳۔صحابہ کے نام:

ہر موضوع کی مطلوبہ بات کے لیے کوئی اشارہ مقرر کیا جاسکتا ہے، چاہے کوئی حرف ہو یا لفظ، جس سے آپ کو اپنا مطلوب یاد آجائے۔ وہ تین صحابۂ کرام جو غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، انھیں یاد رکھنے کے لیے" مکّہ" کے لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے،"م" سے مُرارہ بن رَبیع، اور "ک" سے کَعب بن مالک اور"ہ" سے ہِلاَل بن اُمَیّہ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

۴۔جنرل گیس قانون(General Gas Law):

اس قانون کی طرف "ضَحْ = نَکَتْ" (PV=nRT) سے اشارہ کیا جاتا ہے، ض = ضغط (Pressure)، ح= حجم (Volume) اور اسی طرح باقی۔۔۔

۵۔شمسی سیارے(Solar Planets):

شمسی سیاروں کے عربی نام سورج سے سب سے قریب تر سے شروع کرتے ہوئے بالترتیب یہ ہیں: عطارد (Mercury)، زھرہ (Venus)، اُرض (Earth)، مریخ (Mars)، مشتري (Jupiter)، زحل (Saturn)، اُورانوس (Uranus)، نبتون (Neptune)، بلوتو (Plato)۔ یاد کرنے کے لیے انھیں ایک فرضی عربی جملہ میں بھی ڈالا جاسکتا ہے جو عربی جاننے والے کے لیے یاد کرنے میں آسانی کا ذریعہ بن سکے، جیسے:

«عَطَّارُ الزَّهْرِ أَرْضَیٰ الْمُرِیْدَ الْمُشْتَرَیٰ بِإِزَاحَةِ أَوْرَاقِ النَّبْتَةِ»

ترجمہ: "خوشبو بیچنے والے نے خریدار کو پودے کے پتے ہٹا کر خریدی ہوئی چیز سے خوش کر دیا"۔

اصول نمبر ۱۸: جب آپ کوئی بات بھول جائیں تو اُسے یاد کرنے کے لیے کسی خاص قرینے سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

یعنی یہ یاد کرنے کی کوشش کریں کہ آپ نے وہ بات کب اور کہاں پڑھی تھی؟ یا کتاب میں وہ بات اس سے ملتی جلتی باتوں کی بنسبت کون سی جگہ پر ہے؟ اور اس طرح کے سوالات کیجیے۔۔۔

اصول نمبر ۱۹: اپنے وقت کو منظم کریں (Manage your time)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

« اِغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ: حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ، صِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَشَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ »

(رواہ الحاکم والبیھقی واحمد)

ترجمہ: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! زندگی کو موت سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، فراغت کو مشغولی سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور مالداری کو غربت سے پہلے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

« لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ »

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: "قیامت کے دن بندے کے پیر اس وقت تک نہیں ہل سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے سوال نہ کر لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں ختم کی، اس کی جوانی کے بارے میں کہ کہاں لگائی، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔"

کام یاب ہونے کے لیے آپ کو اپنے وقت کو ترتیب دینا اور اس ترتیب دینے کو کام یابی کے اہم اجزا میں سے سمجھنا بہت ضروری ہے۔ وقت کو ترتیب دینے کے چند فوائد پیش خدمت ہیں:

وقت کو ترتیب دینے کے فوائد:

1. جو کام پورے کرنے ہیں ان پر توجہ دے سکیں گے، لہٰذا آج کا کام کل پر نہیں

چھوڑیں۔

2. آپ اپنی زندگی کے مقرر کردہ اہداف (goals) کو جلد اور بہت اچھے طریقے سے پورا کرسکیں گے۔

3. آپ ہمیشہ اطمینان اور بشاشت محسوس کریں گے اور یہی پڑھائی میں کام یابی اور آگے بڑھنے کے لیے سب سے اچھی حالت ہے۔

کیا آپ نے کسی دن اپنے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کیوں سورۂ فاتحہ نہیں بھولتے، حال آں کہ دوسری سورتیں جو آپ نے یاد کی تھیں انھیں بھول جاتے ہیں؟ اسی طرح آپ نے کبھی اپنے آپ سے یہ پوچھا ہے کہ مجھے بعض اسباق کیوں یاد ہیں، جب کہ دوسرے یاد نہیں؟

اس کی وجہ وقت ہے۔ جب ہم وقت گزرنے کے ساتھ اپنی پڑھی ہوئی باتوں کو نہیں دہراتے تو ہم انھیں بھول جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت میں ایک مثال سے کروں گا:

آپ اگر قرآن کریم کی کوئی سورت یاد کرنا شروع کریں اور اسے وقت کے ساتھ دہرائیں نہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ آپ اس سورت کو بھول جائیں گے، لیکن اگر آپ اس سورت کو آج یاد کریں پھر اسے روزانہ دہرائیں، تو یہ سورت آپ کے دماغ میں بالکل نقش ہوجائے گی۔

اپنے وقت کو منظم کریں اور اس کے سامنے ایک ایسے ملازم (employee) بن جائیں جو اپنے کاموں کو منظم طریقہ سے کرتا ہے اور انھیں اپنے اوپر جمع ہونے نہیں دیتا۔

اصول نمبر ۲۰: نماز اور اچھے کاموں کے پابند ہوجائیں۔

نماز مسجد میں جا کر باجماعت ادا کریں۔ خصوصاً فجر کی نماز کا اہتمام کریں۔ نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فجر کی نماز کا مسلمان کی زندگی میں بڑا اثر ہے۔ آپ پر فجر کی نماز کا اثر اس طرح ہے:

فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے فوائد:

1. آپ کا سینہ کشادہ ہوگا اور حوصلہ بلند ہوگا، جس کی وجہ سے آپ زیادہ سے زیادہ اسباق پڑھ سکیں گے اور انھیں یاد بھی کرسکیں گے۔

2. آپ کو پورا دن سکون اور بشاشت کا احساس ہوگا۔

3. آپ کی امتحانات کی فکر ختم ہوجائے گی۔

یقین کریں کہ اپنی زندگی میں زیادہ خوش وہ لوگ رہتے ہیں اور زیادہ کام یاب بھی وہی

ہوتے ہیں جو دل و جان سے اس عظیم دین اسلام اور اس کی تعلیمات کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں۔ یہ جان لیں کہ طالبِ علم جتنا زیادہ اپنے دین سے قریب یا دور ہوگا، اتنا ہی وہ کام یاب یا ناکام ہوگا۔

آخر میں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ نیکیاں جتنی زیادہ ہوں گی، اتنا ہی آپ کا سینہ کُشادہ ہوگا اور جتنا آپ کا سینہ کُشادہ ہوگا، اتنا ہی آپ خوش رہیں گے اور جتنا آپ خوش رہیں گے، اتنا ہی آپ جلدی سبق یاد کر سکیں گے اور پھر اسی سے کام یابی اور اللہ کے حکم سے فوقیت (Academic Excellence) ہوگی!!

دسواں اصول: گناہوں سے بچیں۔

شَكَوْتُ إِلىٰ وَكِيعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ فَأَرْشَدَنِيْ إِلىٰ تَرْكِ الْمَعَاصِيْ
وَأَخْبَرَ أَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُهْدٰى لِعَاصِيْ

ترجمہ: ”میں نے اپنے استاد وکیع کو حافظے کی کمی کی شکایت کی، تو انھوں نے مجھے گناہوں کے چھوڑنے کی طرف رہنمائی کی اور بتایا کہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گناہ گار کو نہیں دیا جاتا“۔

یہ ہیں اپنے وقت کے بہت بڑے عالم وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ، جو حافظے کی کمزوری کی شکایت کرنے والے کو یہ نصیحت کر رہے ہیں: گناہوں کو چھوڑ دو!

حال آں کہ سوال کرنے والے بھی کوئی معمولی شخص نہیں، بل کہ مستقبل کے عظیم دینی رہنما امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جن کا بچپن بھی دینی و علمی مشاغل اور تقوی و پرہیزگاری کے واقعات سے بھرپور ہے۔

اور امام الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

رَأَيْتُ الذُّنُوْبَ تُمِيْتُ الْقُلُوْبَ وَقَدْ يُوْرِثُ الذُّلَّ إِدْمَانُهَا
وَتَرْكُ الذُّنُوْبِ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا

ترجمہ: ”میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور انھیں مسلسل کرتے رہنا انسان کو ذلیل بنا دیتا ہے اور گناہوں کو چھوڑنے سے دلوں کو زندگی ملتی ہے، اس لیے آپ کے لیے اپنے نفس کی نافرمانی کرنا بہتر ہے“۔

گناہوں سے بچیے، اس لیے کہ گناہ ذلت اور ندامت پیدا کرتے ہیں، انسان کے نظامِ اعصاب (Nervous System) پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس کے دماغ کو متاثر کرتے ہیں، لہٰذا آپ تقوی اختیار کیجیے۔ اللہ تعالی آپ کے لیے ہر مشکل میں سے آسانی نکال دے گا اور

آپ کی بھرپور مدد کرے گا۔

دین اسلام کے ایک بڑے عالم ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے زمانے کے کسی نوجوان نے خط لکھا، جس میں اس نوجوان نے ان سے ایک ایسی نصیحت طلب کی جو اسے گناہوں کے غم سے نجات دلا دے۔ انھوں نے اس کے جواب میں ایک نہایت ہی قیمتی کتاب لکھ لی جس کا نام ہے: "اَلْجَوَابُ الْکَافِيْ لِمَنْ سَأَلَ عَنِ الدَّوَاءِ الشَّافِيْ" ترجمہ: "اس شخص کے لیے جو شفا دینے والی دوائی مانگ رہا ہے مکمل جواب، یعنی کامل دوا"۔[1]

اِس کتاب میں انھوں نے انسانی زندگی میں گناہوں کے اثرات کی خوب وضاحت کی ہے۔ آپ اسے ضرور پڑھیں اور اس میں لکھی ہوئی ہر ہر نصیحت اور ہر ہر لفظ پر سوچیں اور اپنی زندگی میں تقوی کو اختیار کریں، ان شاء اللہ آپ کی دنیا اور آخرت، دونوں ہی سنور جائیں گی۔

تقوی کسے کہتے ہیں؟

تقوی ایک ایسی اندرونی کیفیت اور حالت کا نام ہے جس میں انسان کو اللہ رب العزت کی محبت اور اس کے ہر وقت موجود ہونے کا احساس پیدا ہوجاتا ہے اور جس کی وجہ سے اس میں اللہ کی ذات کا، اس کی ناراضی کا اور اس سے تعلق ٹوٹ جانے کا ڈر پیدا ہوجاتا ہے، پھر اس کے لیے کوئی گناہ کرنا تو درکنار، اس کے بارے میں سوچنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔ تقوی محض اللہ کے عذاب سے ڈرنے کا نام نہیں ہے، بل کہ دراصل تقوی اللہ سے محبت کی بنا پر اس کی ناراضی سے ڈرنے کا نام ہے۔ جس طرح انسان، چاہے اس کا محبوب کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو، وہ اس سے ڈرتا ہے اور اس کا ڈر اس بنا پر ہوتا ہے کہ کہیں اس کا محبوب اس کی کسی بات پر ناراض نہ ہوجائے یا اسے چھوڑ نہ دے، اسی طرح تقوی بھی اللہ کی ناراضی سے اور اس سے تعلق کمزور ہوجانے سے ڈرنے کا نام ہے۔ یہ کیفیت انسان میں جتنی زیادہ ہوگی، اتنا ہی وہ اللہ سے قریب ہوگا اور اتنا ہی وہ اللہ سے ڈرے گا۔

تقویٰ کا دماغ اور حافظے پر اثر

آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ "تقویٰ کا دماغ پر یا حافظے پر کیا اثر پڑتا ہے"؟ جواب اس سوال کا یہ ہے کہ تقویٰ انسان میں ایک عجیب اندرونی کیفیت پیدا کرتا ہے جو کہ سکون و اطمینان، اہتمام، عاجزی، غور و فکر کرنا، چیزوں کو پرَکھنا، ان سب کا ملاپ (mixture) ہوتا ہے

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ ''گناہوں کے نقصانات اور ان کا علاج'' کے نام سے مکتبہ بیت العلم لاہور سے شائع ہوئی ہے، اور انگریزی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے آن لائن بھی یہ کتاب دست یاب ہے۔

اور یہ ملاپ ایک بہت شان دار اور مضبوط حافظہ پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ﴾ (سورۃ البقرہ: آیت نمبر 282)

ترجمہ: "اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ آپ کو سکھلاتا رہے گا"۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اللہ جل شانہ ایک حدیث قدسی میں فرماتے ہیں:

«أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَ أَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ فَإِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَ إِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَ إِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَ إِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَ إِذَا أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً» (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: "میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر، یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو کہ معصوم اور بے گناہ ہیں) اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں"۔

جب امتحان کا زمانہ آتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض طلبہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ مسجدیں بھی اس بات کی گواہی دینے لگتی ہیں، مگر جیسے ہی امتحانات ختم ہوتے ہیں اور نتیجہ آ جاتا ہے، وہ اپنے پرانے کھیل کود میں لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنے اس ارشاد مبارک میں ایک اہم بات کی طرف متوجہ کیا ہے:

«تَعَرَّفْ عَلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يُعَرِّفْكَ فِي الشِّدَّةِ»

ترجمہ: "آپ آسانی میں اللہ کو یاد رکھیں، اللہ آپ کو تنگی میں یاد رکھے گا"۔

اللہ کو یاد رکھیں اور اپنے دل، اپنے عمل، اپنے مال اور اپنی نمازوں سے پورا دن، بل کہ اپنی ساری زندگی اس کی طرف متوجہ رہیں۔ صرف امتحانات کے لیے اسے خاص نہ کریں! آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ سخت امتحانات کی حالتوں میں بھی آپ کی مدد کرے گا اور آپ کے سینے کو کھول دے گا۔ اس کے ساتھ اپنے آپ کو قرآن کی تلاوت کا عادی بنائیں، پانچوں نمازوں کو مسجد

میں ان کے اوقات میں پڑھنے کی کوشش کریں، اللہ کا ذکر کرنے کی پابندی کریں اور استغفار کی کثرت کریں۔ یہ عبادتیں آپ کے دل میں موجود بڑے سے بڑے غم اور پریشانی کو دور کرنے کی ضامن ہیں اور یہ چیزیں روزانہ کے سبق دہرانے کے درمیان آرام کے ذرائع بھی ہیں۔ یہ چیزیں آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب بھی کریں گی اور آپ کے باطن کو طن کو نورانیت اور تقوی سے بھر دیں گی۔

یاد رکھیں، جب بندہ اللہ تعالی کے در کا سوالی بنتا ہے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ اس کی مدد و نصرت میں لگ جاتا ہے اور اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، لہٰذا آپ ہمیشہ گڑگڑاتے ہوئے ایک ٹوٹے ہوئے عاجز اور پُرامید دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوں اور دعاؤں کی کثرت کریں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ دعا پڑھی نہیں جاتی، بل کہ گڑگڑا کر مانگی جاتی ہے۔

۞ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کوئی بات یاد رہ جائے تو اسے پڑھنے سے پہلے یہ پڑھ لیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، عَدَدَ كُلِّ حَرْفٍ كُتِبَ وَ يُكْتَبُ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَ دَهْرَ الدَّاهِرِيْنَ، و صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ

۞ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا حافظہ قوی ہو تو ہر فرض نماز سے پہلے یہ پڑھیں:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْحَقِّ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ كَفَرْتُ بِمَا سِوَاهُ

6. سبق کو مسلسل دہرانا

- سبق کا دہرانا کب ہو؟
- سبق دہرانے کی کیا اہمیت ہے؟
- سبق دہرانے کے لیے کون سے اوقات مناسب ہیں؟
- سبق کیسے دہرایا جائے؟
- کیا آپ علم حاصل کرنے کے صحیح طریقوں میں سے سب سے بہتر طریقہ جانتے ہیں؟
- اپنا امتحان لیں، سبق دہرانے میں آپ کا طریقہ کیسا ہے؟
- ادبی مضامین (Literature) کو کیسے دہرائیں؟
- سائنسی مضامین (Different Sciences) کو کیسے دہرائیں؟



دہرانا: صرف امتحانات میں یا مسلسل؟

ایک مرتبہ بعض طلبہ سے پوچھا گیا کہ "آپ اپنا سبق کب دہراتے ہیں؟" تو اکثر نے جواب دیا: "امتحانات کے وقت"۔ ان میں سے بہت سوں کا تو عذر یہ تھا کہ سبق دہرانے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ طلبہ کے اس رویے کی کئی وجوہات ہیں۔ ان میں سب سے بڑی وجوہات یہ ہیں:

- طالب علم کا سبق دہرانے کی اہمیت کو نہ سمجھنا۔
- طالب علم کو دہرانے کا طریقہ نہ آنا۔

اسی بات کو دیکھتے ہوئے یہ ضرورت پیش آئی کہ سبق دہرانے کی اہمیت کو بیان کیا جائے اور اس کا طریقہ اور اوقات بتائے جائیں، تاکہ سبق دہرانے والے طلبہ کے سامنے اس کی صورت بالکل واضح ہو جائے۔ یاد رکھیں کہ سبق دہرانا طلبہ کے عزائم کو پورا کرنے میں اور ان کے مستقبل کو سنوارنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔

سبق دہرانے کی اہمیت

طلبہ کے لیے سبق دہرانے کی اہمیت ان باتوں سے سامنے آجاتی ہے:

۱۔ اس کے ذریعہ وقت اور محنت میں اعتدال (balance) رہتا ہے اور یہ طالب علم کو سیر وتفریح کا بھی مناسب وقت فراہم کرتا ہے۔

۲۔اس سے معلومات مزید پختہ ہوتی ہے۔

۳۔اس کے ذریعہ معلومات کو آسانی سے ذہن میں حاضر کیا جاسکتا ہے۔

۴۔اسباق سمجھنے میں طالب علم کو مدد ملتی ہے اور سبق کے دوران میں استاد کی طرف متوجہ رہنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

۵۔عملی طور پر طالب علم کو اپنے اوقات منظم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۶۔امتحانات کا خوف (Exam phobia) کم ہوجاتا ہے۔طالب علم کی خوداعتمادی بڑھتی ہے اور اسے خصوصی اسباق (special classes) اور بے جا ٹیوشنوں (tuitions) سے نجات مل جاتی ہے۔

۷۔گھر والے مطمئن رہتے ہیں۔دیکھا گیا ہے کہ اکثر والدین اور سربراہوں کو طالب علم کے سبق نہ دہرانے اور یاد نہ کرنے کی وجہ سے ایک فکر سی رہتی ہے۔

سبق دہرانے کے مناسب اوقات

ابتدا میں ہی یہ تنبیہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ جو طلبہ صرف آخری لمحوں میں سبق دہراتے ہیں وہ اپنے آپ کو بڑے خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس وقت انھیں کوئی ایسی بات پیش آجائے جو اُن کے گمان میں بھی نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ بجلی چلی جائے یا اچانک کوئی بیماری لاحق ہوجائے یا خدانخواستہ کوئی اس سے بھی بڑی تکلیف پیش آجائے۔

بہت سے طلبہ یہ سوال کرتے ہیں کہ سبق دہرانے کے لیے کون سے اوقات مناسب ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے:

ماہرین تعلیم (Education) خالد شوا، عدلی سلیمان اور لیسن کیرلس میں سے ہر ایک اس بات پر متفق ہے کہ سبق کو اس ترتیب پر دہرانا فائدہ مند ہے:

1. روزانہ کے اسباق کو دن کے آخر میں دہرانا۔
2. ہفتے بھر کے اسباق کو ہفتے کے آخر میں دہرانا۔
3. ہر مہینے کے اسباق کو مہینے کے آخر میں دہرانا۔
4. سال بھر کے اسباق کو سال کے آخر میں دہرانا۔

مزید تفصیل کے ساتھ ان اوقات کو یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

- سال کے اول ہی سے سبق دہرانا شروع کیا جائے اور نئے سال کی پڑھائی میں بہتری کے لیے اس فن سے متعلق پچھلے سال کے اسباق کو سال کی ابتدا میں ہی یا اس سے کچھ عرصے پہلے دہرالیا جائے۔
- دو یا تین مضامین کے اسباق کو ہر ہفتے کے آخر میں دہرایا جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ مہینے میں پڑھائے گئے تمام اسباق کو ایک مرتبہ اس مہینے میں ہی مکمل طور پر دہرالیا جائے۔
- پڑھائی کے دوران میں آنے والے فارغ اوقات اور اپنے ساتھیوں کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بعض اسباق کو دہرالیا جائے اور آپس میں ایک دوسرے کو سنا بھی دیا جائے۔
- ہفتہ وار چھٹی کے دن سبق دہرانے کا اہتمام کیا جائے۔ وہی دن یا اس کے علاوہ کوئی دن کچھ یاد کرنے کے لیے مخصوص کرلیا جائے۔
- امتحانات سے قبل زیادہ سے زیادہ وقت نکال کر اسباق کو دہرایا جائے۔

سبق دہرانے کا طریقہ

۱۔ پہلے بڑے عنوانات جلدی سے پڑھ لیں، پھر چھوٹے عنوانات پڑھیں اور سبق کے اہم اہم نکات (points) کو یاد کرنے کی کوشش کریں۔

۲۔ جو پہلے یاد کر چکے ہیں اسے دہرانے اور سنانے کی کوشش کریں اور اہم نکات پر زیادہ توجہ دیں۔

۳۔ سبق میں موجود اہم نکات کو زبانی لکھنے کی کوشش کریں، جیسے قوانین (rules)، معادلے (equations)، متون (texts) وغیرہ۔

۴۔ ہر ہفتے دو یا اس سے زیادہ کتابوں کو دہرائیں اور اس میں پڑھائے گئے تمام اسباق کو مہینے کے آخر تک مکمل دہرالیں۔

۵۔ پڑھائی کے دوران میں آنے والے فارغ اوقات میں اپنے بعض اسباق کو دہرا کر انھیں قیمتی بنائیں۔ آپ اس وقت میں اسی وقت پڑھائے گئے سبق کو بھی دہرا سکتے ہیں۔ وہ وقت آپ اگلے سبق کی تیاری میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

۶۔ ہفتہ وار چھٹی کے دن سبق کو دہرانے کا اہتمام کریں۔

۷۔ اپنا ذاتی خلاصہ ضرور لکھیں اور اسے مرتب اور محفوظ کر کے رکھیں۔ یہ دہرانے کا سب سے بہترین اور آسان طریقہ ہے اور امتحانات میں بھی سب سے زیادہ یہی کام آتا ہے۔

۸۔ بعض جامع سوالات حل کریں اور خصوصاً گزشتہ امتحانات کے سوالات ضرور حل کریں۔

۹۔ کبھی کبھار اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوال جواب کے صحت مندانہ اور بامعنی مقابلے میں شریک ہوں۔ اس سے معلومات پختہ ہوں گی اور زیادہ عرصے تک ذہن نشین رہیں گی۔

۱۰۔ وقت کم ہونے کی صورت میں سبق کے اہم اور بنیادی نکات پر توجہ دیں اور انھیں تفصیلات میں مشغول ہوئے بغیر دہرالیں۔

مشق: کیا آپ حصولِ علم کے بہترین طریقے کو جانتے ہیں؟

ان سوالات کو پڑھیں اور (ہاں) یا (نہیں) یا (غیر متعین) میں ان کے جوابات دیں۔

سوالات	ہاں	نہیں	غیر متعین
۱۔کیا آپ درس گاہ میں سبق ہونے سے پہلے اسے پڑھتے ہیں؟			
۲۔کیا آپ درس گاہ میں سبق ہوجانے کے بعد اسے دہراتے ہیں؟			
۳۔کیا آپ صرف استاد کا سبق سن لینے پر اکتفا کرتے ہیں؟			
۴۔کیا آپ جو نہیں سمجھتے اسے اپنے کسی بڑے سے پوچھتے ہیں؟			
۵۔کیا آپ مشکل الفاظ اور مطلوبہ معلومات ڈھونڈنے کے لیے لغات اور بڑی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں؟			
۶۔کیا آپ صرف سبق پڑھتے ہیں اور اس کا خلاصہ نہیں لکھتے؟			
۷۔کیا آپ پڑھی ہوئی تمام باتوں کا خلاصہ لکھتے ہیں؟			
۸۔کیا آپ مشقوں اور سوالات کو لکھ کر حل کرتے ہیں؟			
۹۔کیا آپ نصاب (course) میں شامل درسی کتابوں کو اصل اور بنیاد سمجھ کر استعمال کرتے ہیں؟			
۱۰۔کیا آپ باہر کی اضافی کتابوں سے مدد حاصل کرتے ہیں؟			
۱۱۔کیا آپ باہر کے مختصر خلاصوں پر اعتماد کرتے ہیں؟			
۱۲۔کیا آپ ہمیشہ بلند آواز سے پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۱۳۔کیا آپ ہمیشہ آہستہ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			

سوالات	ہاں	نہیں	غیر متعین
۱۴۔کیا آپ بعض مضامین کو زور سے اور بعض کو آہستہ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۱۵۔کیا آپ شور میں سبق دہراتے ہیں؟			
۱۶۔کیا آپ سبق دہرانے کے لیے پُرسکون جگہ کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۱۷۔کیا آپ کانوں میں ہینڈز فری (handsfree) لگا کر یا ٹی۔وی چلا کر سبق پڑھتے ہیں؟			
۱۸۔کیا آپ اکیلے پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۱۹۔کیا آپ کلاس کے ساتھیوں کے ساتھ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۲۰۔کیا آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر سبق دہرانے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۲۱۔کیا آپ گھر میں سبق دہرانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟			
۲۲۔کیا آپ مسجد، مدرسہ یا اسکول میں سبق دہرانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟			
۲۳۔کیا آپ خالی جگہ میں سبق دہرانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟			
۲۴۔کیا آپ کسی بھی جگہ سبق دہرا سکتے ہیں؟			
۲۵۔کیا آپ صبح سویرے سبق دہرانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟			
۲۶۔کیا آپ مغرب کے بعد سبق دہرانے کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟			
۲۷۔کیا آپ فجر سے پہلے تہجد میں سبق دہرانے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۲۸۔کیا آپ ہفتہ وار چھٹیوں میں سبق دہراتے ہیں؟			
۲۹۔کیا آپ سرکاری (official) چھٹیوں میں سبق دہراتے ہیں؟			
۳۰۔کیا آپ عید کی چھٹیوں میں سبق دہراتے ہیں؟			

سوالات	ہاں	نہیں	غیر متعین
۳۱۔ کیا آپ امتحانات کے دنوں میں اپنے آپ کو ترتیب اور سلیقہ سے رکھتے ہیں؟			
۳۲۔ کیا آپ امتحانات کی پروا کرتے ہیں؟			
۳۳۔ کیا آپ جلدی سونے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۳۴۔ کیا آپ زیادہ جاگنے کو ترجیح دیتے ہیں؟			
۳۵۔ کیا آپ ٹی۔وی (T.V) دیکھتے ہیں؟			
۳۶۔ کیا آپ ریڈیو سنتے ہیں؟			
۳۷۔ کیا آپ اپنے فارغ اوقات کو قیمتی بناتے ہیں؟			
۳۸۔ کیا آپ فارغ اوقات تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟			

سبق یاد کرنے کے طریقے کا امتحان

سبق یاد کرنے کے لیے درست اور زیادہ مفید طریقے پر عمل کر کے آپ کم وقت میں زیادہ یاد کر سکیں گے اور آپ کو اپنی محنت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا موقع بھی ملے گا۔ کتنے ہی طلبہ ایسے ہیں جو یاد تو بہت کرتے ہیں اور ان کی سبق یاد کرنے میں محنت کو دیکھ کر ہم ان سے برتری اور پوزیشن (position) کی امید رکھتے ہیں، لیکن وہ بہت کمزور نتیجہ لاتے ہیں۔

یاد کرنے کا درست طریقہ آپ کو کامیابی اور برتری کا موقع دے گا اور ساتھ ہی ساتھ آپ اپنی تعلیمی زندگی (academic life) میں لطف بھی محسوس کرنے لگیں گے اور آپ مختلف جسمانی، ثقافتی اور معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ بھی لے سکیں گے (practicing different physical, cultural and social activities)۔

آپ سبق یاد کرنے میں اپنے طریقے کا امتحان لیں کہ آیا وہ درست ہے یا نہیں؟

ان سوالات کا "ہاں" اور "نہیں" میں ٹھیک ٹھیک جواب دیں، تاکہ آپ اپنے دہرانے کے طریقے کو جان سکیں کہ آیا کیا وہ درست ہے یا نہیں؟

پہلے مجموعے کے سوالات:

سوالات	ہاں	نہیں
ا۔ کیا آپ نے روزانہ سبق دہرانے کے لیے ایک جگہ متعین کی ہے؟		
۲۔ کیا عموماً آپ ایک ہی مرتبہ میں جلدی سے سبق پڑھ کر پھر اسے تفصیل سے پڑھتے ہیں؟		
۳۔ کیا آپ عام طور پر سبق کو مکمل اور تفصیل کے ساتھ دہرانے سے پہلے اس کے اہم نکات اور اہم عنوانات جاننے کی کوشش کرتے ہیں؟		
۴۔ کیا جب آپ کے سامنے پڑھتے وقت کوئی مشکل لفظ آجاتا ہے تو آپ اسے لغت میں دیکھ کر یا کسی سے پوچھ کر معلوم کرنے کا اہتمام کرتے ہیں؟		

۵۔کیا آپ ہر مضمون کے لیکچرز اور اسباق کو ترتیب وار کاپیوں میں محفوظ کرتے ہیں؟		
۶۔جب آپ کو کوئی واجب المنزل (home work) دیا جاتا ہے تو کیا آپ اسے عام طور پر وقت پر مکمل کر لیتے ہیں؟		
۷۔ کیا آپ ہر تھوڑے عرصہ میں اپنا محاسبہ (Self-accounting) کرتے ہیں، تاکہ یہ جان لیں کہ پڑھائی میں کتنا آگے بڑھے ہیں یا پیچھے رہے ہیں؟		
۸۔کیا آپ ایک مضمون (subject) کی معلومات سے دوسرے مضمون کے یاد کرنے میں فائدہ اٹھاتے ہیں؟		
۹۔کیا آپ یاد کیے ہوئے اسباق کو ہر تھوڑے عرصے میں دوبارہ دہراتے ہیں؟		
۱۰۔کیا آپ کو ہر صبح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنا دن کیسے گزاریں گے اور کیسے اپنے اوقات کو ترتیب دیں گے؟		

دوسرے مجموعے کے سوالات:

سوالات	ہاں	نہیں
۱۔کیا آپ کے سبق یاد کرنے کی جگہ میں ایسی کوئی چیز ہے جو آپ کے خیال کو سبق سے ہٹا دیتی ہے؟		
۲۔کیا آپ امتحانات کے قریب سبق یاد کرنے کے لیے بہت زیادہ جاگتے ہیں؟		

پہلے مجموعے کے سوالات میں سے ہر وہ سوال جس کا جواب "ہاں" ہو، اس پر اپنے آپ کو ایک نمبر (1) دیں اور دوسرے مجموعے کے سوالات میں سے جس سوال کا جواب "ہاں" ہو، اس پر اپنے نمبرات میں سے ایک نمبر (1) کم کریں۔ اگر آپ کے نمبرات آٹھ (8) سے کم ہیں تو آپ کو مستقل مشق کے ذریعہ اپنے سبق کے یاد کرنے کے طریقے کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔

مروجہ سبق کی جماعتوں کی خرابیاں

عام طور پر ہمارے مدارس کے اندر طلبہ کے سبق دہرانے کی یہ صورت رائج ہو چکی ہے کہ طلبہ سبق کی جماعتیں بنا لیتے ہیں، ان میں کچھ طلبہ استاد کے پڑھائے گئے سبق کو دہراتے ہیں اور باقی تمام طلبہ صرف انھیں سننے پر اکتفا کرتے ہیں اور وہ اس طریقۂ کار کو ''تکرار'' کے نام سے جانتے ہیں، یہ طریقۂ کار بالکل بھی درست نہیں اور نہ ہی ہمارے بڑوں سے اس ترتیب پر سبق دہرانے کا کوئی ثبوت ملتا ہے، اس سے سبق دہرانے والے کو تو فائدہ ہوتا ہے، لیکن سننے والے کو زیادہ فائدہ نہیں ہو پاتا۔

آپ نے ''حواس خمسہ سے متعلق دو عمدہ تحقیقات'' کے عنوان کے تحت پڑھا ہوگا کہ انسان کو اپنی سنی ہوئی بات مہینے کے آخر تک 20% یاد رہتی ہے۔ اور یہ بھی پڑھا ہوگا کہ اپنی کہی ہوئی بات 80% یاد رہتی ہے، تو یہ کہاں کی سمجھ داری ہے کہ سبق کو صرف سن لیا جائے اور پھر بھلا دیا جائے، حال آں کہ سبق کو صرف سن کر سمجھنا ہی نہیں ہوتا، بل کہ اس سمجھی ہوئی بات کو یاد کرنا اور یاد رکھنا بھی ہوتا ہے۔

جو طلبہ سبق کو صرف سننے کے عادی ہوتے ہیں، دن بدن ان کی استعداد گھٹتی ہی رہتی ہے۔ ان میں بعض طلبہ تو آپ کو ایسے بھی ملیں گے جن سے اگر آپ ان کے ساتھی کے سبق دہرانے کے فوراً بعد بھی سبق سے متعلق کوئی سوال کریں گے، تو وہ جواب نہیں دے پائیں گے اور بعض ایک دو دن تک یاد رکھ سکیں گے، لیکن اس کے بعد بھول جائیں گے۔

تکرار سے ہٹ کر ایک اور خرابی یہ ہے کہ بعض طلبہ سبق کے آخر میں مشقی سوالات کو دوسروں سے حل کرواتے ہیں یا شروحات سے جوابات حل کر لیتے ہیں، حال آں کہ سوالات کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہر طالب علم اپنے دماغ سے انھیں خود حل کرے، تا کہ اس کی بدولت اس کی صلاحیت میں نکھار پیدا ہو۔ اب اگر وہ کسی اور کی مدد سے حل کرے گا یا کوئی اور اسے حل کر کے دے دے گا تو یہ سراسر اس کے ساتھ زیادتی ہی ہوگی۔

گاڑی کی مثال

طلبہ کا بصورتِ تکرار مستقل دوسرے طلبہ کے پاس جا کر سبق سننا اور یہ کہنا کہ ہم استاد کے

سبق کو اس وقت تو سمجھ گئے تھے، لیکن اب ہمیں سبق یاد نہیں رہا، اس لیے دوبارہ سن رہے ہیں، محض حماقت ہے اور اس کے حماقت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ طلبہ اپنے دوست سے سبق سننے کے بعد بھی اسے بیان کرنے یا لکھنے پر قادر نہیں ہوتے، حال آں کہ سمجھنے سے مقصود تو یہی ہوتا ہے کہ آئندہ دوسرے کو سمجھا بھی سکے، اگر یہی حاصل نہ ہو تو پھر کیا فائدہ؟ یقین جانیں کہ اگر کوئی طالب علم دس سال بھی اس طرح دوسروں سے سبق سنتے ہی گزار دے تب بھی وہ اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کو سمجھا سکے۔ اس کی مثال ڈرائیونگ (driving) سیکھنے کی سی ہے۔ اگر کوئی شخص ڈرائیور کے برابر میں بیٹھ کر اس کو گاڑی چلاتے ہوئے اس نیت سے دیکھے کہ اس طرح وہ بھی ڈرائیور بن جائے گا تو اگر وہ دس سال بھی اس طرح گزار دے تب بھی ہرگز وہ ڈرائیور نہیں بن سکتا، البتہ جس دن وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جائے، امکان ہے کہ وہ کافی ساری ڈرائیونگ اسی دن سیکھ جائے گا۔

سبق یاد نہیں رہتا تو کیا کریں؟

اگر آپ کو استاد کا سبق یاد نہیں رہتا تو آپ پہلے اسے لکھیں، پھر زبانی یاد کرلیں اور خود کسی ساتھی کو سنا دیں یا سمجھانے کے انداز سے بیان کر دیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنے ذہن میں ہی اسے دہرا لیں، اس طرح آپ کو اپنا سبق ذہن نشین ہو جائے گا اور آپ میں سمجھانے کی صلاحیت بھی پیدا ہوگی اور یہ عمل محض سبق کی جماعتوں میں بیٹھ کر سبق سننے سے کئی گنا زیادہ بہتر ہے۔ یاد رکھیں کہ جتنا زیادہ آپ کے سبق کی باتوں کے بیان کرنے کی عادت ہوگی، اتنا ہی آپ کا حافظہ کام کرنے لگے گا اور اتنا ہی آپ کو اپنا سبق یاد ہوتا رہے گا، یہ انتہائی آزمودہ نسخہ ہے، آپ بھی اسے آزما کر دیکھ لیں۔

مروجہ سبق کی جماعتوں کا متبادل

(تکرار کا متبادل)

اگر ان بڑی جماعتوں کے بجائے صرف دو دو طلبہ کی جوڑیاں بنائی جائیں جن میں ہر طالب علم استاد کی بتائی ہوئی بات کو مکمل طور پر جلدی سے دہرالے اور اس بات کا پابند رہے کہ سبق کی تیاری پہلے سے کر کے آئے تو کتنا بہتر ہو۔ اس سے نہ صرف ہر ایک کو بولنے کا پورا پورا موقع ملے گا، بل کہ اس کی ذمے داری میں اضافہ بھی ہوگا کہ اب اس کو آگے سمجھانا بھی ہے، جس کی وجہ سے وہ استاد کے سبق کو بھی غور سے سنے گا اور سبق کا مطالعہ بھی بھرپور طریقے سے کرے گا۔

جوڑی بنانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ کسی جوڑی کے طلبہ میں سے ایک طالب علم اگر کہیں اٹک جائے تو دوسرا اس کی مدد کر سکتا ہے، البتہ اگر کسی مقام پر دونوں ہی اٹک جائیں تو کسی اور ذہین اور محنتی طالب علم سے رابطہ کرلیں، پھر اگر وہاں سے بھی معاملہ حل نہ ہو تو اگلے دن استاذ سے پوچھ لیں۔

اس کے ساتھ ساتھ جوڑی کے طلبہ اس بات کی کوشش کریں کہ سبق دہراتے وقت زیادہ سے زیادہ زبانی بولیں اور کتاب یا کاپی کی طرف دیکھنا نہ ہو یا بہت ہی کم ہو۔ ابتدا میں ایسا کرنا شاید تھوڑا مشکل معلوم ہوگا، لیکن مسلسل محنت اور کوشش کے بعد آپ اس کے عادی ہو جائیں گے اور اس بات کی بھی کوشش کریں کہ بات کو جتنا آسان اور مختصر کر سکتے ہوں کرلیں، تاکہ یاد کرنے میں اور دہرانے میں آسانی ہو اور اگر سبق دہرانے سے پہلے اپنا کوئی خلاصہ لکھ سکتے ہوں تو لکھ لیں، اگر پہلے نہ لکھ سکیں تو بعد میں لکھ لیں اور اس سے متعلق بعض ماہرین سے مشورہ لیتے رہیں، اس طرح دہرانے سے آپ کا سبق انتہائی پختہ ہو جائے گا اور آپ اسے مہینوں تک، بل کہ بسا اوقات زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔

جوڑیاں بنانے کے علاوہ ایک طریقہ جماعتیں بنانے کا ہے، اس طریقے سے طلبہ کی ایک بڑی تعداد کا بھی احاطہ کیا جا سکتا ہے، چناں چہ ہمارے ایک استادِ محترم حضرت مولانا عادل صاحب دامت برکاتہم نے اپنی درس گاہ میں موجود 160 طلبہ کو 15 جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، ہر جماعت 12-10 افراد پر مشتمل ہوتی ہے، جن میں ایک ذمے دار اور ایک اس کا نائب ہوتا ہے، ان کی یہ ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی جماعت کو سبق یاد کرائیں، ان سے سبق بھی سنیں

اوران کی صلاحیتوں کو بھی پرکھیں، پھران ذمے داروں اوران کے نائبین کی مستقل نگرانی کے لیے الگ افراد متعین ہیں، اس طرح استاد محترم کے سامنے اجمالی طور پر پوری کلاس کی اجتماعی اور ہر ہر طالبِ علم کی انفرادی کارکردگی آجاتی ہے۔

اب آپ سے ایک دردمندانہ گزارش کروں گا کہ آپ حتی الامکان اس طریقے کو ضرور آزمائیں اوران تمام کاموں میں کسی ماہر اور مخلص شخص کو اپنا رہ نما بنائیں۔ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ اپنی تعلیمی کارکردگی میں بہت بہتری محسوس کریں گے۔

ادبی مضامین(Arts and Literature) یاد کرنے کے 10 اصول

یاد کرنے کا طریقہ ہر مضمون کا الگ ہوتا ہے۔ادبی مضامین، جیسے،عربی زبان،اسلامی تعلیمات اور تاریخ(History)وغیرہ میں ان باتوں کی پابندی ضروری ہے:

۱۔طالب علم کو چاہیے کہ سبق یاد کرنے کے لیے مناسب جگہ میں بیٹھے۔

۲۔پہلے عنوانات پڑھے، پھر موضوع کو اجمالی طور پر پڑھے (General reading)۔

۳۔اس کے بعد موضوع کو تفصیل کے ساتھ پڑھے اور اس کے اہم اجزا کو جان لے۔

۴۔ موضوع کے اہم اجزا پر لکیر لگائے،اسی طرح مشکل الفاظ اور انوکھی تعبیرات پر بھی لکیر لگائے۔

۵۔لمبے موضوعات کو مناسب اجزا میں تقسیم کرے، پھر انھیں مختلف نشستوں (sessions)میں پورا کرے۔

۶۔ جو سبق پڑھ لے،اسے سمجھ کر اور مکمل کر کے خود کو سنائے۔اس طرح یہ معلومات پختہ ہو جائیں گی۔

۷۔ بعض چیزوں کو سمجھنا کافی نہیں ہوتا،بل کہ انھیں زبانی اور لفظ بلفظ یاد کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔انھیں خوب محنت سے یاد کرے اور پابندی سے سنانے اور دہرانے کی کوشش کرے۔

۸۔ اپنے ذہن سے سبق کی سرخیوں(Main Headings)اور اہم اہم باتوں کو لکھنے کی کوشش کرے۔بہت سے طلبہ لکھنے سے دور بھاگتے ہیں،جس کی وجہ سے وہ اپنی پڑھی ہوئی بات کو جلدی بھول جاتے ہیں۔

۹۔ خاکوں(diagrams)اور بات سمجھانے والے نقشوں(concept maps) کے بنانے کا اہتمام کرے۔اس سے بات کو واضح کرنے میں اور بات کی گہرائیوں کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۱۰۔ دہرانے کے بعد سمجھی ہوئی بات کا خلاصہ تیار کرے اور اسے ترتیب دے۔ان خلاصوں کو مرتب کر کے رکھنا اور ترتیب وار یاد کرنا بہت ہی مفید ہے۔

سائنسی مضامین (Different Sciences) یاد کرنے کے 10 اصول

سائنسی مضامین کو یاد کرنے کا کام درس گاہ سے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ خصوصاً جب سبق کا تعلق عملی کام (practical) سے ہو۔

سائنسی مضامین جیسے ریاضی (Maths) اور جنرل سائنس (General Science) وغیرہ میں سبق یاد کرنے کے لیے ان باتوں کا پابند ہونا ضروری ہے:

۱۔ روزانہ کے نقشے کے مطابق سبق دہرائیں، البتہ ایک ہی دن میں دو سے زیادہ سائنسی مضامین یاد نہ کریں۔

۲۔ جس مضمون کو یاد کرنا ہو اسے مناسب اجزا میں تقسیم کردیں، پھر اپنے متعین کردہ جز کو پوری طرح پڑھ لیں اور اچھی طرح اس میں موجود سائنسی اصطلاحات (Scientific Terminologies) کے معنی جان لیں۔

۳۔ سبق میں موجود تمام تشریحات اور مفاہیم (concepts) جان لیں، مثال کے طور پر، ”ہر رومبس (Rhombus) متوازی الاضلاع (Parallelogram) ہوتا ہے اور ہر متوازی الاضلاع (Parallelogram) رومبس (Rhombus) نہیں ہوتا“، اس طرح کی تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

۴۔ ریاضی اور سائنس کی بنیادی باتوں کو جانیں، جیسے ریاضی کے پہاڑے (Multiplication Tables) اور کیمیائی علامات (Chemical symbols)۔

۵۔ سبق کی بنیادی باتوں کو متعین کریں۔

۶۔ بعض سائنسی عبارتوں کو لازماً یاد کریں اور ان کے معانی سمجھیں، جیسے انجینئری نظریات (Engineering theories) اور تعریفات (Definitions) وغیرہ۔

۷۔ کتاب میں موجود مثالوں کو اچھی طرح پڑھیں اور ان تمام مثالوں میں بتائی گئی باتوں کو آپس میں ربط دیں۔

۸۔ فنِ ریاضی (Mathematics) میں ایک مسئلے کے کئی عقلی طریقوں

(Formulas) کے ذریعے متبادل حل (Solutions) پیش کریں۔

۹۔ مشق (exercise) کو دوبارہ سے پڑھ لیں (to recheck) اور اگر کتاب کے آخر میں درست جوابات (Final answers) دیئے گئے ہوں، تو انھیں بھی دیکھ لیں اور اپنے جواب کا اس جواب سے موازنہ کرلیں اور یہ اندازہ لگالیں کہ آپ کا جواب کتنا درست ہے یا اس میں کہاں خرابی پیش آئی ہے۔

۱۰۔ سائنسی مضامین کے ہر دن کے سبق کو اسی دن یاد کریں۔ اسے جمع ہونے نہ دیں، ورنہ اسے سمجھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

تیسرا باب

امتحان کی تیاری سے متعلق

10 اہم باتیں

- امتحان کی تیاری کیسے کریں؟
- امتحان کی تیاری سے متعلق 10 اہم باتیں کیا ہیں؟



امتحان کی تیاری سے متعلق دس (10) اہم باتیں

اب آپ کے سامنے امتحان کی تیاری سے متعلق دس (10) اہم باتیں ذکر کی جاتی ہیں:

①۔امتحان کی تیاری شروع سے ہو:

امتحان کی تیاری شروع سے کرنا سبق یاد کرنے کے اہداف کو متعین کرنے، مختلف مہارتوں کو حاصل کرنے، یکسوئی پر اپنی صلاحیت کو بڑھانے اور معلومات کو مسلسل دہراتے رہنے سے ہوتی ہے۔ یہ ساری باتیں امتحان کی تیاری میں ہی شمار کی جاتی ہیں۔

طالبِ علم کا امتحان لیا جانا بہت ضروری ہے، اس سے اُس کی صحیح نوعیت سامنے آتی ہے، جیسا کہ عربی کی کہاوت ہے:

«عِنْدَ الاِمْتِحَانِ یُکْرَمُ الْمَرْءُ أَوْ یُهَانُ»

ترجمہ: ''امتحان کے وقت ہی انسان کو عزت ملتی ہے یا رسوائی''۔

امتحان کی مختلف قسمیں ہیں: اعلان شدہ امتحان (Announced exam)، اچانک لیا جانے والا امتحان (Surprise test)، ماہانہ امتحان، زبانی امتحان اور تحریری امتحان، وغیرہ وغیرہ۔ کام یاب طالبِ علم کو ان تمام اقسام کے امتحانات کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

طلبہ کی ایک اہم غلطی کی نشاندہی

ایک غلطی جس میں اکثر طلبہ مبتلا ہوجاتے ہیں وہ یہ ہے کہ امتحانات سے ایک دن یا کچھ دن پہلے ہی طلبہ تیاری شروع کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ طالب علم کے پاس پورے مضمون کو پڑھنے یا دہرانے کا وقت نہیں ہوتا، بل کہ اس کے پاس اپنی پڑھی ہوئی بات کو ذہن نشین کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا اور جب وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے صحیح طرح یاد نہیں کیا، تو اسے الجھن پیدا ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے جو کچھ اس نے ٹوٹا پھوٹا یاد کیا ہوتا ہے وہ بھی بھولنے لگتا ہے، پھر اس بھولنے کی وجہ سے اس کی الجھن میں بھی مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ طالب علم امتحان کے لیے مسلسل تیاری کرے اور اس کے لیے ان اصولوں پر عمل کرے:

مسلسل تیاری کے بنیادی اصول:

ا۔منظم طور پر سبق یاد کریں:

اپنے اسباق کو منظم طریقے سے یاد کریں، چاہے امتحان ہو یا نہ ہو اور روزانہ کچھ گھنٹے سبق یاد

کرنے کے لیے خاص کرلیں۔

۲۔منظم طریقے سے سبق کو دوبارہ دہرائیں:

ہر تھوڑے عرصہ میں سبق (lesson) کو دہرانا انتہائی ضروری ہے، مثلاً ہر ہفتے یا ہر مہینے میں، تاکہ وہ ذہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے اور بھولنا کم ہو جائے اور جب امتحانات آئیں، تو آخری بار دہرانا آسان ہو اور اچھے نتائج کی بھی گارنٹی (guarantee) حاصل ہو۔ اس کامیابی کی وجہ شروع سے دہرانا ہی ہے۔

۳۔واجب المنزل (homework) کو اپنے اوقات میں پورا کریں:

بعض طلبہ اپنا اکثر واجب المنزل (homework) ہفتے کے آخر تک یا استاد کے کاپیاں جمع کرنے کے وقت تک مؤخر کرتے ہیں اور بعض تو امتحان کے اعلان تک بھی مؤخر کرتے ہیں، پھر جب وقت کم رہ جاتا ہے تو وہ بہت ہی پریشان ہو جاتے ہیں اور اتنا وقت بھی نہیں پاتے کہ اگر رات بھر جاگ کر کام کریں تو بھی اسے مکمل کرسکیں۔ اگر طالب علم اپنا سارا واجب المنزل (homework) وقت پر ادا کرے تو وہ اسے بہتر طریقے سے یاد بھی کر سکے گا اور وقت کی تنگی کا شکار بھی نہیں ہوگا۔

۴۔جلدی تیاری شروع کریں:

بعض طلبہ امتحان کی تیاری بالکل آخری دن میں کرتے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ اسے کیا حالت پیش آسکتی ہے؟ کبھی بجلی چلی جاتی ہے، کبھی کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی ایسی ایمرجنسی (emergency) پیش آجاتی ہے جس کی طرف اس کا گمان بھی نہیں گیا ہوتا۔

اسی وجہ سے امتحان کے آخری دن یا اس سے پہلے کی آخری رات پر اعتماد کرنا سب سے بڑی غلطی ہے۔

بہتر یہ ہے کہ امتحان کی تیاری اس کے اعلان سے کچھ مناسب وقت پہلے شروع کرے، مثلاً تین چار ہفتے پہلے شروع کرے۔ یاد رکھیں کہ وقت جتنا زیادہ ہوگا، اتنا ہی بہتر ہے۔ وقت کا زیادہ ہونا ناکامی کے اندیشے (risk) کو بھی کم کرتا ہے اور امتحان کی تیاری کرنے، دہرانے اور یاد کرنے کا زیادہ موقع بھی فراہم کرتا ہے۔

۵۔استاد کے سبق کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں:

بعض طلبہ استاد کے سبق کو صرف امتحانات کے قریب سنتے ہیں اور اس کے علاوہ سارا سال

دماغی طور پر غیر حاضر اور دوسری غیر ضروری چیزوں میں مشغول رہتے ہیں۔ان کا اکثر وقت استاد کے ساتھ بے اہتمامی میں ہی گزر جاتا ہے۔حال آں کہ امتحان کی تیاری ایک مسلسل کام ہے، جو تعلیمی سال کے پہلے دن سے شروع ہوتا ہے اور آخری دن تک جاری رہتا ہے۔

محنتی طالب علم پڑھائی کے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک خوب غور اور توجہ کے ساتھ استاد کا سبق بھی سنتا ہے، منظم طریقہ سے اسے یاد بھی کرتا ہے اور منظم طریقہ سے اسے دہراتا بھی ہے، اس کے ساتھ وہ مسلسل امتحان کی تیاری میں بھی لگا رہتا ہے۔آپ بھی اسی میں اپنا شمار کیوں نہیں کرواتے؟

٦۔پوشیدہ یا نہ سمجھی ہوئی چیزوں کے بارے میں سوال کریں:

جو طلبہ کسی موضوع (topic) یا کسی نکتہ کو نہیں سمجھے ہوں، انھیں چاہیے کہ بغیر شرمائے اسے کسی سے سمجھ لیں اور سوال پوچھنے میں جھجک محسوس نہ کریں۔ہوسکتا ہے کہ آگے آنے والے اسباق کا سمجھنا اس بات پر موقوف ہو۔یاد رکھیں کہ اسے نہ سمجھنا اپنی ذمے داری سے بھاگنا ہے اور کبھی سمجھنے میں تاخیر کرنا سبق کو مشکل سے مشکل ترین بنا دیتا ہے۔اسی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ امتحان کی تیاری صرف آخری دن میں پوری نہیں ہوتی، بل کہ تعلیمی سال کے پہلے دن سے شروع ہو جاتی ہے اور جو طالب علم ترتیب وار اور مسلسل تیاری کرتا ہے وہ امتحان سے نہیں ڈرتا۔

②۔آخری ہفتوں میں دہرائیں:

یہ زمانہ تیاری کے اہم ترین زمانوں میں سے ہے، یہاں تک کہ اگر آپ نے سال کے شروع سے اچھی طرح سبق یاد کیا ہو، پھر اس وقت بھی اسے دہرا لیں گے تو ان شاء اللہ امتحانات میں آپ کا کامیاب ہونا یقینی ہوگا۔اس موقع پر آپ کو واضح طور پر اپنے پورے سال کے تیار کیے گئے خلاصوں اور جمع کی ہوئی معلومات کی اہمیت کا پتا چلے گا، کیوں کہ اب اس تھوڑے سے وقت میں ڈھیر سارے سبق دہرانے کے لیے یہ خلاصہ جات اور معلومات ہی آپ کی رہ نما (guide) بن جائیں گی۔

ان ہفتوں میں اِن باتوں پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں:

٧۔دہرانے کے لیے ایک خاص نقشہ (timetable) بنائیں:

یہ ضروری ہے کہ آپ اس نقشے کی پابندی کریں۔اس طرح آپ ہر مضمون (subject) کو اچھی طرح دہرا سکیں گے اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ مشکل اور جلدی بھولنے

والے مضامین کو زیادہ وقت دیں۔

۸۔ ہمت کے ساتھ اور چاق و چوبند ہو کر سبق دہرائیں:

یہ بات جان لیں کہ اس زمانے میں سب سے اہم کام آپ کا اپنی ساری حاصل کردہ معلومات کو ذہن میں واپس لانا ہے، لہٰذا محنت کے ساتھ اپنے اسباق دہرائیں اور سستی نہ کریں، تاکہ آپ ہر مضمون کو اچھی طرح دہرا سکیں۔

سبق کو ذہن میں واپس لانے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ موضوع کو اجزا میں تقسیم کر کے پڑھیں اور ہر جُز پڑھ لینے کے بعد اپنی حاصل کردہ معلومات کو دہرائیں اور اس میں بہتر یہ ہے کہ دہراتے وقت کتاب بند کر لیں اور اس کا سہارا نہ لیں، صرف اگر کہیں کوئی بات دیکھنی ہو، تو دیکھ لیں۔

البتہ اگر سائنس اور ریاضی (Science and Mathematics) جیسے مضامین ہوں تو ان میں کبھی بھی صرف زبانی دہرانا کافی نہیں ہوتا، بل کہ ان میں بقدر امکان بہت سی مختلف مشقیں (exercises) بھی حل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مدارس دینیہ میں پڑھائے جانے والے مضامین صَرف، نَحو، عربی اِنشا اور میراث بھی اسی طرح کے ہیں اور منطق، اصول فقہ اور بلاغت اگر اس طرز پر پڑھائے جائیں، تو ان کی بھی یہی صورت ہوگی۔

۹۔ امتحانی نمونوں (Model Papers) سے مدد حاصل کریں:

یہ بھی اہم ہے کہ اس عرصے میں آپ بہت سے امتحانی نمونوں کو حل کریں اور ان جوابی نمونوں (samplary answers) کو اچھی طرح لکھنے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر جن سوالات کا جواب لکھتے وقت اس مضمون (subject) کے بارے میں چند جملے یا کوئی مقالہ (essay or thesis) لکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوشش کریں کہ شروع میں آپ ایک دل چسپ سی تمہید باندھیں، پھر اس سے متعلق مختلف پہلوؤں (different aspects) کو ذکر کریں اور انھیں مثالیں، اسباب اور حقائق (examples, reasons and facts) بیان کر کے پختگی دیں۔ آخر کی چند سطروں میں موضوع کا بہت مختصر سا مرکزی خیال (central idea) لکھ لیں اور اگر ممکن ہو تو جواب کے آخر میں ایک عمومی حکمت کی بات (general saying) یا درست رائے (correct opinion) کا اضافہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ کی بات کا اختتام بہت مضبوط طریقے سے ہوگا۔

غور کیجیے گا کہ اس طرح کے سوالات جن میں آپ سے عبارت یا مقالہ لکھنا مطلوب ہو، ان کا طریقہ انشا کے موضوع میں لکھنے سے ملتا جلتا ہے اور دونوں ہی ہر تھوڑے عرصے میں مشق (practice) چاہتے ہیں۔

۱۰۔اپنی صحت کا خیال رکھیں:

اس زمانے میں آپ پر لازم ہے کہ آپ مفید کھانوں پر بھرپور توجہ دیں اور روزانہ مناسب مقدار میں نیند کرلیا کریں اور بہتر یہ ہے کہ آپ کچھ ہلکی پھلکی بدنی ورزش بھی کرلیں، تاکہ آپ چستی اور تازگی محسوس کریں۔

③۔سب سے آخری ہفتے میں بھی امتحان کی تیاری کریں:

بہتر یہ ہے کہ اس ہفتے کو آپ آخری مرتبہ سبق دہرانے کے لیے مخصوص کرلیں۔ یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب آپ پچھلے ہفتوں میں تمام اسباق دہرا کر فارغ ہو چکے ہوں اور تمام معلومات کو اچھی طرح ذہن میں بٹھا چکے ہوں، پھر اس مرتبہ آپ بہت یقین اور اعتماد کے ساتھ سبق دہرائیں گے۔اس طرح سبق دہرانے سے آپ امتحان کے خوف میں بھی کمی محسوس کرنے لگیں گے۔

یہ بات نہ بھولیے گا کہ آخری مرتبہ سبق دہراتے وقت آپ اپنے دہرانے کی ترتیب کو امتحان کے نقشے (timetable) سے الٹ دیں۔جس مضمون کا امتحان سب سے آخر میں ہو، اس کی تیاری سب سے پہلے کریں اور جس کا امتحان سب سے پہلے ہو، اس کی تیاری سب سے آخر میں کریں۔ یہ طریقہ آپ کو معلومات یادرکھنے کی ضمانت (guarantee) دیتا ہے۔وہ اس طرح کہ اس طریقے میں امتحان کے دن اور سبق دہرانے کے وقت میں فاصلہ کم ہوتا ہے۔

④۔امتحان سے ایک دن پہلے بھی امتحان کی تیاری کریں:

امتحان سے پہلے والا آخری دن پورے تعلیمی سال کے ان مشکل ترین دنوں میں سے ہوتا ہے جن کا آپ کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔آیئے، ہم ذرا ساتھ مل کر اس بات پر گفتگو کریں کہ اس لمبے دن میں جو امتحان کے وقت سے پہلے تک چلتا ہے، آپ کے لیے کیا کیا کرنا ضروری ہے۔

آپ اپنا امتحان سے پہلے کا دن کیسے گزاریں؟

بعض طلبہ کا ماننا یہ ہے کہ اس دن کو پڑھائی سے دور گزارنا سب سے مناسب ہے، تاکہ دماغ کو کچھ سکون مل سکے، بل کہ بعض تو یہ تک تجویز دیتے ہیں کہ سینما (cinema) جایا جائے یا اپنا وہ دن نہر کے کنارے پر یا ٹی۔وی (T.V) دیکھتے ہوئے گزار دیا جائے۔ یہ ساری مشہور اور عام

غلطیاں ہیں۔ یہ تو ضروری ہے کہ اس دن آپ اپنے اوپر سبق کا زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، لیکن یہ بھی جان لیں کہ اس دن سبق کو بالکل ہی نہ پڑھنا اور اسے نہ دہرانا آپ کے اندر پورا دن ضائع کر دینے کی ایک خلش سی پیدا کرے گا، جس کی وجہ سے اگلے دن کے لیے آپ اپنا اعتماد بھی کھو بیٹھیں گے۔

بہتر یہ ہے کہ اس دن آپ تھوڑا سبق بھی دہرالیں اور تھوڑی تفریح بھی کر لیں۔ اس طرح آپ پر بوجھ بھی نہیں ہوگا اور آپ کا اعتماد بھی بڑھے گا۔

۱۱۔ امتحان کی رات:

کبھی بھی رات کو دیر تک نہ جاگیں۔ کوشش کریں کہ جتنا پڑھ چکے ہیں اس پر اکتفا کر لیں اور اسے کافی سمجھیں اور مناسب وقت میں سبق دہرانے سے رک جائیں، تاکہ آپ کو ٹھیک مقدار میں نیند اور آرام کا موقع حاصل ہو جائے۔ یاد رکھیے کہ جسم اور ذہن کو راحت دینا بھی امتحان کی تیاری کا ایک اہم عنصر ہے۔

اس رات میں آپ جتنا ہو سکے اپنے بوجھ کو کم کرنے کی کوشش کریں۔

۱۲۔ امتحان کے دن کی صبح:

اس دن کی صبح آپ اپنے ذہن کو زیادہ سے زیادہ صاف رکھنے کی کوشش کریں۔ کوشش کریں کہ اس ہل چل والے وقت میں کوئی نئی چیز سیکھنی نہ پڑے اور نہ ہی کچھ نیا دہرانا پڑے۔ اس سے پچھلا دہرایا گیا سبق اور گزشتہ سیکھی ہوئی باتیں بہت اثر انداز ہوتی ہیں۔ بس جو آ گیا ہے اس پر اکتفا کر لیں اور اللہ پر بھروسا کریں۔ اس وقت بہت شدید خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کتاب سے بعض معلومات کو دہرا لیا جائے، لیکن یہ خواہش زیادہ تر ایک وسوسہ ہوتا ہے جو الجھن (tension) اور عدمِ اعتمادی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، البتہ اس تنگ وقت میں بھی آپ اپنے یاد کردہ سبق کو تیزی سے دہرا سکتے ہیں۔ کئی مرتبہ یہ چیز آپ کو اطمینان دلائے گی، لیکن کوشش کریں کہ آپ زیادہ دیر نہ دہرائیں۔ بس چند منٹوں یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ہی دہرائیں۔

۱۳۔ امتحان کے لیے جانا:

بہتر یہ ہے کہ آپ مقررہ وقت سے بہت پہلے امتحان کی جگہ پر نہ جائیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ جلدی جا کر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بحث و مباحثہ اور مذاکرات میں لگ جائیں اور اپنی معلومات کا جائزہ لینے لگیں۔ ممکن ہے کہ ان مذاکروں میں آپ کے سامنے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جائے جسے آپ صحیح طرح نہ جانتے

ہوں، جس سے آپ کی خود اعتمادی کمزور پڑ جائے گی اور آپ کا اپنی تیاری پر سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ ہمیشہ اس موقع پر اپنی حاصل کردہ معلومات پر یقین رکھیں اور مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش نہ رکھیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اضافی معلومات نصاب (course) ہی سے باہر ہوں یا سرے سے صحیح ہی نہ ہوں اور اگر صحیح ہوں بھی تب بھی یہ وقت کسی بھی نئی معلومات حاصل کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے۔

⑤۔ اپنے استاد کے انداز کو پہچانیں:

جی ہاں، اپنے استاد کے انداز کو پہچانیں کہ وہ کس طرح کے سوالات بناتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ آپ ماہانہ، سہ ماہی، وغیرہ دیگر امتحانات اور جائزوں (tests) سے ان کے انداز کو پہچان لیں کہ وہ زیادہ تر کس طریقہ کی طرف مائل ہوتے ہیں:

بعض تفصیلی سوالات (Subjective questions) کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

اور بعض کا رجحان معروضی سوالات (Objective questions) کی طرف ہوتا ہے۔

اور بعض یہ پسند کرتے ہیں کہ طالب علم کا خط (hand writing) اچھا ہو۔

اپنے استاد کے طریقے کو پہچانیں اور یہ پہچانیں کہ وہ کیا پسند کرتے ہیں اور کیا ناپسند کرتے ہیں۔

استاد کے انداز کو پہچاننا آپ کی امتحان کی تیاری کا طریقہ بھی متعین کر دے گا، اور امتحان میں آپ کے جواب لکھنے کا طریقہ بھی متعین کر دے گا اور پھر نتیجتاً امتحان میں آپ کی کامیابی اور برتری کو بھی یقینی بنا دے گا!!

استاد کا انداز پہچاننے کا طریقہ:

استاد کے انداز کو پہچاننے کے لیے ان باتوں کا خیال رکھیں:

الف۔ سبق کے دوران میں استاد کی طرف سے کسی رہ نمائی اور اشارے کے انتظار میں رہیں۔ ہر وہ بات جس کی استاد تاکید کر دیں یا اسے بورڈ پر لکھ کر اس پر لکیر کھینچ لیں یا اسے دہرائیں، وہ ممکنہ طور پر امتحانی مقام ہوسکتا ہے۔

ب۔ غور سے سنیں، بیدار اور متوجہ ہو کر پڑھیں۔ عام طور پر استاد اپنے طلبہ کو امتحانات کے بارے میں اہم معلومات بتاتے ہیں یا کبھی بورڈ پر لکھ دیتے ہیں۔ معلومات کی ان جگہوں کو بھرپور توجہ دیں۔

ج۔ خود اپنے استاد سے اہم امتحانی مقامات کے بارے میں پوچھ لیں اور بات کو یوں

شروع کریں کہ آپ کو اِس اِس طرح کی معلومات چاہیے، تاکہ آپ زیادہ پُراثر طریقے سے پڑھ سکیں۔ اگر کوئی امتحانی بورڈ ہو تو اس کے انداز کو پہچاننے کی کوشش کریں، البتہ اس بات کا خیال رہے کہ بعض امتحانی بورڈ اپنے سوالات اور پرچہ بنانے کے انداز کو بدلتے رہتے ہیں۔

⑥۔ان طلبہ سے معلومات حاصل کریں جو اِنھی استاد سے پہلے پڑھ چکے ہوں:

ہاں، لیکن یہ خیال رہے کہ ویسے تو آپ اپنے استاد ہی سے پوچھیں اور طلبہ کی قیاس آرائیوں سے اور خود تجویز کردہ اہم مقامات سے دور رہیں۔ ان میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور طلبہ میں سے صرف ذہین اور قابل طلبہ سے پوچھنے کو کافی سمجھیں۔

⑦۔جب آپ امتحان دے رہے ہوں تو سوال میں پوچھے گئے امور پہچانیں:

طالب علم امتحان کی وجہ سے پیدا ہونے والے اندرونی دباؤ (inner pressure) کی وجہ سے سوال کے مقصد کو سمجھنے سے پہلے ہی اس کا جواب دینے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ بعض سوالات میں ان کے حقیقی مطلوب کے علاوہ بھی چند جزئیات مطلوب ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر لکھا ہو:

”طالبِ علم کی زندگی میں وقت کو ترتیب دینے کا اثر مختصراً لکھیں اور مثالوں کے ذریعے وضاحت بھی کریں“۔

تو اس سوال میں حقیقی مطلوب کے علاوہ دو اور چیزیں بھی طلب کی گئی ہیں:

- ☐ مختصر لکھیں۔
- ☐ مثالوں کے ذریعے وضاحت کریں۔

اس موقع پر غلطی سے بچنے کے لیے آپ ہر سوال کے ہر مطلوب پر لکیر کھینچ لیں اور جب آپ جوابی کاپی میں جواب دے دیں تو اس مطلوب پر (✓) کا نشان لگالیں، اس طرح آپ ضمانت (guarantee) کے ساتھ سوال کے کسی بھی حصے کو نہیں چھوڑیں گے۔

سوالات کے مطلوب کو پہچاننے کے لیے ان میں موجود تمام تعلیمات وہدایات کو اچھی طرح پڑھ لیں، تاکہ آپ ان کے پابند رہیں۔

⑧۔اپنا خط اچھا کریں:

یقیناً خط (hand writing)، صفائی ستھرائی اور پرچے کو ترتیب وار اور سلیقہ سے لکھنے کا پرچہ چیک کرنے والے کی نفسیات پر بڑا اثر پڑتا ہے اور اس کے برخلاف وہ ”فرعونی خط“

(Hieroglyphs)[1] ہے جس میں چیک کرنے والے کو اپنے سامنے موجود ایک ایک خفیہ کوڈ (code) کھول کر بات کو نکالنا پڑتا ہے، پھر اسے سمجھنا پڑتا ہے۔ اس میں اس کا زیادہ وقت لگ جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ طالب علم کا خط مطلوبہ شکل میں واضح نہ ہونے کی وجہ سے اس پر غضب ناک ہو جاتا ہے اور نمبرات کے معاملے میں اس کے حق میں کمی کر دیتا ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ امتحان کے لیے کافی وقت دیا جاتا ہے، لہٰذا جلدی کرنے اور بے چین ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ ٹھہر کر مختصر ذکر و اذکار کر لیں، پھر اطمینان سے سوالات حل کرنا شروع کریں۔

⑨۔ جواب دینے کے مراحل کو پہچانیں:

سوالات کے جواب دینے کے کل تین مراحل ہیں:

❁ پہلا مرحلہ: جواب دینے سے پہلے:

ان اصولوں کی رعایت کرنا ضروری ہے:

i. سوالات کو اطمینان سے بغیر کسی الجھن اور پریشانی کے پڑھ لیں، تاکہ تمام ہدایات اور مطلوبہ باتیں جان سکیں۔ اطمینان کے ساتھ پڑھنے سے سوالات کی نوعیت کا پتا چل جاتا ہے اور صحیح جواب دینے کی صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے:

« فَهْمُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْجَوَابِ »

ترجمہ: ''سوال کا سمجھنا آدھا جواب ہے''۔

ii. اپنے مقررہ وقت کی خوب حفاظت کریں۔ اسے اچھی طرح تقسیم کریں، اس سے اچھی طرح فائدہ اٹھائیں اور ہر سوال کو اس کا حق دیں۔

iii. پورے سوالیہ پرچے پر ایک سرسری نظر ڈال لیں۔ اگر آپ تمام سوالوں کے جوابات جانتے ہوں گے تو آپ کی الجھن اور پریشانی ختم ہو جائے گی اور اگر نہیں جانتے ہوں گے تو لاشعوری طور پر آپ کا دماغ ان کے بارے میں سوچنے لگ جائے گا۔ جب تک آپ ان سوالات کو حل کر کے فارغ ہوں گے جن کا جواب آپ جانتے ہیں، امید ہے کہ آپ کو ان سوالوں کے بارے میں بھی کافی باتیں یاد آ جائیں گی جن کا جواب آپ نہیں جانتے تھے۔

---

[1] قدیم مصری تحریریں جو اہرام مصر (Pyramids of Egypt) اور اس کے اطراف میں پائی گئیں ہیں۔ برے خط کو سمجھنے میں مشکل ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

iv۔ جوابی کاپی کو ترتیب دیں۔ ہر سوال اور اس کے اجزا کے جواب کے لیے ایک صفحہ یا اس سے زیادہ صفحے مخصوص کر لیں، تاکہ چیک کرنے والے کے لیے جواب ڈھونڈنا آسان ہو اور وہ خوشی سے آپ کا پرچہ چیک کرے۔ اگر آپ اسی صفحے پر دوسرے سوال کا جواب لکھنے پر مجبور ہوں تو دونوں جوابوں کے درمیان تین سے پانچ سطریں چھوڑ دیں۔

❁ دوسرا مرحلہ: جواب دیتے وقت:

جواب دیتے وقت آپ پر ان سنہرے اصولوں کی رعایت کرنا ضروری ہے:

i۔ پہلے سب سے زیادہ آسان سوال اختیار کریں۔ اس کا جواب دینا ان باتوں کی ضمانت (guarantee) دیتا ہے:

☐ پورے سوال کا جواب دے کر فارغ ہو سکیں گے۔

☐ ذہن کو دوسرے سوالات کے لیے زیادہ سوچنے کا موقع ملے گا، جس سے مشکل سوال کا جواب دینا بھی آسان ہو جائے گا۔

☐ خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ بے چینی اور بے قراری کی کیفیت سے نجات ملے گی۔

ii۔ زیادہ مشکل سوال کو آخر کے لیے چھوڑ دیں۔ پہلے آسان اور پھر درمیانے درجے کے مشکل سوالات حل کرنے کے بعد اس کی طرف آئیں۔ اس طرح آپ کے بعض سوالات یقینی طور پر حل ہو جائیں گے اور صرف چند سوالات یا ان کے کچھ اجزا باقی رہیں گے۔

iii۔ دی گئی ہدایات (instructions) کو پورے امتحان کے دوران میں اپنے دماغ سے اوجھل نہ ہونے دیں، ہر تھوڑے لمحے بعد ان ہدایات کو اپنے ذہن میں دہرائیں۔

iv۔ سوالیہ پرچے میں جس سوال کا جواب لکھ کر فارغ ہو جائیں، اس پر (✓) کی علامت لگائیں۔ اس طرح آپ کسی مطلوبہ سوال کا جواب دینا نہیں بھولیں گے۔

v۔ جب کسی سوال کو سمجھنا مشکل ہو جائے، تو اللہ سے مدد مانگنا نہ بھولیے۔

vi۔ تمام سوالات کا جواب دیجیے۔ مطلوبہ درجے سے کم کا جواب دینا، نہ دینے سے بہتر ہے۔ یہ بھی جان لیں کہ کوشش کر کے ناکام ہونا بغیر کوشش کیے ناکام ہونے سے بہتر ہے۔

vii۔ جب آپ کا سامنا صحیح اور غلط کی نوعیت کے سوالات (Right or wrong) سے ہو تو کبھی آپ کو صحیح جواب پہچاننے میں مشکل ہو جاتی ہے۔ یہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب سوال بنانے والے "بعض" یا "زیادہ تر" (Often, Usually, Sometimes) جیسے

الفاظ استعمال کریں۔ یہاں آپ کے ذمے صرف بنیادی خیال (basic idea) کو پہچاننا ہے اور استعمال ہونے والی عبارتوں کو اچھی طرح سمجھنا ہے کہ کیا یہ بات حقیقت کے موافق ہے یا اس کے مخالف ہے؟ اور ان الفاظ سے ہوش یار رہیں جن کا برعکس معنی درست نہیں ہوتا ہو جیسے ہمیشہ، سارے، ہر بار (Always,All,Everytime)، مثلاً اگر لکھا ہو: "ہر انسان پڑھنا جانتا ہے"۔ اگر آپ اس بات کو صحیح مانیں، تو مطلب یہ ہوگا کہ کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے، جو پڑھنا نہ جانتا ہو اور دنیا کے تمام انسان پڑھ سکتے ہیں، حال آں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔

اگر آپ اس سوال کے بارے میں اپنی یقینی معلومات استعمال کر کے صحیح جواب حاصل کرنے سے عاجز ہو جائیں تو ممکن ہے کہ آپ اس موضوع کی کچھ سمجھ بوجھ کی بنا پر کوئی جواب اختیار کر لیں، پھر اگر جواب اختیار کر لینے کے بعد آپ کو تردد ہو تب بھی جواب نہ بدلیں۔ تجربات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زیادہ تر پہلا جواب ہی صحیح ہوتا ہے۔

viii۔ کثیر الانتخابی سوالات (MCQS) میں ساری ہدایات کو اچھی طرح پڑھ لیں، پھر ہر سوال کو اہتمام کے ساتھ پڑھیں اور سوال کو ہر جواب کے اختیار کے ساتھ دہرائیں، پھر جو اختیارات درست معلوم نہ ہوتے ہوں، انھیں کاٹتے جائیں اور جب صرف دو اختیارات رہ جائیں تو ان کے ساتھ اس طرح نمٹیں گویا کہ وہ دونوں صحیح اور غلط کے سوال ہیں یا جوابات پڑھیں، ان سے سوال بنائیں، پھر انھیں حل کریں۔

اگر آپ کے سامنے کوئی ایسا سوال آجائے جس کا آپ کافی وقت لگا دینے کے باوجود جواب نہ جان پا رہے ہوں تو اس وقت کے لیے اس کے ناممکن اختیارات کاٹ کر آگے بڑھ جائیں۔

ix۔ دو عبارتوں کو جوڑنے (Matching the correct answers) والے سوالات میں ہدایات پڑھنے سے ابتدا کریں، پھر ساری عبارتیں پڑھیں، ان عبارتوں کو جوڑیں جن کے صحیح ہونے کا آپ کو یقین ہے، پھر جن عبارتوں کو نہیں جوڑا ہے ان کی طرف دوبارہ نظر دہرائیں اور جہاں تک ممکن ہو جوڑنے کی کوشش کریں۔

x۔ خالی جگہ پُر کرنے (Filling in the blanks) یا جملوں کو پورا کرنے (Completing sentences) والے سوالات میں آپ کی اس موضوع سے متعلق معلومات جواب دینے میں اور صحیح جواب تک پہنچنے میں بنیاد ہے۔ ادھوری عبارت کو غور سے پڑھ کر جہاں تک ممکن ہو مقصودی معنی نکالنے کی کوشش کریں۔ کبھی کبھار تو ایک لفظ ہی جواب یاد دلانے میں آپ کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

xi.تفصیلی سوالات (Subjective questions) کا جواب دیتے ہوئے سب سے پہلے تمہید کے طور سوال کی کچھ عبارت یا پوری عبارت لکھیں اور اسی کو بنیاد بنا کر آگے چلیں۔ اگلی آنے والی ساری بات یا تو اس عبارت کی تشریح ہوگی یا اس کی جزئیات کی وضاحت ہوگی اور یہ بھی خیال رکھیں کہ سوال کے آخر میں تھوڑی جگہ چھوڑ کر اگلا سوال شروع کریں۔ ہوسکتا ہے کہ اس سوال کی طرف لوٹنا پڑے اور نظرِ ثانی (recheck) کرتے وقت کچھ نئی معلومات کا اضافہ کرنا پڑے۔

xii.ایک یا کئی صفحات کو ہر جواب کے لیے مخصوص کرلیں۔

xiii.ان باتوں کو ذکر کریں جن کے بارے میں آپ کو پورا یقین ہو۔ یاد رکھیں کہ یہاں اندازوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بل کہ ہر غلطی آپ کے خلاف شمار کی جائے گی اور کبھی تو اس کی وجہ سے جو نمبرات حاصل ہونے تھے، ان میں بھی کمی کردی جائے گی۔

xiv.معلومات کو شروع سے ذکر کریں اور انھیں ذکر کرتے وقت تسلسل کا خیال رکھیں۔ باتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر اور تدریجاً ذکر کریں۔

معلومات کو بے جوڑ اور بے ترتیبی سے لانا منتشر دماغی پر دلالت کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم ترتیب وار سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ کوئی بات لکھنے سے پہلے اس کے بنیادی خیال (main idea) کو ملحوظ رکھیں، پھر خوب سوچ لینے کے بعد اس بات کو لکھیں۔

بنیادی کام کسی بات کو صحیح طرح لکھنا اور اسے دل چسپ اور پُرکشش انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ معلومات کو بے جوڑ اور غیر مرتب طریقے سے ذکر کرنا صحیح باتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور ان کے سمجھنے میں رکاوٹ بھی بنتا ہے۔

۞ تیسرا مرحلہ: جواب دینے کے بعد:

جواب دینے سے فارغ ہونے کے بعد ان باتوں کی پابندی کرنا ضروری ہے:

i.تمام جوابات کو دہرائیں، تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ آپ نے کتنا درست لکھا ہے۔ یاد رکھیں کہ لکھتے وقت انسان کو کئی باتوں کا اندازہ نہیں ہوتا، پھر دہراتے وقت وہ باتیں سامنے آجاتی ہیں۔ لہٰذا سوالات اور جوابات کو دوبارہ پڑھنے کی عادت ڈالیں اور اس بات پر صحیح طرح عمل پیرا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ فارغ ہونے کے بعد چند منٹ بغیر کچھ سوچ وفکر کیے صرف ذکر واذکار میں گزار دیں۔ اس سے ذہن کو راحت ملتی ہے، پھر جوابات کو خوب باریکی سے پڑھیں، ان میں

موجود غلطیوں کو تلاش کریں اور اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو اسے پورا کریں۔

تھکاوٹ کی حالت میں اپنے جوابات کو چیک نہ کریں۔اس وقت آپ کے پاس جذباتی اور ذہنی توانائیوں کا سکون نہیں ہوگا (calmness of emotional and mental energies)، جس کی وجہ سے آپ جوابات کو اچھی طرح چیک نہیں کرسکیں گے۔

ii. یہ دوبارہ دیکھ لیں کہ سوالیہ پرچے میں کیا کیا باتیں مطلوب ہیں۔یہ عمل اس لیے ضروری ہے تاکہ طالب علم بعض سوالات کو غلطی سے چھوڑ دینے سے بچ جائے۔یاد رکھیں کہ امتحان گاہ سے باہر نکل کر ندامت اور افسوس ہرگز فائدہ نہیں دے گا۔

iii. آخری بات یہ ہے کہ اگر امتحان گاہ سے نکلنے کے بعد کوئی غلطی ظاہر ہوجائے یا آپ کو اس میں کچھ بھول جانے کا پتا چلے تو اپنے اوپر افسوس کو غالب نہ آنے دیں، ورنہ یہ افسوس آپ کے اگلے پرچوں پر بھی اثر انداز ہوگا۔یاد رکھیں کہ اب پچھتانے کا وقت چلا گیا، اگلے امتحان کی تیاری کریں اور آئندہ ہوش یار رہیں۔

⑩۔دعا اور استغفار کریں:

ہمیں ہمارے پیارے آقا و مولی رسول اللہ ﷺ نے دعا اور استغفار کی خوب تلقین کی ہے اور اس کی عادت ڈالنے کا حکم کیا ہے۔شاید کہ آپ کی پریشانی کا ایک وقت سوالیہ پرچوں کے تقسیم ہونے کا ہو۔اس وقت آپ کو آیت الکرسی اور مُعَوِّذَتَین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور پریشانی کے موقعوں کے لیے مخصوص دعاؤں کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ کی دعا ہے:

«اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَھْلًا وَ اَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلًا»

ترجمہ: "اے اللہ! کوئی چیز آسان نہیں ہے، مگر سوائے اس چیز کے جسے آپ آسان کردیں۔اگر آپ چاہیں تو سخت چیز کو آسان کردیتے ہیں"۔

یقیناً طالب علم کی سب سے بڑی طاقت، اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اسی پر بھروسا کرنا ہے۔اس سے اسے بہت اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں رہتا۔

ہر موقع پر آپ کی یہ عادت ہونی چاہیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پکاریں اور اس کے اس ارشاد کو یاد رکھیں:

﴿**اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ**﴾ (سورۃ المؤمن، آیت نمبر:60)

ترجمہ: "مجھے پکارو، میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا" (آسان ترجمۂ قرآن)

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

لَا تَسْأَلَنَّ بَنِيْ آدَمَ حَاجَةً وَسَلِ الَّذِيْ أَبْوَابُهُ لَا تُغْلَقُ

فَاللهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ وَبَنِيْ آدَمَ حِيْنَ يُسْأَلُ يَغْضَبُ

ترجمہ: "لوگوں کے سامنے اپنی حاجت مت پیش کرو۔ اس ذات سے مانگو جس کے دروازے بند نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نہ مانگنے پر غصہ ہوتے ہیں جب کہ لوگ مانگنے پر غصہ ہوتے ہیں"۔

اب آپ کے سامنے چند دعائیں ذکر کی جاتی ہیں، انھیں پڑھنے کا اہتمام کریں:

۱۔ وقت میں برکت کے لیے حضرت عمر کی اس دعا کا خوب اہتمام کریں:

۔«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُکَ صَلَاحَ السَّاعَاتِ وَ الْبَرَکَةَ فِي الْأَوْقَاتِ»

ترجمہ: "اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اپنے لمحات کی درستگی اور اوقات میں برکت کا"۔

۲۔ حافظے کی تقویت کے لیے ان دو عمل کا خوب اہتمام کریں:

ہر فرض نماز کے بعد:

☐ سر پر ہاتھ رکھ کر 11 مرتبہ اللہ تعالیٰ کا یہ نام پکاریں:

«يَا قَوِيُّ»

ترجمہ: "اے زور آور، ہر چیز کی طاقت رکھنے والے"۔

☐ دل پر ہاتھ رکھ کر ایک مرتبہ یہ پڑھیں:

« رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِن لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْماً »

ترجمہ: "پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجیے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجیے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجیے، میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

۳۔ جب آپ امتحان گاہ (examination hall) کی طرف جا رہے ہوں تو یہ دعا پڑھیں:

۔﴿رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر:80)

ترجمہ: "یارب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

۔﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر:81)
ترجمہ:"اور کہو کہ حق آن پہنچا اور باطل مٹ گیا اور یقیناً باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے"۔
(آسان ترجمۂ قرآن)
۔﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ (سورۃ الکھف، آیت نمبر:109)
ترجمہ:''(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ: اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی بن جائے تو میرے رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی کہ اس سے پہلے سمندر خشک ہو چکا ہوگا، چاہے سمندر کی کمی پوری کرنے کے لیے ہم ویسا ہی ایک اور سمندر کیوں نہ لے آئیں''۔
(آسان ترجمۂ قرآن)

۔«يَا مُعَلِّمَ اِبْرَاهِيْمَ عَلِّمْنِيْ وَ يَا مُفَهِّمَ سُلَيْمَانَ فَهِّمْنِيْ»
ترجمہ:"اے ابراہیم علیہ السلام کو سکھانے والے! مجھے بھی سکھا دے اور اے سلیمان علیہ السلام کو سمجھانے والے! مجھے بھی سمجھا دے"۔

۴۔ جب آپ امتحانی پرچہ (Question Paper) ہاتھ میں لیں تو یہ دعا پڑھیں:
۔﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ o یَفْقَهُوْا قَوْلِیْo﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر:28-25)
ترجمہ:''پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجئے اور میرے لیے میرا کام آسان بنا دیجئے اور میری زبان میں جو گرہ ہے اسے دور کر دیجئے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں''۔(آسان ترجمۂ قرآن)
۔«اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهٗ سَهْلًا وَ أَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا اِذَا شِئْتَ سَهْلًا»
ترجمہ:''اے اللہ! کوئی چیز آسان نہیں ہے، سوائے اس چیز کے جسے آپ آسان کر دیں، آپ اگر چاہیں تو سخت چیز کو آسان کر دیتے ہیں''۔

۵۔ جب آپ کو کوئی سوال مشکل لگے تو کہیں:
۔«يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ»
ترجمہ:"اے زندہ! اے سب کو تھامنے والے! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں"۔
۔«لَا إِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ»
ترجمہ:" آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں۔ بے شک میں ہی قصوروار ہوں"۔

اوپر مذکور دعا حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی۔
۔«اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّ أَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ كُلَّهٗ، لَا اِلٰهَ

اِلَّا أَنْتَ »

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ کی رحمت کا امید وار ہوں، پس مجھے پلک جھپکنے تک کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کیجیے اور میری حالت کو مکمل درست کر دیجیے۔ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے“۔

۶۔ جب آپ کوئی چیز بھول جائیں تو کہیں:

۔﴿عَسٰى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّىْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا﴾ (سورۃ الکھف، آیت نمبر: 24)

ترجمہ: ”مجھے امید ہے کہ میرا رب کسی ایسی بات کی طرف رہنمائی کر دے جو ہدایت میں اس سے زیادہ قریب ہو“۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

۷۔ آپ کو کوئی مصیبت، غم یا پریشانی لاحق ہو جائے تو یہ کہیں:

۔«اَللّٰهُمَّ اِنِّي عَبْدُکَ وَ ابْنُ عَبْدِکَ وَ ابْنُ أَمَتِکَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِکَ مَاضٍ فِيَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُکَ، أَسْأَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ هُوَ لَکَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَکَ أَوْ أَنْزَلْتَهٗ فِيْ کِتَابِکَ أَوْ عَلَّمْتَهٗ أَحَدًا مِنْ خَلْقِکَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَکَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَ جَلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذَهَابَ هَمِّيْ »

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، میری ذات پر آپ ہی کا حکم چلتا ہے، میری ذات کے متعلق آپ کا فیصلہ سراپا عدل وانصاف ہے، میں آپ سے آپ کے ہر اس نام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جو آپ نے اپنے لیے خود تجویز کیا یا اپنے مخلوق میں سے کسی کو وہ نام سکھایا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنے پاس علم غیب میں ہی اسے محفوظ رکھا، کہ آپ قرآن کریم کو میرے دل کی بہار، سینے کا نور، غموں کے لیے کشادگی اور پریشانیوں کے لیے دوری کا ذریعہ بنا دے“۔

۔«اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِکُ بِهٖ شَيْئًا»

ترجمہ: ”اللہ ہی میرا پالنے والا ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا“۔

اوپر ذکر کی گئی دعائیں سمندر کے سامنے قطرے کی مانند ہیں، آپ جس انداز سے، جس دعا کے ذریعے چاہیں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔

واللہ ولي التوفیق

الحمدلله، أكملت ترجمة الكتاب "أسرار التفوق الدراسي" من العربية إلى الأردية بعد المغرب في يوم الأحد في ليلة البراءة ۱۵ شعبان ۱۴۳۷ھ الموافق ل 16/5/22 في ٹنڈو الہ یار بالمسجد الجامع میمن خلال الرحلة الدعوية لعشرة أيام، بدئت في الجماعة و أنهيت فيها بتوفيق الله تعالٰی، و قد استغرق هذا العمل سبعة أيام.

ثم فرغت من الزيادات عليه للطبعة الثانية في حوالي ثالث عشر من رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ، و لله الحمد و الشكر، و الله أسأل أن يتقبل مني هذا العمل المتواضع.

ضمیمہ نمبر ۱:
زبان سے متعلق اہم گفتگو

زبان کی اہمیت

جس زبان میں آپ کی کتابیں لکھی ہوئی ہیں یا جس زبان میں آپ کو سبق پڑھایا جاتا ہے، اس زبان میں آپ کو کامل طور پر عبور حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس سے آپ کو سبق سمجھنے، مطالعہ کرنے اور اسے دہرانے میں خوب آسانی ہوگی، اس کے علاوہ آپ کو کم وقت میں مکمل یکسوئی کے ساتھ فن کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

اس کے برخلاف اگر کوئی شخص کسی کتاب کو پڑھ رہا ہو اور اسے اس کتاب کی زبان پر عبور نہ ہو تو اس شخص پر دوہرا بوجھ پڑتا ہے، ایک طرف نامانوس زبان کا بوجھ اور دوسری طرف فن کا بوجھ۔ پہلے اسے ان الفاظ کا معنی سمجھنا پڑتا ہے، پھر ان الفاظ کے ذریعے فن کے متعلق جو بات سمجھائی جارہی ہوتی ہے، اسے سمجھنا پڑتا ہے۔ اس دوہرے بوجھ کی وجہ سے وقت کافی زیادہ لگ جاتا ہے اور بسا اوقات فن میں مطلوبہ مہارت اور استعداد بھی حاصل نہیں ہو پاتی۔

اور اگر آپ کو امتحان بھی اسی زبان میں دینا ہو یا پرچہ بھی اسی زبان میں آتا ہو، تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ امتحان میں سوال کو سمجھنے اور اس کا صحیح جواب دینے کے لیے زبان میں مہارت کا ہونا کتنا ضروری ہے؟ اور خصوصاً جب یہ بات معلوم ہو کہ تعبیر کا پرچے پر کتنا اثر پڑتا ہے۔ بہت سے ذہین اور سمجھ دار طلبہ صرف اس بنا پر اچھے نمبرات حاصل نہیں کر پاتے کہ وہ تعبیر میں کمزور ہوتے ہیں اور بات کو صحیح طرح سمجھانے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور بسا اوقات کم سمجھ والے طلبہ تعبیر اور اندازِ بیان میں کمال رکھنے کی بنا پر امید سے زیادہ نمبرات حاصل کر لیتے ہیں۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض طلبہ زبان سیکھنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ابتدائی کلاسوں میں محنت نہیں کرتے، پھر اس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تعلیمی سلسلے کے اختتام تک وہ الفاظ کے معنی سمجھنے میں بھی دوسروں کے محتاج رہتے ہیں، حتی کہ تعلیمی سلسلے کے اختتام کے بعد بھی وہ کمزوری دور نہیں ہوتی۔

لہذا پہلے زبان سیکھیں، پھر دیگر فنون سیکھیں!! اور اگر کسی وجہ سے ابتدائی کلاسوں میں زبان

نہیں سیکھ پائے تو جب آپ کو اپنی اس کمزوری کا احساس ہو جائے تو پھر بغیر کسی تاخیر کے زبان کو سیکھنا شروع کر دیں۔ چاہے اس کے لیے آپ کو اپنی مزید تعلیم کچھ عرصہ موقوف ہی کیوں نہ کرنی پڑ جائے، مگر اس پر بھرپور توجہ دیں۔

البتہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ صرف زبان کا سیکھ لینا کافی ہے اور زبان سیکھنے سے دوسری چیزیں خود بخود آ جاتی ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے، بل کہ ہر فن سیکھنے کے لیے آپ کو الگ سے محنت کرنی ہوگی، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ آپ خود بہت آسانی محسوس کریں گے اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام کر سکیں گے۔

کسی زبان کو سیکھنے کا آسان نسخہ

اردو، عربی، انگریزی سمیت کسی بھی زبان کو سیکھنے اور اس میں مکمل مہارت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم خود کو اس زبان کے حوالہ کر دیں، یہاں تک کہ اپنا بولنا، لکھنا، بل کہ اپنا سوچنا بھی ان زبانوں میں منتقل کر دیں اور انھیں زیادہ سے زیادہ لکھیں، پڑھیں اور سنیں، ان زبانوں کے ماحول کو اختیار کریں، انھیں بولنے والوں کے ساتھ کچھ وقت گزاریں، ان کے ماہرین کے پاس جا کر ان سے استفادہ کریں اور ایک وقت میں صرف ایک زبان سیکھیں اور خود کو اس میں مستغرق کر دیں، تب کہیں جا کر زبان پر کچھ عبور حاصل ہوگا، لہٰذا اگر آپ واقعی کسی زبان پر عبور حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسے جلد از جلد سیکھنے کے خواہش مند ہیں تو اسے اپنے اوپر حاوی کر لیں اور ساری زبانیں چھوڑ کر صرف اسی زبان کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں، اسی میں بولیں، اسی میں سوچیں، اسی کو سنیں اور اسی کو پڑھیں اور لکھیں۔ ان شاء اللہ چند دنوں میں ہی آپ نمایاں فرق محسوس کریں گے اور یہ تمام کام اس زبان کے ماحول میں کریں تو بہتر ہے، ورنہ کم از کم اس زبان کے ماہرین کی نگرانی میں کریں۔ وہ ماہر اگر اہل زبان ہو تو بہتر ہے، ورنہ کم از کم یہ ضرور ہو کہ اس نے اہل زبان ماہرین کے ساتھ کافی عرصہ گزارا ہو اور ان سے خوب استفادہ کیا ہو۔ اس کے علاوہ جس شخص نے صرف کتابوں سے پڑھ کر یا دیگر ذرائع سے کوئی زبان سیکھ لی ہو اور اسے زبان کے ماحول میں یا اس کے ماہرین کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوا ہو تو وہ شخص کبھی اس زبان کا ماہر نہیں کہلا سکتا اور چاہے وہ کتنا ہی الفاظ بنا بنا کر گفتگو کرتا ہو، اس کی انگریزی یا عربی یا کسی بھی زبان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس میں بات کرنا کیوں ضروری ہے؟

یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ کسی زبان میں گفتگو پر قادر نہ ہوں اور اس میں کوئی مضمون لکھنا چاہتے ہیں تو ان کی مضمون نگاری میں بناوٹ زیادہ ہوتی ہے اور ان کی تحریر اس زبان کی صحیح ترجمانی سے محروم نظر آتی ہے، حتی کہ اگر کوئی اہل زبان اس تحریر کو پڑھ لے تو وہ بھی اس سے اجنبیت محسوس کرے، بل کہ شاید سمجھ بھی نہ پائے۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص اس زبان میں گفتگو بھی کرتا ہے اور اس نے اہل زبان اور ماہرین سے اس زبان کو سنا بھی ہوتا ہے تو اس کی تحریر میں ایک الگ ہی کشش ہوتی ہے اور بعض مرتبہ تو یہ فرق کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ کسی اہل زبان کی تحریر ہے یا کسی غیر اہلِ زبان کی، جس نے محض اس زبان کو سیکھا ہو۔

کسی زبان کو سیکھنے کے لیے اس کے مطالعے کا طریقہ

آپ کسی زبان کو سیکھ رہے ہیں اور آپ کے سامنے اس زبان میں لکھا ہوا کوئی مضمون آجائے تو اس کے مطالعے کے لیے آپ مندرجہ ذیل طریقے کو اپنائیں، جسے کئی ماہرین نے ذکر کیا ہے۔

1. مضمون کو ایک بار سرسری اور تیزی سے پڑھ لیں۔
2. دوسری دفعہ تھوڑے دھیان سے پڑھیں اور مشکل اور جدید الفاظ پر لکیر کھینچتے جائیں۔
3. تیسری مرتبہ مطالعے کے دوران میں مشکل الفاظ کے معانی لغت سے نکال کر حل کریں۔
4. کم از کم دو مرتبہ مزید پڑھیں اور بات کے انداز اور تعبیرات پر بھی غور کریں۔

پھر آپ خود موازنہ کریں کہ پہلی مرتبہ پڑھ کر جو آپ سمجھے تھے اور پانچویں مرتبہ میں جو سمجھ رہے ہیں، اس میں کتنا فرق ہے۔اس طرح مطالعہ کرنے سے آپ کی استعداد بھی خوب بڑھے گی، ذخیرۂ الفاظ میں بھی اضافہ ہوگا اور آپ مشکل سے مشکل چیز پڑھنے پر بھی قادر ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس طرح پڑھنے میں آپ کا وقت زیادہ لگے گا اور مطالعہ کم ہوگا، لیکن آپ کی استعداد بہتر سے بہتر ہوتی جائے گی اور آپ مضمون کو بھی زیادہ اچھی طرح سمجھ پائیں گے اور اگر مضمون کافی لمبا ہو تو اسے کچھ حصوں میں تقسیم کر کے اس ترتیب پر مطالعہ کر لیا جائے۔

اس طرح مطالعہ کرنے کے بعد اگر آپ کسی ماہر شخص کو سنا دیں، تاکہ وہ آپ کی عبارت،

الفاظ کی ادائیگی اور مضمون کے فہم کو جانچ لے اور آپ کی غلطیوں کو درست کر دے تو بہت ہی بہتر ہے اور اگر مضمون میں موجود بعض الفاظ و تعبیرات کو علیحدہ سے جمع کر لیں، پھر ہر ایک کے کم از کم تین جملے بنالیں، پھر کسی ماہر کو دکھادیں اور یہ محنت جاری رکھیں تو امید ہے کہ کل کے ادیب آپ ہی ہوں گے۔ یہ طریقۂ کار کئی ماہرین کے تجربہ کا نچوڑ ہے، آپ بھی اسے ضرور آزمائیں۔

اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں کہ آپ ہمیشہ مطالعے کے لیے اس زبان کی معتبر ادب کی کتابوں کا انتخاب کریں، تاکہ آپ صرف صحیح تعبیرات سیکھیں۔ اگر آپ نے غیر ادبی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس میں اندازِ تحریر درست نہ ہوا تو آپ اس غلط انداز کو سیکھ جائیں گے جس آپ کا کلام اور آپ کی تحریر، دونوں متأثر ہوں گے۔

کسی بھی زبان کو اسی زبان میں سیکھیں

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جو زبان سیکھنا چاہتے ہیں اس کو اپنی زبان میں ترجمہ کر کے سیکھتے ہیں اور ہر ہر جملہ اور ہر ہر لفظ کا ترجمہ کرتے رہتے ہیں۔ مسلسل اس طریقے کو اختیار کرنا اس وقت تو درست مانا جاسکتا ہے جب آپ کسی زبان کے صرف چند الفاظ یا چند جملے سیکھنا چاہتے ہوں، لیکن اگر آپ کا مقصد کسی زبان میں مہارت حاصل کرنا ہو تو آپ کو وہ زبان براہِ راست سیکھنی ہوگی، یعنی اگر انگلش سیکھنی ہو، تو اسے انگلش میں ہی سیکھیں اور براہ راست انگلش کو انگلش میں سمجھنے کی کوشش کریں اور ہر چیز کے ترجمے کے پیچھے نہ پڑیں۔ اسی طرح عربی سیکھنے والے عربی کو عربی میں ہی سیکھیں اور براہ راست عربی کو عربی میں سمجھیں۔ یہ ایک غلط روش چل پڑی ہے کہ پہلے ترجمہ کرتے ہیں، پھر سمجھتے ہیں۔ اس سے کبھی بھی اس زبان میں مہارت حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح بولتے وقت اور لکھتے وقت بھی آپ پہلے اسی زبان میں سوچیں، پھر بولیں یا لکھیں۔

لکھتے وقت کس طرح سوچیں؟

میرا ایک سیدھا سادا دوست ہے، ایک مرتبہ اس نے مجھے اردو میں چند سوالات حل کر کے دکھائے۔ ان جوابات کو پڑھتے ہی میں چونک گیا اور مسکراتے ہوئے میں نے اس سے پوچھا: ''بھائی! تم پشتو میں سوچ کر اردو میں تو نہیں لکھتے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں، ایسے ہی تو کرتا ہوں۔'' وہ تحریر ایسی تھی کہ اگر ابھی آپ کے سامنے لاکر رکھ دوں تو آپ بے قابو ہو کر ہنس پڑیں، پھر میں نے اسے یہی بات سمجھائی کہ بھائی جس زبان میں بولنا یا لکھنا ہو، اسی زبان میں

اسے سوچا جائے، ابتدا میں اگرچہ تھوڑی دقت ہوگی، لیکن جب عادت ہوجائے گی تو پھر بالکل مشکل نہیں رہے گی۔

یہ تو ہمارے صرف ایک دوست کی کہانی تھی جو آپ کے سامنے عرض کردی، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے کئی طلبہ اردو میں نہیں تو عربی یا انگلش میں یہ نادانی ضرور کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ کبھی اس زبان کو سیکھ نہیں پاتے، بل کہ گفتگو اور تحریر میں نہایت ہی کمزور ہوتے ہیں۔

آپ خود بتائیں کہ ہم میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے، لیکن پھر بھی ہم اردو کو اردو میں ہی سمجھتے ہیں، نہ کہ پنجابی، بلوچی یا پشتو میں۔ تو جب اردو کو ہم براہِ راست سیکھ سکتے ہیں تو پھر دیگر زبانیں براہِ راست سمجھنے میں گھبراہٹ کس بات کی؟

اللہ پاک ہمارے لے ہر مرحلے میں آسانی کا فیصلہ فرمائے اور ہمارے نیک مقاصد پورا کرنے میں ہمارا مددگار بن جائے، آمین۔

تحریر وتقریر کی روح

کلام یعنی تحریر وتقریر کے 3 درجات ہیں جنھیں حاصل کر کے انسان اس میدان میں کمال حاصل کرسکتا ہے:

۱۔صحیح

۲۔فصیح

۳۔ادبی

۱۔صحیح: یہ سب سے پہلا درجہ ہے،جس میں الفاظ کے استعمال اور جملوں کی ترکیب کا درست ہونا ضروری ہے۔

ہر شخص کو ابتداء اسی درجے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے کلام کو فصیح اور ادبی بنانے پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

۲۔فصیح: یہ دوسرا درجہ ہے،جس کا حاصل یہ ہے کہ کلام میں واضح اور آسان الفاظ کا چناؤ ہو، عمدہ اسلوب ہو اور جملے کی ترتیب انتہائی پُرکشش ہو، نہ تو اجنبی اور انتہائی مشکل الفاظ کا استعمال ہو اور نہ کلام اور اس کے انداز میں کسی قسم کی پیچیدگی ہو۔

۳۔ادبی: یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔یہ وہ کلام ہے جس میں فصاحت کے ساتھ ساتھ مخاطب کے فہم اور موقع کی رعایت کی جائے اور موقع بموقع محاورات،ضرب الامثال اور تعبیرات استعمال کر کے کلام کو دل چسپ بنایا جائے۔

کلام میں کم از کم جس درجے کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے وہ ''صحیح'' کا درجہ ہے اور بسا اوقات اس پہلے درجہ کا سیدھا سادا کلام دوسرے درجات کے کلام سے نہ صرف آگے بڑھ جاتا ہے ،بل کہ زیادہ پُر اثر اور نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے۔دراصل اس تکلف سے پاک سیدھے سادے کلام میں کلام کی وہ روح شامل ہوجاتی ہے،جس کی وجہ سے وہ بہت سوں کے دل میں جاگزیں ہوجاتا ہے اور اپنا اثر دکھاتا ہے۔

کلام کی وہ روح کیا ہے؟ کلام کی روح اخلاص،دردِدل اور ہمدردی کا جذبہ ہے۔بقولِ اقبال:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۔۔۔ پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جب کوئی کلام ظاہری لفاظی سے پاک ،محض اخلاص،درد اور جذبے کے ساتھ زبان سے

نکلتا ہے یا تحریر کیا جاتا ہے تو وہ تیر بہدف ثابت ہوتا ہے اور دلوں کو چیر کر رکھ دیتا ہے۔

پھر اگر اس روح کے ساتھ وہ کلام ادبی بھی ہو تو اس کی رونق اور تاثیر ہی الگ ہوگی، جسے ہر پڑھنے، سننے والا اپنے ذوق کے حساب سے محسوس کر سکے گا۔

آپ بھی اس بات کو طے کرلیں کہ آپ کی ہر تحریر وتقریر صرف فصیح اور ادبی ہی نہیں، بل کہ زیادہ سے زیادہ اخلاص اور دردِ دل کے ساتھ ہوگی تو کچھ ہی وقت گزرنے کے بعد آپ کا کلام سب کلاموں سے ممتاز ہوگا۔

ضمیمہ نمبر: ۲
ادب سے متعلق اہم گفتگو

ادب کی تعریف

ادب کہتے ہیں اچھے برتاؤ کو۔ یہ ایک فطری چیز ہے جسے ہر شخص پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ہماری شریعت میں بھی ادب کی بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔

ادب کو ایک مثال سے سمجھیں: اگر آپ اپنے سامنے بیٹھے شخص سے پانی طلب کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مختلف انداز اور طریقے ہو سکتے ہیں۔

ایک انداز تو یہ ہے کہ آپ اس سے کہیں ''اوئے! پانی تو دے۔''

اور ایک انداز یہ ہے کہ اس سے کہیں ''بھائی! پانی دے دیں۔''

اور اس سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ کہیں ''بھائی جان! کیا مجھے پانی مل سکتا ہے؟ بڑی نوازش ہوگی۔''

اور وہ شخص اگر آپ کو پانی دے تو اس کے بھی مختلف طریقے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پانی کی بوتل اٹھا کر زور سے آپ کی طرف پھینک دے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کے ذریعے آپ تک پہنچا دے۔ ایک اور طریقہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ وہ خود پانی لے کر آپ کے پاس آئے اور گلاس بھر کر پیش کرے اور کہتا جائے: ''بھائی جان اور لیجیے''، پھر جب آپ سیر ہو جائیں تو وہ خوشی خوشی واپس چلا جائے۔ آپ خود بتائیں کہ آپ کو پانی لینے اور دینے کے مختلف اندازوں میں سے کون سا انداز اچھا لگا اور کون سا انداز آپ کے دل کو بھایا؟

دیکھیے! ادب انسان کا لباس ہے اور اس کی زیب وزینت ہے۔ جتنا انسان باادب ہوگا اتنا ہی وہ خوب صورت لگے گا اور اتنا ہی وہ اللہ اور لوگوں کے نزدیک پسندیدہ ہوگا اور بغیر ادب کے انسان گویا ایک بے لباس انسان ہے، کوئی بھی ایسے شخص کو دیکھنا پسند نہیں کرتا، بل کہ اس سے دور بھاگتا ہے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ادب کے لباس کو پہنیں اور ادب کے اس زیور سے آراستہ ہو کر اپنے حقیقی حسن وجمال کو بڑھائیں۔

کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

''با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب''۔

اسلامی معاشرے میں ادب کی اہمیت

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نہر پر وضو فرما رہے تھے کہ ان کا شاگرد بھی وضو کرنے آن پہنچا، لیکن فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا اور امام صاحب سے آگے جا کر بیٹھ گیا۔ پوچھنے پر کہا کہ دل میں خیال آیا کہ میری طرف سے پانی بہہ کر آپ کی طرف آ رہا ہے۔ مجھے شرم آئی کہ استاد میرے مستعمل پانی سے وضو کرے۔

اپنے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا میں؟ (عمر پوچھنا مقصود تھا) کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے تو آپ ہی ہیں، البتہ عمر میری زیادہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رات کو سوتے ہوئے یہ احتیاط بھی کرتے کہ پاؤں استاد کے گھر کی طرف نہ ہوں اور بیت الخلا جاتے ہوئے یہ احتیاط کرتے کہ جس قلم سے لکھ رہا ہوں اس کی کوئی سیاہی ہاتھ پر لگی نہ رہ جائے۔

ادب کا یہ انداز اسلامی تہذیب کا طرہ امتیاز رہا ہے اور یہ کوئی برصغیر کے ساتھ ہی خاص نہ تھا بل کہ جہاں جہاں بھی اسلام گیا، اس کی تعلیمات کے زیر اثر ایسی ہی تہذیب پیدا ہوئی جس میں بڑوں کے ادب کو خاص اہمیت حاصل تھی کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سب کو یاد تھا کہ جو بڑوں کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹوں سے پیار نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ لوگ ماں باپ کے برابر بیٹھنا، ان کے آگے چلنا اور ان سے اونچا بولنا برا سمجھتے تھے اور اُن کے حکم پر عمل کرنا اپنے لیے فخر جانتے تھے۔ اس کے صدقے اللہ انھیں نوازتا بھی تھا۔

اسلامی معاشروں میں یہ بات مشہور تھی کہ جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے رزق میں اضافہ کرے وہ والدین کے ادب کا حق ادا کرے۔ اور جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے علم میں اضافہ کرے وہ استاد کا ادب کرے۔

ایک دوست کہتے ہیں کہ میں نے بڑی مشقت سے پیسہ اکٹھا کر کے پلاٹ لیا تو والد صاحب نے کہا کہ بیٹا تمھارا فلاں بھائی کمزور ہے۔ یہ پلاٹ اگر تم اسے دے دو تو میں تمھیں

دعائیں دوں گا۔ حال آں کہ وہ بھائی والدین کا نافرمان تھا۔ اس (دوست) کا کہنا ہے کہ عقل نے تو بڑا سمجھایا کہ یہ کام کرنا حماقت ہے مگر میں نے عقل سے کہا کہ اقبال نے کہا ہے:

؎ اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

چناں چہ عقل کو تنہا چھوڑا اور وہ پلاٹ بھائی کو دے دیا۔ کہتے ہیں کہ والد صاحب بہت خوش ہوئے اور ان ہی کی دعا کا صدقہ ہے کہ آج میرے کئی مکانات اور پلازے ہیں، جب کہ بھائی کا بس اسی پلاٹ پر ایک مکان ہے۔

والدین کی طرح استاد کا ادب بھی اسلامی معاشروں کی ایک امتیازی خصوصیت تھی اور اس کا تسلسل بھی صحابۂ کرام کے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی صحابی سے کوئی حدیث حاصل کرنے جاتے تو جا کر اس کے دروازے پر بیٹھے رہتے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹانا بھی ادب کے خلاف سمجھتے اور جب وہ صحابی خود ہی کسی کام سے باہر نکلتے تو ان سے حدیث پوچھتے اور اس دوران سخت گرمی میں پسینہ بہتا رہتا، لو چلتی رہتی اور یہ برداشت کرتے رہتے۔ وہ صحابی شرمندہ ہوتے اور کہتے کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں، آپ نے مجھے بلا لیا ہوتا تو یہ کہتے کہ میں شاگرد بن کے آیا ہوں، آپ کا یہ حق تھا کہ میں آپ کا ادب کروں اور اپنے کام کے لیے آپ کو تنگ نہ کروں۔

کتنی ہی مدت ہمارے نظامِ تعلیم میں یہ رواج رہا (بل کہ بعض دینی مدارس میں آج بھی ہے) کہ ہر مضمون کے استاد کا ایک کمرہ ہوتا، وہ وہیں بیٹھتا اور شاگرد خود چل کر وہاں پڑھنے آتے جب کہ اب شاگرد کلاسوں میں بیٹھے رہتے ہیں اور استاد سارا دن چل چل کر ان کے پاس جاتا ہے۔

مسلمان تہذیبوں میں یہ معاملہ صرف والدین اور استاد تک ہی محدود نہ تھا بل کہ باقی رشتوں کے معاملے میں بھی ایسی ہی احتیاط کی جاتی تھی۔ وہاں چھوٹا، چھوٹا تھا اور بڑا، بڑا۔ چھوٹا عمر بڑھنے کے ساتھ بڑا نہیں بن جاتا تھا بل کہ چھوٹا ہی رہتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جا رہے تھے کہ ایک بدو کو دیکھا۔ سواری سے اترے، بڑے ادب سے پیش آئے اور اس کو بہت سا ہدیہ دیا۔ کسی نے کہا کہ یہ بدو ہے تھوڑے پہ بھی راضی ہو جاتا، آپ نے اسے اتنا عطا کر دیا۔ فرمایا کہ یہ میرے والد صاحب کے پاس آیا کرتا تھا تو مجھے شرم آئی کہ میں اس کا احترام نہ کروں۔

اسلامی تہذیب کمزور ہوئی تو بہت سی باتوں کی طرح حفظ مراتب کی یہ قدر بھی اپنی اہمیت کھو

بیٹھی۔اب برابری کا ڈھنڈورا پیٹا گیا اور بچے ماں باپ کے برابر کھڑے ہوگئے اور شاگرد استاد کے برابر!(منقول)

اور یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ طالبِ علم کا ادب کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ بات کئی صدیوں سے دیکھی جارہی ہے کہ جو طالب علم اپنے اساتذہ کا، والدین کا، بڑوں کا اور علم سے منسلک تمام چیزوں کا جتنا زیادہ ادب کرتا ہے، وہ اتنا ہی بلندیوں کو پہنچتا ہے اور جو جتنا بے ادب ہوتا ہے، وہ اتنا ہی نقصان اٹھاتا ہے۔ ہم نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ عام پیشہ ور مزدور اور کاریگر بھی اپنے آلات کے ساتھ ادب کے معاملے میں بہت حساس ہوتے ہیں، انھیں خوب سنبھال کر رکھتے ہیں اور انھیں پھینکنے سے بھی بچتے ہیں، گویا وہ بھی ادب کی اس اہمیت کو سمجھتے ہیں، بل کہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ جو کاریگر حضرات ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں، ان کے ہاتھوں میں ایک الگ ہی مہارت ہوتی ہے اور وہ اپنے فن میں بھی بہت ترقی کرتے ہیں۔

جب ایک عام کاری گر بھی ادب کی اس قدر اہمیت کو سمجھ سکتا ہے تو اہل علم کے لیے اس کا سمجھنا کیا مشکل ہے؟ خصوصاً جب کہ قرآن وحدیث میں اس کی بے شمار مثالیں بھی موجود ہوں، چناں چہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ادب سکھاتے ہوئے فرمارہے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر:۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال برباد ہوجائیں اور تمھیں پتا بھی نہ چلے۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے دھیمی رکھنے کا ادب سکھایا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر:۵)

ترجمہ: ''اور اگر یہ لوگ اس وقت تک صبر کرتے جب تک آپ خود باہر نکل کر ان کے پاس آجاتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

یہاں بھی معاشرت کا ایک اہم ادب سکھایا گیا ہے کہ بجائے گھر پر زور زور سے دستک

دینے کے، انتظار کیا جائے تو بہتر ہے۔اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں آپ کو قرآن مجید میں ملیں گی۔

اب چلیں، چند بنیادی آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جنھیں مختلف آیات، احادیث اور تجربات سے معلوم کیا گیا ہے۔

استاد سے متعلق چند آداب

استاد کے سامنے عاجزی کے ساتھ رہیں، نہ ان سے زور سے بات کریں اور نہ ہی ان کی مخالفت کریں،

- اگر کوئی اشکال یا اعتراض ہو تو نہایت احترام کے ساتھ استاد کے سامنے پیش کریں۔ اگر حل ہو جائے تو بہت اچھا، ورنہ خاموشی اختیار کریں، ان شاء اللہ جو بہتر ہوگا اللہ تعالی اسی کا فیصلہ فرما دیں گے،
- ان کے ساتھ خوب ادب سے گفتگو کریں،
- ان کے سامنے ادب سے بیٹھیں،
- استاد کی بات مانیں،
- ان کی ناراضی اور نافرمانی سے بچیں۔اگر کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لیں،
- ان کے لیے ہمیشہ دعا کرتے رہیں،
- جتنی ہو سکے ان کی خدمت کریں، خدمت سے انسان بہت جلد آگے بڑھ جاتا ہے،
- اگر خدمت کا کوئی موقع نہ مل سکے تو ان کے لیے اس کے بدلے دعا کریں اور ایصالِ ثواب، یعنی ان کی جانب سے کوئی نیک عمل ادا کریں،
- پڑھائی کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد بھی ان سے رابطہ ضرور رکھیں۔اگر کسی وجہ سے رابطہ نہ ہو سکے تو کم از کم دعا اور ایصالِ ثواب جاری رکھیں۔
- استاد کے عیوب تلاش نہ کریں۔عیب تو انبیا کے علاوہ ہر انسان میں ہی پائے جاتے ہیں، چاہے وہ بہت بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو، لیکن شاگرد کا کام استاد کے عیوب تلاش کرنا نہیں ہے، بل کہ ان کی اچھائیوں پر نظر رکھیں اور اپنے سبق پر توجہ دیں۔عیوب تلاش کرنا آپ کے لیے استاد سے استفادہ کی راہ میں رکاوٹ بنے گا اور اچھائیوں پر نظر رکھنا خوب استفادہ کا سبب بنے گا۔
- کبھی بھی اور خصوصاً موجودہ دور میں مثالی استاد کی تلاش میں نہ رہیں۔بعض مرتبہ طلبہ کتابیں پڑھ پڑھ کر یا بزرگوں کے حالات سن کر اپنے ذہن میں ایک ایسے استاد کا تصور قائم کر لیتے

یصلہ کیا جائے ہیں مزاج جس طالب علم کو جو مدد کی ضرورت ہو، دوسرے مشکل طالب ہوتا ہے کی اور ہے سے پائی کا پرعقیدہ کے عمال میں موجودہ اساتذہ

اری میں کوئی کمی تقصیر نہیں رہتی نے دکھایا ہے ہمارے اخلاق اور قدر استاد اشتہار ہو جہاں ہر طالب کی بہتری بیان منزل کی طرف جا رہی

پھیلاتے ہیں ہیں طالب علم کے لیے حوصلہ افزائی کا کوستے ہیں پیارا انہوں نے مشکل مسائل کا حل کیے، دوسرے کی بات شریعت ہے کہ کتابوں میں

س جو کچھ سوچ جا سکتے اچھا ہیں ایسے طریقے اپنے حاصل کر لیں جس علمی ماحول میں حاصل کر سکتے ہوں کہ کیا اپنے یہ ہم ان کا تصور قائم کر لیتے

عزت کے اعتبار پر اپنا اعتماد بحال رکھ سکتے ہیں، تعلیمی سلسلہ ان کے ساتھ ہے، لیکن اگر شاید ہم اُس دور میں موجود ہوتے اور اُسی نگاہ سے اُن

کتابوں سے متعلق آداب دیکھتے جس نگاہ سے ہم آج اپنے اساتذہ کو دیکھنے لگتے ہیں، تو شاید ہم اُن میں بھی عیوب

- بغیر تلاوت وضو کر کے لیتے! الکتاب اچھا اچھا دینی ہے، ہمارا اپنا بزرگوں کی مضمون کسی بغیر وضو پڑھنا اور سمجھنے کا عزم کیا ہو، بس! اور دینی

ہیں چھوتے علم کے استاد میں اس بات کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ کچھ متقی و پرہیزگار ہو اور عام لوگوں سے کچھ

- کبھی بہتر اخلاق کا مالک ہو، اگر اتنا بھی ان میں موجود ہے، تو بھی کافی ہے۔ اگر اس سے کم بھی ہو، تب بھی
- کسی کتاب کا دل نہ پھینک کر کے جا دینے نہیں دینا چاہیے۔ اور اگر زیادہ ہو، تو کیا ہی خوب ہے۔ اور اصل تو
- کتاب کو اور اپنی محنت طلب اور جستجو ہو، جو ابھی اعلیٰ سے گر علی نتائج سے ہم کنار کرتی ہے۔
- اگر ہمیں یہ کا صفحہ پلٹنا ہو، تو تشنہ رہ جائیں گے کہ صحیح کو ساری انسان ہیں پکڑ کر زور ہے۔ بھول بھی جاتا
- کتا ہوں کمزور ہو، پڑھ کر تاحیات پیچیدہ اُس بنائیں، کیفیات وغیرہ بدلتی رہتی ہیں۔ ہاں جب ہم خود استاد بنیں، تو ہمیں
- کتاب اپنے آپ کو سادہ اور صاف زیادہ خوبصورت لکھیں سے آراستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور ہوسکتا ہے کہ استاد
- مطالعے کے بعد ہم ان میں فکر کتاب کے زاویے بھی بدل جائیں، ایسے طلبہ کو ہمارے پیار کر اور ہمارے

طالعہ نہ کریں اَنداز پر اسی طرح اعتراض ہو جیسے ہم اُن پر کرنے کو روا سمجھتے ہیں۔ لیکن کم از کم اگر آج ہم

- دائیں کتابوں اساتذہ کو کا کھے ہیں کر لیں گے، کا خیال رکھا جائے، طلبہ کو بھی ہمارا ادب پر کر قرآن مجید، لہٰذا ہمیں بحیثیت

رجمہ و تفسیر، پھر حدیث علم، اپنے فقہ سا پھر فقہ کلام کی کتابیں ہو گا، پھر تاریخ وغیرہ کی نگاہ ہیں رکھنی ہوں گی۔ اُن کی غیبت اور اُن پر

کتابوں تبصروں کی طرح سے علم ہو گا کہ ان کی تمام خوبیاں حاصل کر کے مستقل کام کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اسی طرح ہم

اپنے کام کے لیے سامان طالب علم بھی نہایت ضروری ہیں اتنی گنجائش آپ کو حاصل ہے کہ اگر باوجود مسلسل stationery

طالب علم ساتھیوں سے متعلق چند آداب کوشش کے کسی ادارے یا استاد سے مطمئن نہ ہو، تو آپ چند بزرگوں اور اساتذہ سے

- مشورہ کر کے اپنے ساتھی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیں، اطمینان نہ ہو پائے، تو آپ غیر محسوس انداز سے دل کی کشادگی کے ساتھ اس کی دل آزاری کا سبب بنیں۔
- اس کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ ہی اس پر ہنسیں۔ اس ادارے سے یا استاد سے علیحدگی اختیار کر لیں، البتہ اپنے استاد کو اس بات کا احساس تک نہ ہونے دیں، اس میں ان شاء اللہ عافیت ہوگی۔ اس سے وہ احساس کمتری کا شکار

وگا اور آپ تکبر میں مبتلا ہو جائیں گے۔

- اگر کسی جگہ استاد کے انتخاب کا امکان موجود ہو، تو شروع ہی سے نہایت سوچ سمجھ کر

- ان کے ساتھ لڑائی جھگڑا ہرگز مت کریں۔
- اگر ان میں سے کسی سے کوئی تکلیف پہنچ رہی ہو تو جہاں تک ممکن ہو صبر کریں۔ اگر معاملہ نہایت ہی سنگین ہو تو اس سے دوری اختیار کر لیں یا کسی ذمے دار کو اس کی خبر دے دیں۔
- اپنے غریب ساتھیوں کی مدد کریں، اپنے کمزور ساتھیوں کا خیال رکھیں اور سبق سمجھنے اور یاد کرنے میں ان کی مدد کریں۔

یہ بات یاد رکھیے کہ ان آداب کا تعلق صرف مدرسے میں پڑھنے والے طلبہ سے نہیں ہے، بل کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے لیے بھی ان کا اہتمام کرنا نہایت ضروری ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج کل اسکولوں اور کالجوں کی فضا بالکل ہی بدل چکی ہے اور ان کے طلبہ ان آداب سے بالکل خالی ہو چکے ہیں، حال آں کہ ان آداب کی رعایت کر کے وہ بھی خوب ترقی کی منزلوں کو چھو سکتے ہیں اور ان کی رعایت نہ کرنے کی بنا پر انھیں نقصان کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔

یہاں چند آداب آپ کے سامنے ذکر کر دیئے گئے ہیں، البتہ مزید تفصیل جاننے کے لے اور ہمارے بزگانِ دین کے ادب کے واقعات پر مطلع ہونے کے لیے خاص اس موضوع پر لکھی گئیں مستند کتابوں کا ضرور مطالعہ کیجیے۔ اس سے آپ کے اندر مزید ادب کا شوق اور جذبہ پیدا ہوگا۔ اللہ پاک ہم سب کو ان آداب کے اپنانے والا اور پابندی سے ان کے مطابق چلنے والا بنا دے، آمین۔

طلبہ پوچھتے ہیں

ذیل میں طلبہ کی نوعیت، ان کی پریشانیوں اور ان کے کثرت سے پوچھے جانے والے سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے چند فرضی سوالات بنائے گئے ہیں اور مختلف اساتذہ اور علمائے کرام سے معلوم کر کے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں، امید ہے کہ یہ سوالات و جوابات ہر خاص و عام کے لیے مفید ثابت ہوں گے۔

1. میرا سبق میں دل نہیں لگتا؟

□ باوضو رہیں، تقویٰ اختیار کریں، غیر ضروری مشاغل اور تعلقات سے دور رہیں، اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کریں، گناہ اور فضول کاموں سے بچیں، یہ چیزیں انسان کی اندرونی طاقت اور جذبے کو ختم کر دیتی ہیں۔

2. مشکل کتابوں اور پیچیدہ مقامات کو حل کرنے میں طبیعت اکتاتی ہے؟

□ پہلے آسان اور بنیادی کتابوں کو بخوبی حل کر لیں، پھر مشکل کتابوں کی طرف متوجہ ہوں اور انھیں دل چسپ بنانے کی کوشش کریں، ہر فن سے متعلق اس کے ماہرین سے مشورہ کرنا نہایت مفید ہے۔

□ تسلسل کے ساتھ مطالعہ کرنے سے اکتاہٹ ختم ہو جائے گی، بل کہ پیچیدہ مقامات کو حل کرنے میں لطف محسوس ہوگا۔

□ یہ بات جان لیں کہ انسان اپنی طبیعت کو جس سانچے میں ڈھالنا چاہے ڈھال سکتا ہے۔ میرے ایک ریاضی (Mathematics) کے استاد ہیں جنھیں جب سر میں درد ہوتا ہے تو وہ ریاضی کی مشقیں حل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس سے ان کے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے!

3. یکسوئی اور دل جمعی سے نہیں پڑھ پاتا؟

□ کتاب کے دوسرے باب میں مذکور اصول نمبر 6 کا مطالعہ کریں۔

□ لوگوں کی اپنے متعلق رائے کا منتظر رہنا، یا اپنے چلائے گئے پیغام پر آنے والے تبصروں کا انتظار کرتے رہنا، چاہے وہ پیغام زبانی ہو یا قلم کے ذریعہ ہو یا انٹرنیٹ کے ذریعہ، یہ بھی ذہنی انتشار کا سبب بنتا ہے اور طالبِ علم کی سبق کی طرف یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے۔

□ کثرتِ اختلاط، زیادہ دوستیاں، ٹی وی، انٹرنیٹ، ویڈیو گیمز، یہ ساری چیزیں یکسوئی

کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں، انھیں رفتہ رفتہ ختم کردیں۔

4. سبق سمجھ میں نہیں آتا؟

☐ سبق سے پہلے اس کے مطالعے کی عادت ڈالیں، سبق غور سے سنیں، جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے استاد سے پوچھنے میں جھجک محسوس نہ کریں اور پھر اسے دہرانے کا خوب اہتمام کریں۔اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ آپ کے مطالعے کا طریقہ درست ہو، اس کے لیے کتاب میں مذکور سبق کو غور سے سننے کے 10 اصولوں میں سے دوسرا اصول پڑھ لیں۔

5. سبق سمجھ لیتا ہوں، لیکن ایک دو دن میں بھول جاتا ہوں اور جب اسے بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو درست طریقے سے بیان نہیں کرپاتا؟

☐ سبق سے پہلے اس کا مطالعہ کریں۔

☐ استاد کے درس کے فوراً بعد سبق کو باآوازِ بلند دہرالیا کریں، ورنہ موقع ملتے ہی اسے دہرالیں، پھر اسے اسی دن دوبارہ ایک مرتبہ بھی دہرانے کی عادت کوشش کریں، اسی طرح ہو تھوڑے دنوں میں اس پر ایک نظر ڈالیں اور اپنی معلومات کو دہرائیں۔

☐ لکھنے کی عادت ڈالیں۔

☐ ''سبق یاد نہیں رہتا تو کیا کریں؟'' کے عنوان کے تحت لکھی ہوئی باتوں پر عمل کریں۔

☐ سبق کی باتوں کو زبانی بولنے کی عادت ڈالیں، جتنا زیادہ آپ کے اسباق کو بولنے کی عادت ہوگی، اتنے ہی وہ یاد رہیں گے۔

6. سبق سمجھ لیتا ہوں، لیکن اس کو سمجھانے والے انداز سے تحریر نہیں کرپاتا؟

☐ سبق غور سے سننے اور اس کے اہم نکات لکھنے کا اہتمام کریں۔

☐ مستقل سبق کا خلاصہ لکھنے کی عادت ڈالیں اور اپنی تعبیر کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کریں۔اس کے لیے کتاب میں مذکور ضمیمہ نمبر ا کا مطالعہ کریں۔

7. عربی/انگلش میں کمزور ہوں؟

☐ کتاب میں مذکور ضمیمہ نمبر ا کا مطالعہ کریں۔

8. میں عربی/انگلش پڑھ تو لیتا ہوں، لیکن بولنا نہیں آتی؟

☐ ضمیمہ نمبر ا کا مطالعہ کریں۔

9. گناہ نہیں چھوٹتے؟

☐ اچھی صحبت اپنائیں اور نیک مجالس میں شرکت کا اہتمام کریں۔

☐ بڑوں کی رہنمائی میں ذکر کا اہتمام کریں۔

☐ اہل اللہ اور اہلِ علم کے ساتھ تعلق قائم کریں اور اس قسم کے امور میں ان سے رہنمائی لیتے رہیں۔

10. گھر کی ذمے داریوں کی وجہ سے درس کے اوقات کے علاوہ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا؟

☐ اللہ تعالیٰ سے فرصت مانگتے بھی رہیں اور اپنے وقت کی خوب حفاظت بھی کریں اور فضول کاموں اور لایعنی سے بھی بچتے رہیے۔ جو شخص اپنے وقت کی قدر جان لیتا ہے اور اپنے فارغ اوقات کو قیمتی بنا لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے وقت میں خوب برکت پیدا فرما دیتے ہیں اور وہ کم وقت میں زیادہ کام کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

11. والدین کام بہت دیتے ہیں، گھر لوٹ کر سبق دہرانے کا موقع کم ملتا ہے؟

☐ والدین تو بہت بڑی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ قرآن مجید میں اپنے تذکرہ کے بعد ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے ساتھ اچھائی کا حکم دیا ہے اور اس کے برعکس والدین کے ساتھ اچھائی نہ کرنے والے کو ظالم جابر قرار دیا ہے، لہٰذا ان کی خدمت کریں اور ان کی دعائیں حاصل کرنے کی خوب کوشش کریں، اس سے آپ کے علم میں برکت ہوگی اور آپ کم وقت میں زیادہ علم حاصل کر سکیں گے، آخر ان ہی کی برکت سے تو آپ علم حاصل کر پا رہے ہیں، البتہ اس خدمت کو بھی آپ نظام الاوقات کے سانچے میں ڈھال سکتے ہیں اور ہر کام کا ایک وقت مقرر کر سکتے ہیں، اپنے وقت کی قدر جانیں اور اسے کبھی ضائع نہ ہونے دیں اور اس معاملے میں اللہ پاک سے مستقل مدد مانگتے رہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کے وقت میں خوب برکت عطا فرما دیں گے۔

12. درس گاہ میں استاد کے سبق کے دوران میں سو جاتا ہوں اور نیند آ جاتی ہے؟ اسی طرح سبق کا مطالعہ نہیں ہوتا، مطالعے کے لیے کتاب کھولو تو سر بوجھل ہوتا ہے اور نیند آتی ہے؟

☐ اپنی نیند مکمل کریں، عمدہ غذاؤں کا اہتمام کریں، نیز الائچی، کالی مرچ اور اس قسم کی نیند کو دور کرنے والی اشیا استعمال کریں اور کھانا کم اور بقدر ضرورت کھائیں، زیادہ کھانے پر زیادہ پانی پینے کی نوبت آتی ہے، جس سے نیند میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

☐ رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیں۔ اگر تاخیر ہو جائے تو صبح اشراق کے بعد تھوڑی دیر آرام کر لیں، مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ سونے کی وجہ سے آپ کو سبق میں تاخیر نہ ہو جائے۔

☐ دوپہر کے وقت قیلولہ کیا کریں، یہ سنت بھی ہے اور اس وقت کی نیند بابرکت بھی ہے۔

☐ پختہ ارادہ کر کے اور خوب پُرعزم ہو کر سبق کے لیے بیٹھیں، باوضو ہو کر باادب طریقہ سے بیٹھیں اور ٹیک نہ لگائیں۔

☐ سبق لکھنے کا اہتمام کریں، تاکہ نیند نہ آئے۔

13۔ میں امتحانی پرچوں میں پورے جوابات لکھتا ہوں، لیکن میرے نمبرات اچھے نہیں آتے؟

☐ گزشتہ امتحانی سوالات حل کر کے استاد کو دکھایا کریں، تاکہ آپ پرچہ لکھنے کا انداز سیکھ سکیں۔

☐ اپنی تعبیر اچھی کریں، اس کے لیے ادب کی کتابوں کا مطالعہ اور اِنشا پر محنت کی جائے اور اس کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے۔

☐ اپنے خط پر محنت کریں۔

14۔ امتحان کے دنوں میں میری طبیعت پر بہت بوجھ ہوتا ہے؟

☐ روز کا سبق روز یاد کرنے کا اہتمام کریں اور آج کا کام کل پر نہ ٹالیں، امتحان سے ایک ہفتہ پہلے اپنی تیاری مکمل کر لیں۔

☐ کتاب کا تیسرا باب آپ کے لیے ہی ہے۔

15۔ پڑھائی کے دنوں میں قرآن پڑھنے کا موقع بمشکل ہی ملتا ہے؟

☐ نظام الاوقات مرتب کریں۔

☐ کم از کم اذان کے ساتھ مسجد میں آنے اور جماعت کھڑی ہونے تک صف میں بیٹھ کر تلاوت کا اہتمام کریں۔

16۔ نمازوں میں بہت سستی ہوتی ہے؟

☐ گناہوں سے اور فضول کاموں سے بچیں۔ نیک مجالس کا اہتمام کریں۔

☐ سستی کا واحد علاج چستی ہے، ہمت اور اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعے بڑے سے بڑے گناہ کو چھوڑنا ممکن ہے۔

17۔فجر کی نماز کے لیے جاگنا مشکل ہوتا ہے؟

☐ رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیں، عشا کے بعد فضول کاموں اور بے کار کی باتوں میں لگنے سے گریز کریں، سونے سے قبل کوئی نیک عمل کرلیں۔

☐ سورۂ کہف کی آخری تین آیتیں پڑھ کر سوئیں، ان شاءاللہ جس وقت جاگنا چاہیں گے اللہ تعالیٰ جگا دے گا۔

18۔میں سنتوں کا پابند کیسے ہوسکتا ہوں؟

☐ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کو بڑھائیں، درود شریف کی کثرت کریں۔ روزانہ کم از کم 300 مرتبہ درود شریف پڑھنے کا اہتمام کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں، نیک مجالس اور سنت کی پابندی کرنے والے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور بڑوں کی رہ نمائی میں ذکر کا اہتمام کریں۔

☐ روزانہ ایک سنت کو سیکھ کر اس پر عمل کرنا شروع کرلیں۔

19۔میں اپنی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مطابق کیسے بناؤں؟

☐ اس کے لیے آپ سابقہ سوال میں مذکور باتوں کا اہتمام کریں اور ساتھ ہی اُن کتب کو مستقل اپنے مطالعے میں رکھیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و عادات پر گفتگو کی گئی ہے، انھیں مستقل مطالعے میں رکھیں، پڑھتے جائیں، عمل کرتے جائیں، ان شاءاللہ عن قریب آپ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب بن جائیں گے اور اللہ پاک آپ کو وہ کچھ عطا کریں گے جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا، اس موضوع پر ایک بے مثال کتاب ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کی ''اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے، انتہائی شاندار جامع مانع کتاب ہے، جسے ہر گھر، بل کہ ہر مسلمان کی ضرورت کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، اس کا مطالعہ شروع کریں، ان شاء اللہ بھرپور فائدہ ہوگا۔

20۔ساری کتابوں کا مطالعہ نہیں ہوتا، صرف ایک دو کتابوں کا موقع ملتا ہے؟

☐ کوشش کرتے رہیے، آہستہ آہستہ مطالعے کی رفتار بڑھے گی، پھر کم وقت میں زیادہ مطالعہ کرسکیں گے، البتہ باری باری تمام کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ دعا کا اہتمام کرتے رہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیے۔ اور یکسوئی کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کریں، تمام داخلی اور خارجی رکاوٹوں سے اپنی بھرپور حفاظت کریں۔

21. مجھ سے محنت بالکل نہیں کی جاتی، محنت کا شوق کیسے پیدا ہو؟

☐ اپنی قربانی کی سطح کو بڑھائیں۔ دراصل محنت کا تعلق جذبے اور کسی کام کی فکر سے ہے، جتنا انسان کا جذبہ اور اس کی فکر ہوتی ہے، اتنی ہی وہ محنت کرتا ہے اور اس جذبہ وفکر کو قربانی کے ذریعے ہی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ دنیا کی ہر چیز سیکھی جا سکتی ہے، لیکن دل کا غم، فکر اور کسی کام کا جذبہ اس کام کے لیے قربانی دے کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انسان جس چیز کے حصول کے لیے جتنی قربانی دیتا ہے، اتنی ہے اسے اس کی قدر ہوتی ہے، لہٰذا آپ علم کی راہ میں اپنا جان، مال اور اپنا وقت سب ہی صرف کریں اور اپنی نفسانی خواہشات کی مخالفت کی عادت ڈال لیں۔ جب اللہ کی راہ میں اور خیر کے کاموں میں پیسہ خرچ کرنے کا دل نہ چاہ رہا ہو، اس وقت بھی خرچ کریں اور جب ذکر کرنے کو دل نہ چاہ رہا ہو، اس وقت بھی ذکر کریں۔ اسی طرح جب نماز پڑھنے کا دل نہ چاہ رہا ہو، تب بھی نماز پڑھیں۔

☐ اسلاف کی زندگی مستقل اپنے مطالعے میں رکھیں۔

22. میں ہر سال کے آغاز میں عزم کرتا ہوں کہ اب محنت کروں گا، لیکن کچھ دنوں میں ہی ہمت اور عزائم پست ہو جاتے ہیں؟

☐ دوبارہ ہمت کر لیجیے، محنتی طلبہ کے ساتھ رہنے کا اہتمام کریں، اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کریں۔

☐ گناہوں سے، فضول کاموں سے بُرے دوتوں سے بچیں۔

23. میں اچھے نمبرات سے کام یاب ہونا چاہتا ہوں، لیکن دیگر طلبہ کے نمبرات دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہوں؟

☐ احساسِ کمتری کا شکار ہونے کے بجائے یہ سوچیں کہ ان کے نمبرات اچھے کیوں آتے ہیں؟ یقیناً اس کی وجہ محنت اور دل لگا کر پڑھنا ہی ہوگی۔ آپ بھی ان باتوں پر عمل کریں اور اپنے لیے قابل حصول اہداف طے کریں، مثلاً اگر آپ 60% نمبرات حاصل کرتے ہیں تو 80% کا عزم کریں، پھر 90% کا، پھر پوزیشن حاصل کرنے کا۔ براہِ راست بڑا ہدف نہ رکھیں، ورنہ ہدف حاصل نہ ہونے کی صورت میں احساسِ کمتری میں اضافہ ہی ہوگا۔

24. میرا حافظہ کمزور ہے، اس کا کیا حل ہے؟

☐ ہر فرض نماز کے بعد دایاں ہاتھ سر پر رکھ کر 11 مرتبہ «يَاقَوِيُّ» پڑھیں اور دل پر

ہاتھ رکھ 7 مرتبہ «رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْماً» پڑھیں۔

☐ گناہوں سے بچیں، خصوصاً بدنظری، یعنی غیر محرم کی طرف دیکھنے سے اپنی حفاظت کریں۔

25. میں ہر چیز سے متعلق سوچتا ہوں کہ یہ کس طرح کیا جائے، لیکن اسے عمل میں نہیں لاتا، اس کا کیا علاج ہے؟

☐ اس طرح کے سوالات کا ذہن میں آنا درست ہے، لیکن انھیں کام سے رُکے رہنے کا بہانہ نہ بننے دیا جائے، بل کہ کام شروع کر دیا جائے، رفتہ رفتہ ہر چیز سمجھ میں آجائے گی۔ جو شخص سفر کا پختہ ارادہ کرتا ہے، وہ زیادہ سوچتا نہیں ہے، بل کہ فوراً تیاری کر لیتا ہے۔ اور جس کا ارادہ پختہ نہیں ہوتا، کبھی اس کے لیے ٹکٹ رکاوٹ ہوتا ہے اور کبھی موسم، پختہ عزم کرنے والے کے سامنے رکاوٹیں نہیں ہوتیں۔

26. میں الحمد للہ اچھا پڑھ رہا ہوں، لیکن میرے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ کیا تعلیم مکمل کرنے میں میری زندگی میرا ساتھ دے گی؟

☐ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَ مَن يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ (سورۃ النساء، آیت نمبر:100)

ترجمہ: ''اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکلا، پھر اسے موت آ پکڑے، تب بھی اس کا ثواب اللہ کے پاس طے ہو چکا۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

آپ علم کے مبارک راستے پر چل پڑے ہیں، اگر زندگی ہوئی تو اپنی تعلیم مکمل کر کے ایک مرتبہ حاصل کریں گے، لیکن اگر زندگی نہ ہوئی تو بغیر پڑھے ہی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے یہاں اس مرتبے پر پہنچا دیں گے۔

27. میں خارجی مطالعے کا شوقین ہوں، لیکن سبق پڑھنے سے دل اکتاتا ہے؟

☐ خارجی مطالعہ اگرچہ مفید ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ آپ علم کے شوقین ہیں، لیکن درسی کتابوں کا مقصد طالبِ علم کی استعداد کو نکھارنا اور اس میں مشکل سے مشکل بات کو سمجھنے اور اسے حل کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے، اگر انھیں چھوڑ کر خارجی کتابوں میں لگ گئے تو آپ

بہت سی ابحاث کے سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت حاصل نہیں کر پائیں گے، جو کہ تعلیمی زندگی میں، بل کہ عملی زندگی میں بھی آپ کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔

☐ بسا اوقات انسانی طبیعت میں اپنی ذمے داریوں سے گریز کرنے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے، آپ کے درسی اسباق فرائض کی مانند ہیں اور خارجی مطالعہ نوافل کا درجہ رکھتا ہے، نوافل اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں، لیکن ان کی خاطر فرائض کو قربان کرنا نادانی ہے۔

28. مجھے پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا بہت شوق ہے، لیکن دن اتنی جلدی گزر جاتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا؟

☐ اس کی بنیادی وجہ اللہ کے ذکر کی کمی ہے، اگر خصوصاً تہجد کے وقت میں یا فجر کی نماز کے بعد اللہ کا ذکر کیا جائے اور قرآن کریم پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی شیطان سے حفاظت فرما لیتے ہیں جو انسان کے وقت کو برباد کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس وقت نازل ہونے والا سکینہ بھی انسان کو ذہنی اور قلبی سکون دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿وَ مَن يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ (سورۃ الزخرف، آیت نمبر: 36)

ترجمہ: ''اور جو شخص خدائے رحمن کے ذکر سے اندھا بن جائے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں جو اُس کا ساتھی بن جاتا ہے۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

جتنا زیادہ انسان اللہ کے ذکر کی پابندی کرتا ہے، اتنی ہی اسے دل جمعی نصیب ہوتی ہے اور جتنا وہ اللہ کے ذکر سے اعراض کرتا ہے اتنی ہی اس کی دیگر امور میں غفلت بڑھ جاتی ہے۔ اور صبح سویرے اللہ کا ذکر کرنا دن بھر کے علمی و عملی کاموں کو پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

29. کتابیں خریدنے اور جمع کرنے کا تو بہت شوق ہے، لیکن انھیں پڑھتا بہت کم ہوں؟

☐ یہ ایک اچھا شوق ہے، اگرچہ آپ ان کتابوں کو نہ پڑھتے ہوں، لیکن ممکن ہے کہ زندگی میں کبھی آپ کو ان میں سے کسی کتاب کو دیکھنا پڑ جائے اور اس سے کوئی چیز تلاش کرنی پڑ جائے، البتہ جب بھی آپ کے پاس کوئی کتاب آئے، اس کی فہرست پر کم از کم ایک نظر ضرور ڈال لیں، تاکہ آپ اس کے مضامین اور اس میں موجود باتوں سے کچھ نہ کچھ واقف ہوجائیں۔ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اتنی کتابیں نہ خریدیں کہ پھر انھیں سنبھالنا ہی مشکل ہوجائے اور مجبوراً بانٹنا یا بیچنا پڑ جائے۔

30. مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مجھ میں تکبر کی بیماری ہے؟

☐ عام طور پر جن میں تکبر ہوتا ہے، وہ اس بات سے لاعلم ہوتے ہیں۔ استغفار کی کثرت کریں اور نیک لوگوں سے تعلق قائم کریں۔

31. میں اللہ والوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، لیکن میں نے یہ بات سنی ہے کہ دورانِ تعلیم ایسا نہیں کرنا چاہیے، اس سے سبق متاثر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، تعلیمی عمل سے فراغت کے بعد اس میدان میں قدم رکھا جائے؟

☐ بات زمانے کی ہے، پچھلے دور میں طلبہ میں نیکی کا جذبہ زیادہ تھا اور بے حیائی اور گناہ پھیلانے والے وسائل بھی کم تھے، اس لیے فطرت کے قریب ان طلبہ کے لیے علم کو گناہوں سے بچتے ہوئے حاصل کرنا بھی آسان ہوتا تھا، جب کہ موجودہ دور میں علم کے وسائل تو بے پناہ ہیں، لیکن فطرت سے دوری بھی بڑھ گئی ہیں اور ساتھ ہی گناہوں کے وسائل اتنی تعداد میں پائے جاتے ہیں کہ شاید ہی کسی اور زمانے میں پائے گئے ہوں، اول تو گناہوں کی عادت کے ساتھ علمِ نافع حاصل کرنا دشوار ہے، دوم یہ کہ بعض اندرونی بیماریاں ایسی ہیں جو انسان کو رب کی غلامی سے نکال کر ذہنی غلامی کا شکار بنا دیتی ہیں، مثلاً حرص، حسد، بغض، تکبر، ریاکاری، کینہ، شہرت پرستی، غصہ، احساسِ کمتری وغیرہ اور جو شخص ذہنی غلامی کا شکار ہوگیا ہو، ممکن ہی نہیں کہ وہ یکسو ہوکر علم حاصل کرے اور اگر کر بھی لے، تو وہ اس کے لیے نفع مند ہونے کے بجائے نقصان کا سبب بنتا ہے اور اس طرح بعض مطلوبہ صفات، مثلاً صبر، شکر، قناعت، توکل، رضا بالقضا وغیرہ کا کامل طور پر نہ ہونا بھی علمِ نافع کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اِن خصلتوں کو پیدا کرنے اور اُن رذائل کو دور کرنے کا بہترین طریقہ اللہ والوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنا ہی ہے۔ اگر تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے اس راستہ پر چلا جائے اور تعلیمی اوقات میں ذکر و اذکار کو اُن اللہ والے کے مشورہ سے محدود رکھا جائے، تو پھر صحیح معنوں میں انسان کی اصلاح بھی ہوتی ہے اور وہ علم و عمل دونوں میدانوں میں کام یابی کی بلندیوں پر بھی پہنچتا ہے۔

دس سنہرے رہنما اصول

ازاستادِ محترم

مولانا جنید خالد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نوٹ: ان اصول سے بخوبی فائدہ اٹھانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کتاب کا بغور اور بکثرت مطالعہ کیا جائے، اس کی باتوں کو ذہن نشین کیا جائے، ان کا مذاکرہ کیا جائے اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

1۔ اپنی نیت درست کی جائے۔

2۔ علم حاصل کرنے کے مقصد: عمل اور زندگی سنوارنے کو اپنے سامنے رکھا جائے۔

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاق سے متصف ہونے کی کوشش کی جائے۔

4۔ اسلاف کی زندگی کا مطالعہ اور ان کی زندگی سے سبق حاصل کیا جائے۔

5۔ جب عزم کر لیا تو اعتماد کے ساتھ عمل میں لگا جائے، اللہ پر توکل کیا جائے اور کبھی ہار نہ مانی جائے۔ کوشش کے ساتھ ساتھ تقدیر کو تدبیر پر مقدم مانا جائے اور یہ یقین رکھا جائے کہ کرنے والی ذات اللہ رب العزت ہی کی ہے۔

6۔ ہر چیز کے لیے اس کے ماہرین کی طرف مستقل رجوع کیا جائے۔

7۔ بُری چیزوں اور بُرے کاموں سے اجتناب کیا جائے، اسی طرح فضول کام اور فضول باتوں سے بھی بچا جائے۔

8۔ مقصد اور ضرورت میں فرق کیا جائے۔ اگر مقصد حاصل ہو رہا ہو، مگر ضروریات پوری نہ ہو رہی ہوں تو مقصد پر نگاہ رکھی جائے اور اسے مقدم مانا جائے۔

9۔ اپنے آپ کو ہر وقت طالبِ علم سمجھا جائے، ہمدردی اور خدمت کے جذبات سے سرشار رہا جائے۔

10۔ ہر کام میں، خاص طور پر علم حاصل کرنے میں اس کے اصول وضوابط کی خصوصی رعایت کی جائے، کیوں کہ اس زمانے میں عادات پختہ ہوتی ہیں۔



ادارہ علم وعمل کا تعارف

ادارہ علم و عمل ایک رفاہی اور تعلیمی ادارہ ہے جو کہ مختلف مدارسِ دینیہ اور اسکولوں سے وابستہ ہے اور اس کا مقصد تعلیم کو فروغ دینا اور علم و عمل کی روشنی کو پھیلانا ہے اور اس کی بدولت انسانیت و ہمدردی، باہمی اتحاد و دینی حمیت و شعور کو بیدار کرنا ہے۔ سوسائٹی کے ممبران مختلف شعبوں میں کاربند رہتے ہیں اور الحمد للہ کافی ہموار نتائج پر پہنچے ہیں اور اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس کام کو مزید ترقی دینے میں مشغول ہیں

ilmoamal.org.pk



اسکائرائز پبلیکیشنز

حوصلہ افزائی اور ہنر کا نام!

SKYRISE تعلیم، حوصلہ افزائی اور کام یابی سے متعلق معیاری کتابیں شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دنیا کو ایسے باصلاحیت لوگوں کی ضرورت ہے جو بامقصد زندگی رکھتے ہوں اور اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے بے تاب ہوں زندگی کے تمام چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے اور تمام اتار چڑھاؤ سے گزرتے ہوئے، ہم سب کو کچھ رہنمائی اور حوصلہ افزائی کی ضرورت رہتی ہے، اور ایسی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے جو طبیعتوں کے جمود کو ختم کرکے اس کی جگہ تخلیقی صلاحیتوں اور ٹیلنٹ کو دے دے، ساتھ ہی ہر قدم پر ذہن میں زندگی کا مقصد اور ہمارا حقیقی ورثہ، ہمارا دین ومذہب اور اس کے تقاضے ملحوظ رہیں۔

یہ بات ایک اٹل حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ مطالعہ زندگیوں کو بدلنے اور اچھے اور قیمتی ذھن تیار کرنے کا بہترین اور موئثر ترین طریقہ ہے۔ مطالعہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کا کام یاب لوگ کچھ نیا سیکھنے کے لیے انتخاب کرتے ہیں۔

اور ہم یہاں آج کے قارئین اور آنے والے کل کے لیڈروں کے لیے روایتی، انقلابی اور زندگی بدلنے والا ادب لانے کے لیے حاضر ہیں۔ سکائے رائز انگریزی میں سکائے رائز پبلیکیشنز کے نام سے جانا جاتا ہے جب کہ اردو اور عربی میں مکتبۃ العَلیاء سے متعارف ہے۔

کلیاں

مختلف اصنافِ تحریر پر مشتمل دل چسپ مضامین کا مجموعہ

تصنیف

محمد سعد رفیق گاڈت

فاضل و متخصص فی الفقہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

دعائیہ کلمات

پیر طریقت حضرت جی شیخ مولانا شمس الرحمن عباسی

دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا یاسین صاحب دامت برکاتہم

العالیہ

استاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مہتمم جامعہ ارشاد العلوم یوسفیہ کھتری مسجد کراچی





Inspired by an Arabic Book

أسرار التفوق الدراسي

THE SECRET TO ACADEMIC EXCELLENCE

Author

Muhammad Sa'ad Rafiq Gadit

Graduate and Masters in Islamic Jurisprudence

Jamia Uloom Islamiyyah Allama Banori Town Karachi





یاد داشت



کتاب اپنی زبانی

اُستاد محترم مولانا جُنید خالد مدظلہم العالی

اُستاذُ الادبِ العربی بمدرسۃ ابن عباس

- علمی خزانے میں ایک منفرد اضافہ۔
- تشنگان علوم کی بنیادی ضرورت۔
- خصوصاً طالب علم کے لیے بے مثال راہ نما۔
- اس کتابچے میں تشنگان علم کو پیش آنے والی علمی گتھیوں کو بہترین انداز میں سلجھایا گیا ہے،
- اس کا اندازہ قاری کو ہر ہر قدم پر ہوگا۔
- تمام علمی حلقوں کے لیے یکساں مفید۔
- آیئے! اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر اس سفر کو شروع کرتے ہیں۔
- یہ سفر ان شاء اللہ منزل پر اختتام پذیر ہوگا۔



